حضرت موسیٰؑ کے 300 سچے واقعات

پُراسرار اژدھا

اور

جنتی لاٹھی
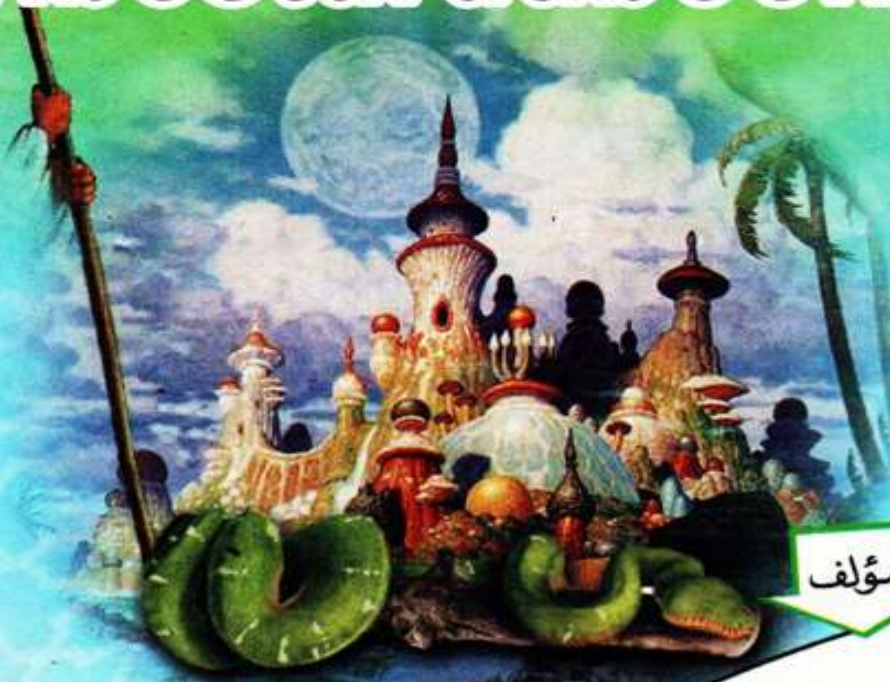
مؤلف

مولانا ارسلان بن اختر میمن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
300 انمول واقعات کا خزانہ

پُراسرار اژدھا
اور
جنتی لاٹھی

مؤلف

مولانا ارسلان بن اختر میمن

جن احباب کو اس کتاب سے فائدہ ہو تو وہ احقر کے مرحوم بھائی حافظ محمد اکبر (عمر ۲۶ سال) کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

مکتبہ ارسلان اُردو بازار، کراچی۔
فون: 0333-2103655

نام کتاب .... **پراسرار اژدھا اور جنتی لاٹھی**

ترتیب وتزئین .... مولانا محمد ارسلان بن اختر میمن

اشاعت اوّل .... اگست 2008ء

ملنے کا پتہ:

کراچی: مکتب خانہ مظہری گلشن اقبال نمبر 2۔ فون: 4992176 نفیس اکیڈمی اردو بازار، کراچی
بیت القرآن، اردو بازار، کراچی۔ اقبال بک ڈپو (اقبال نعمانی صدر)۔ علمی کتاب گھر اردو بازار، کراچی۔
بیت الکتب گلشن اقبال نمبر 2۔ فون: 4975024 مکتبۃ القرآن، بنوری ٹاؤن۔ فون: 4856701
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی۔ فون: 4594144 مکتبہ رشیدیہ اردو بازار، کراچی۔ فون: 2744994
ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون: 4914596 نور القرآن، اردو بازار، کراچی۔ فون: 2624609
دار الاشاعت، اردو بازار کراچی۔ فون: 2213768

لاھور: مکتبہ رحمانیہ غزنی اسٹریٹ اردو بازار، لاہور۔ ادارہ اسلامیات انارکلی بازار، لاہور۔
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار، لاہور۔

راولپنڈی: مکتبہ رشیدیہ مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی۔

پُراسرار اژدھا
اور
جنتی لاٹھی

فہرست مضامین

تذکرہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہزار سال کی مدت حائل ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران بن یصہر بن فاہث ابن لاوے بن یعقوب ابن اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر اور رسول ہیں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام عمران اور آپ کی والدہ کا نام یوقبد تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتویں پشت میں پیدا ہوئے.....

''موسیٰ کے معنی ہیں پانی سے نکالا ہوا'' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کتاب توریت نازل ہوئی..... عبرانی زبان میں توریت کے معنی ''شریعت'' کے ہوتے ہیں..... اور اس زبان میں ''موسیٰ'' کا تلفظ ''مو..... شا'' ہوتا ہے..... آپ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد کی عمر 80 سال تھی.....

تعارف بنی اسرائیل:

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے.....

کیونکہ ''اسرائیل'' آپ علیہ السلام کا ''لقب'' ہے یا آپ کا دوسرا نام ہے..... لفظ ''اسرائیل'' میں ایک قول یہ ہے کہ یہ عجمی لفظ ہے..... اسرا اور ایل سے مرکب ہے..... اسرا کے چار معنی بیان کیے گئے ہیں..... عبد (بندہ..... عبادت کرنے والا) صفوۃ (برگزیدہ)..... انسان اور مہاجر (ہجرت کرنے والا)..... اور ایل کا معنی ہے..... اللہ تعالیٰ.....

اس لحاظ پر حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ نام اس لیئے ہوا کہ..... اللہ تعالیٰ کے

عبادت گزار اور اس کے برگزیدہ اور اس کے پیدا کردہ عظیم المرتب انسان اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے (یعنی ہجرت کرنے والے بھی تھے.....)

بعض حضرات نے کہا کہ..... یہ لفظ عربی ہے..... اسراء کا معنی ہے رات کو لے جانا..... اور ایل کا معنی ہے اللہ تعالیٰ..... اب اس لحاظ پر آپ کا نام اس لئے رکھا گیا..... کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رات کے وقت اپنی طرف رجوع کرایا کہ آپ اس کی طرف ہجرت کرنے والے ہوئے..... (ماخوذ از تفسیر قرطبی، روح المعانی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بنی اسرائیل کی حالت:

بنی اسرائیل کی حالت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے یہ تھی..... کہ یہ لوگ فرعونیوں کے خادم تھے..... فرعونیوں نے ان کو مختلف قسم کے کاموں پر مقرر کیا ہوا تھا..... کچھ لوگوں کو تعمیر کے کاموں پر لگایا ہوا تھا..... اور کچھ لوگوں سے ہل چلانے کا کام لیا جاتا..... اور کچھ لوگوں سے کھیتی باڑی کے مختلف کام لئے جاتے..... فصل کی کاشت اور کٹائی وغیرہ کے کاموں پر مقرر تھے.....

گندے کاموں پر بھی انہیں ہی لگایا جاتا..... بیت الخلاء کی صفائی انہی لوگوں کے ذمہ تھی..... کیچڑ صفائی وغیرہ کے کاموں پر ان کو ہی مقرر کیا جاتا..... پتھر تراشنا اور پتھروں کو اٹھا اٹھا کر لانا انہی کے ذمہ تھا.....

جو لوگ یہ کام نہیں کر سکتے تھے ان پر جزیہ مقرر کر دیا جاتا تھا..... اور جو شخص سورج کے غروب ہونے سے پہلے جزیہ نہ ادا کرتا..... اس کے ہاتھ اس کی گردن سے باندھ دیئے جاتے..... اور ایک مہینہ تک اس کے ہاتھ اسی طرح بندھے رہتے.....

اور بنی اسرائیل کی عورتوں سے اس طرح کام لئے جاتے..... جیسے لونڈیوں سے کام لئے جاتے ہیں..... یعنی گھریلو تمام کام ان کے سپرد ہوتے..... سوت کاتنا اور

سلائی بنائی وغیرہ کے کام ان عورتوں سے ہی لئے جاتے تھے.....

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت موسیٰ بن علی رحمہ اللہ سے..... اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ:

بنی اسرائیل آل فرعون کا چوتھائی حصہ تھے..... اور چار سو چالیس برس تک فرعون ان پر حکمران رہا..... پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل کے لیے کمزور کر دیا..... اور انہیں آٹھ سو اسی برس تک ولایت عطا کیے رکھی..... راوی نے کہا:

پہلے زمانے میں اگر کوئی آدمی ہزار برس عمر پاتا..... تو وہ بالغ نہ ہوتا یہاں تک کہ ایک سو بیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا.....

فرعون کون تھا؟:

مصر کے بادشاہوں کا لقب ''فرعون'' ہوا کرتا تھا..... جس طرح روم کے بادشاہوں کا قیصر..... فارس کے بادشاہوں کا ''کسریٰ'' یمن کے بادشاہوں کا ''تبع'' ترک بادشاہوں کا ''خاقان'' اور حبشہ کے بادشاہوں کا لقب ''نجاشی'' تھا.....

''ولم یکن من الفراعنة احد اشد غلظة ولا اقسی قلبامنه''

مصر کے جتنے بادشاہ بھی گزرے ہیں..... کوئی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے فرعون سے زیادہ بدخلق..... سخت دل..... اور ظالم نہیں تھا.....

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کے فرعون کا نام ''ریان بن ولید'' تھا..... جس نے ایمان قبول کر لیا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں پایا جانے والا فرعون..... ''ولید ابن مصعب یا مصعب بن ریان'' تھا..... بعض نے اس کا نام ''قابوس'' بھی تحریر کیا ہے.....

قبیلہ قبطیہ سے تھا..... حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

زمانے میں پائے جانے والے فرعونوں کے درمیان چار سو سال سے زائد عرصہ تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے فرعون الگ الگ تھے:

فرعون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسے چار سو سال تک مکمل صحت تھی..... اس کا چہرہ تانبے کی مانند چمکتا تھا..... لہٰذا یہود و نصاریٰ اسے قابوس کہتے ہیں..... فرعون اس کا لقب تھا..... جس طرح روم کے بادشاہ کا لقب قیصر تھا..... اور ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ تھا..... ترکی کے سلطان کو خاقان کا لقب دیا گیا تھا..... اسی طرح اس دور میں شاہان مصر کو فرعون کے نام سے پہچانا جاتا تھا.....

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا..... وہ فرعون (ثانی) کے نام سے پہچانا جاتا ہے..... اس کا نام ریان ابن ولید تھا..... اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو "عزیز مصر" کا عہدہ عطا کیا تھا..... اور حضرت یوسف علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا.....

تیسرے فرعون کا نام قابوس ابن مرعب ابن ریان تھا..... اور وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے آخری دور میں بادشاہ بنا تھا..... اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا تھا..... لیکن وہ کافر ہی رہا تھا..... اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ولید فرعون بن کر مسند شاہی پر بیٹھا..... یہ مردود فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں تھا..... یہ مردود فرعون اور اس کا وزیر ہامان پیغمبرزادوں کی ہتک اور تذلیل کیا کرتے تھے..... اور انہیں بے جا طور پر بدنام کیا کرتے تھے..... تاکہ وہ بادشاہت کا دعویٰ نہ کر سکیں.....

حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون تھا..... اس کا تعلق قوم بنی اسرائیل سے نہ تھا..... بلکہ وہ قبطی نسل کا تھا.....

حضرت یوسف علیہ السلام کے وفات کے بعد وہ بنی اسرائیل (یہودی قوم) سے اس لئے نفرت کرتا تھا..... کہ مصری ان کی عزت نہ کریں..... رفتہ رفتہ اس نے ایسی گھناؤنی حرکت کی..... کہ اپنی سلطنت کے یہودیوں (بنی اسرائیل) کو اس نے چمار کا درجہ دے دیا..... اس کا مقصد یہ تھا..... کہ اس طرح یہودی اس کی حکومت میں کلیدی عہدہ حاصل نہ کرسکیں.....

اس کے علاوہ اس نے علماء کے وعظ اور کانفرنسوں پر پابندی لگادی..... دینی علوم سکھانے والے مدرسے..... اور دارالعلوم بند کروادئے..... تاکہ دین ابراہیم کو مٹادیا جائے.....

بیس سال تک وہ قبطیوں سے بت پرستی کرواتا رہا..... اور بعد میں انہیں حکم دیا..... کہ وہ اب اسے سجدہ کریں..... چالیس سال تک اس روایت کو اس نے جاری رکھا..... بعدازاں اس نے بنی اسرائیل سے بھی کہا..... کہ وہ بھی اسے سجدہ کریں..... جو بھی سجدہ کرنے سے انکار کرتا..... اسے اسی وقت قتل کردیا جاتا..... بعد میں وہ بنی اسرائیل کو قتل کرنے کے بجائے ان کے قد آور اور طاقتور لوگوں کو پہاڑوں سے بڑے بڑے پتھر اٹھانے کیلئے بھیجتا رہا..... بوڑھوں کو گارہ بنانے کا کام سونپتا.....

بنی اسرائیل کی عورتوں پر لازمی قرار دیا گیا..... کہ وہ قبطیوں کے محلوں میں جاکر قبطی بچوں کو تعلیم دیں..... اس طرح کے مظالم سے بنی اسرائیل تنگ آگئے..... لیکن انہوں نے دین ابراہیم..... اور دین یوسفی سے منہ نہ موڑا.....

کیونکہ اس سے قبل مصر میں بنی اسرائیل کو مکمل اقتدار حاصل تھا..... اور وہ اہلیت کی بنیاد پر اپنے وقت کے قابل ترین لوگ تھے..... لہٰذا اسے خوف تھا..... کہ کہیں بنی

اسرائیل اس کی حکومت پر دوبارہ قابض نہ ہوجائیں..... لہٰذا کسی بھی طرح اس قوم کو کمزور کردیا جائے.....

دوسری ایک پریشان کن بات یہ تھی..... کہ ایک دن فرعون نے خواب میں دیکھا..... کہ آگ بیت المقدس سے آئی.....اور قلعہ پر حملہ آور ہوئی.....اس آگ میں مصر اور اس کا وہ تمام علاقہ خاکستر ہوگیا..... جو قبطیوں کے ہاتھ میں تھا..... لیکن اس میں آباد بنی اسرائیل سلامت رہے..... پھر دوبارہ اس نے خواب میں دیکھا..... کہ ایک بڑا ہی قد آور اژدھا بنی اسرائیل کے علاقہ سے نکلا..... اور دوڑتا ہوا شاہی تخت کے قریب آگیا..... فرعون تخت سے نیچے گر گیا..... اس خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے لئے اس نے نجومیوں کو بلا بھیجا..... نجومیوں اور سیانوں نے کہا..... کہ مستقبل قریب میں بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا..... جس کے ہاتھوں مصر کی خانہ خرابی ہوگی..... اور فرعون کی حکومت کا نام ونشان تک مٹ جائے گا.....

فرعون کا خواب

1..... موسیٰ علیہ السلام فرعون کے زمانہ میں پیدا ہوئے..... فرعون بڑا مغرور اور متکبر بادشاہ تھا.....اور اپنی ربوبیت کا مدعی تھا.....

اس نے ایک مرتبہ خواب دیکھا..... کہ اس کا تخت اوندھا ہوکر گر گیا ہے..... فرعون نے اس خواب کی تعبیر کاہنوں سے پوچھی..... تو انھوں نے بتایا..... کہ ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا ..... جو تیری حکومت کے زوال کا باعث ہوگا..... فرعون ڈر گیا اور

بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرنا:

تفسیر جلالین میں لکھا ہے کہ فرعون نے ایک خواب دیکھا ہے..... کہ بیت المقدس

کی جانب سے ایک آگ نکلی ہے..... جس نے مصر کا احاطہ کرلیا..... اور تمام قبطیوں کو جلا دیا..... لیکن بنی اسرائیل کو اس نے کوئی نقصان نہ پہنچایا..... اس خواب سے فرعون بہت پریشان ہوا..... اس نے خواب کی تعبیر بیان کرنے کے ماہرین سے پوچھا..... کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟

انہوں نے بتایا..... کہ اس خواب سے تو یہی سمجھ آتا ہے..... کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا..... جو تمہاری بادشاہی کے زوال کا سبب بنے گا.....

یہ سن کر فرعون نے حکم دے دیا..... کہ بنی اسرائیل میں جو بچہ بھی پیدا ہوا..... اسے ذبح کر دیا جائے..... اس طرح اس کے حکم سے ہزاروں کی تعداد میں..... ان کی بچے ذبح کر دیئے گئے..... وہ جو ذبح کیئے گئے ان کی تعداد..... بارہ ہزار..... یا ستر ہزار تھی..... اتنی بات واضح ہے کہ ہزاروں کی تعداد تھی.....

(حوالہ تفسیر طبری جلد 34/20 وتفسیر جلالین جمل)

رب تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہی حالات یاد کرانے کی لیئے (یعنی نبی کریم ﷺ کے زمانے کے بنی اسرائیل کو یاد کرانے کے لئے) کہا..... کہ تمہارے آباء واجداد پر ہمارے بڑے انعام تھے.....

وہ بھی شکر کرنے کے بجائے رب تعالیٰ کے احکام کا انکار ہی کرتے رہے..... اور خائب وخاسر ہوئے..... تمہیں چاہیے کہ تم نصیحت حاصل کرو.....

نجومیوں کی پیش گوئی

2..... بعض مفسرین اس واقعہ میں یہ لکھا ہے..... کہ فرعون نجومیوں نے بتا دیا تھا..... کہ تمہاری مملکت میں ایک ایسا بچہ ہوگا..... جو تمہارے تخت وتاج کو چھین لے گا..... اس نے کہا..... اچھا! میں اس کا بندوبست کرتا ہوں.....

آئندہ دو سال تک وہ بنی اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرواتا رہا..... جو بچہ پیدا ہوتا..... اسے ذبح کروا دیتا..... اور اس نے مردوں کے الگ باغیچے بنا دیئے..... تا کہ یہ ادھر ہی کھلیں، کھائیں، پیئیں، سوئیں..... اور عورتوں کے الگ باغیچے بنا دیئے..... تا کہ وہ بھی ادھر ہی کھائیں، پیئیں، سوئیں..... بنی اسرائیل کے مرد و عورت کا ملنا جلنا منع کر دیا گیا.....

دو سال تک کوئی خاوند اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا تھا..... مقصد یہ تھا کہ نہ میاں و بیوی ملیں گے..... نہ بچہ ہوگا..... اگر اس دوران کوئی بچہ پیدا ہو بھی گیا..... تو میں اسے قتل کروا دوں گا..... مگر ہوتا وہی ہے..... جو منظور خدا ہوتا ہے..... خدا کا کرنا کیا ہوا..... کہ ان مردوں کا ایک بڑا افسر..... اور ان عورتوں کی ایک بڑی افسر..... دونوں میاں بیوی تھے..... جو فرعون کو رپورٹ پیش کرنے آتے تھے..... اور وہیں رات گذارتے تھے..... ان کو آپس میں ہمبستری کا موقع مل جاتا تھا..... ان میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا..... اور ایک ان کی ماں تھی.....

علامہ محمد حسین بغوی نے یہ بھی کہا ہے..... کہ اس کے بعد سے فرعون نے یہ حکم دے دیا.....

کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو..... اسے قتل کر دیا جائے..... اور شہر کی سب دائیوں کو جمع کر کے حکم دے دیا..... کہ دیکھو!

آج سے بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو..... زندہ نہ چھوڑا جائے..... ہاں لڑکیوں کو ہاتھ نہ لگایا جائے.....

روایت ہے کہ اس جستجو و تلاش میں..... اس مردود نے بارہ ہزار بچے قتل کروائے.....

90ہزار بچوں کا قتل عام

3.....وہبؒ فرماتے ہیں..... مجھے یہ بات پہنچی ہے..... کہ فرعون نے نوے ہزار بچے ذبح کرائے..... پھر بنی اسرائیل کے بوڑھے لوگوں میں..... مرض پھیل گئی..... قبطیوں کے رئیسوں نے یہ حالت دیکھ کر فرعون سے کہا.....

کہ بنی اسرائیل کے بچے تو آپ کے حکم سے مارے جاتے ہیں..... اور بوڑھے اپنی موت مر رہے ہیں..... اگر یہی حالت رہی..... تو بنی اسرائیل بالکل نیست و نابود ہو جائیں گے..... اور ساری بیگار ہم پر آپڑے گی..... اور کوئی مزدور و بیگاری ہمیں نہ مل سکے گا.....

فرعون نے یہ بات سن کر حکم دیا..... کہ اچھا ایک سال تو بچے قتل کئے جائیں..... اور ایک سال چھوڑ دیئے جائیں.....

تقدیر الٰہی سے حضرت ہارون اس سال پیدا ہوئے..... جس سال میں بچوں کو چھوڑا جاتا تھا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سال رونق افروز عالم ہوئے..... جس میں بچوں کو قتل کیا جاتا تھا..... (حوالہ تفسیر مظہری)

بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے.....

کہ فرعون نے 70 ہزار بچوں کو ذبح کر دیا..... کچھ عرصہ یہ سلسلہ جاری رہنے کے بعد..... ان کو یہ ہوش آیا..... کہ ہماری سب خدمتیں اور محنت مشقت کے کام تو بنی اسرائیل ہی انجام دیتے ہیں..... اگر یہ سلسلہ قتل کا جاری رہا..... تو ان کے بوڑھے تو اپنی موت مر جائیں گے..... اور بچے ذبح ہوتے رہے..... تو آئندہ بنی اسرائیل میں کوئی مرد نہ رہے گا..... جو ہماری خدمتیں انجام دے.....

نتیجہ یہ ہوگا کہ سارے مشقت کے کام ہمیں خود ہی کرنا پڑیں گے..... اس لئے اب

یہ رائے ہوئی کہ ایک سال میں پیدا ہونے والے لڑکوں کو چھوڑ دیا جائے..... دوسرے سال میں پیدا ہونے والوں کو ذبح کر دیا جائے..... اس طرح بنی اسرائیل میں کچھ جوان بھی رہیں گے..... جو اپنے بوڑھوں کی جگہ لے سکیں..... اور ان کی تعداد اتنی زیادہ بھی نہیں ہوگی..... جس سے فرعونی حکومت کو خطرہ ہو سکے.....

یہ بات سب کو پسند آئی اور یہی قانون نافذ کر دیا گیا..... (حوالہ تفسیر در منثور)

حضرت ہارون علیہ السلام کی پیدائش

4..... اب حق تعالیٰ کی قدرت و حکمت کا ظہور اس طرح ہوا کہ) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ایک حمل اس وقت ہوا..... جبکہ بچوں کو زندہ چھوڑ دینے کا سال تھا..... اس میں حضرت ہارون علیہ السلام پیدا ہوئے..... فرعونی قانون کی رو سے ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام جلتے تندور میں

5..... تفسیر در منثور و قرطبی میں لکھا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر..... جب ولادت کا وقت قریب ہوا..... تو آپ کے پاس ایک دایہ آئی..... ان میں سے جو فرعون نے بنی اسرائیل کی عورتوں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے..... تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان سے نور کی کرنیں ظاہر ہو رہی تھیں..... جن کو دیکھتے ہی دایہ کا ہر جوڑ کانپنے لگا.....

اس کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت ڈال دی گئی..... اس نے کہا: اے عورت (اے اس بچے کی ماں) میں تو اسے قتل کرنے کے لئے آئی تھی.....

لیکن مجھے اس سے شدید محبت ہو چکی ہے.... اس لئے تو اپنے بچے کو محفوظ کر لے..... وہ دایہ یہ کہہ کر چلی گئی.....

اتنے میں فرعون کے جاسوس آپ کے دروازہ پر پہنچ گئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے جاسوسوں کو آتے دیکھ کر کہا:

اے ماں فرعونی آرہے ہیں..... آپ کی ماں کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا..... کہ کیا کرے..... ہوش وحواس جاتے رہے..... بچے کو ڈر کے مارے کپڑے میں لپیٹ کر جلتے تنور میں ڈال دیا..... جب فرعونی آپ کے گھر میں داخل ہوئے..... تو جلتے تنور کی طرف تو وہ نہ گئے..... اور گھر تمام چھان مارا..... کوئی بچہ نظر نہ آیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دیکھا..... تو ان کے رنگ میں بھی کوئی تبدیلی نظر نہ آئی..... جو عام طور پر عورتوں کے بچے کی پیدائش پر رنگ زرد پڑ جاتا ہے..... اور آپ کا دودھ بھی نظر نہ آنے پر پوچھا.....

کہ وہ دایہ تمہارے گھر کیوں آئی تھی؟

آپ نے کہا وہ میری دوست تھی..... جو مجھے ملنے آئی تھی..... یہ کوئی جھوٹ نہیں تھا وہ آپ کی دوست بھی تھی.....

جب فرعونی آپ کے گھر سے نکل گئے..... تو آپ کو ہوش آیا..... اور اپنی بیٹی سے پوچھا..... بچہ کہاں گیا..... یعنی آپ کو یہ بھی معلوم نہ تھا..... کہ بچے کو کہاں ڈالا تھا..... بیٹی نے جواب دیا.....

مجھے تو کچھ پتہ نہیں..... اتنے میں تنور سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز آئی..... تو آپ نے دیکھا..... کہ بچے پر آگ ٹھنڈی سلامت ہو چکی ہے..... انہوں نے بچے کو تنور سے نکال لیا..... والدہ کو جب یہ فکر دامن گیر ہوئی..... کہ فرعون بچے کی تلاش میں پوری جدوجہد کر رہا ہے..... تو آپ نے بچے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈالنے کا

فیصلہ کرلیا.....

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پختہ بات ڈال دی تھی..... کہ اس طرح بچہ محفوظ رہے گا..... اور ایک دن انہیں واپس مل جائے گا.....

آپ کی والدہ ایک نجار کے پاس گئیں..... تا کہ اس سے ایک صندوق حاصل کریں..... اس نے پوچھا.....

تم نے لکڑی کے صندوق کو کیا کرنا ہے..... تو آپ نے سچ سچ بتا دیا.....

کہ اپنے بیٹے کو اس میں ڈال کر دریا میں ڈالنا ہے..... ہوسکتا ہے فرعونیوں سے بچ جائے..... صندوق اس نے آپ کو فروخت کر دیا..... لیکن بڑھئی کے دل میں بدنیتی پیدا ہوگئی..... وہ فرعونی لوگوں کے پاس گیا..... جو بچوں کو ذبح کرنے پر مقرر تھے..... کہ انہیں بتا سکے..... جب وہ ان کے پاس آیا..... تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کو بند کر دیا..... وہ ہاتھ سے اشارے کر رہا تھا..... ان لوگوں نے اسے (پاگل سمجھ کر) مارا..... اور بھگا دیا..... جب وہ واپس اپنے گھر پہنچا..... تو اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کو اس پر پھر لوٹا دیا..... پھر وہ دوسری مرتبہ ان لوگوں کی طرف گیا.....

تا کہ انہیں بتا سکے..... پھر اس کی زبان بند ہوگئی..... پھر ہاتھوں سے اشارے کرنے کی وجہ سے انہوں نے اسے مارا..... گھر لوٹا..... پھر اس کی زبان ٹھیک ہوگئی..... پھر تیسری مرتبہ انہیں بتانے کے لئے گیا..... تو اس کی زبان پھر بند ہوگئی..... اور اندھا ہوگیا..... پھر اس کی پٹائی ہوئی..... اور اسے واپس بھگا دیا گیا..... اب وہ سچے دل سے توبہ کرنے لگا:

اے اللہ تعالیٰ! اگر تو مجھے میری نظر اور زبان دے دے..... تو میں کسی کو نہیں بتاؤں گا..... تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرمالیا..... اور اسے زبان اور نظر دے دی.....

(تفسیر طبری وقرطبی)

قرآن مجید اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد کہتا ہے:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی..... تو آپ کی ماں ڈری..... کہ ایسا نہ ہو..... کہ اس بچے کو بھی ذبح کر دیا جائے.....

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.....

واوحینا الیٰ ام موسیٰ ان ارضعیه..... اور ہم نے وحی کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف..... کہ تو اس کو دودھ پلا.....

فاذا خفت علیه..... اور اگر تجھے ڈر لگے..... کہ سپاہی اس کو نہ لے جائیں..... تو پھر اس کو ایک تابوت میں بند کر..... اور تابوت کو دریا میں ڈال دے.....

فلیلقه الیم بالساحل..... دریا سے یہ تابوت ساحل کے پاس جا لگے گا..... پکڑے گا کون؟

یاخذه عدولی وعدوله..... وہ جو میرا بھی دشمن..... اور اس کا بھی دشمن.....

ام موسیٰ کی عقل کہتی ہے.....

واہ خدایا! تیرے وعدے بھی عجیب! تو بچے کو بچانا چاہتا ہے..... تو میں کسی کونے میں رکھ دوں گی..... تاکہ یہ پولیس والوں کو نظر ہی نہ آئے..... یا پھر کوئی پولیس والا اس گھر میں آ ہی نہ سکے..... تو نے بچانے کا وعدہ بھی کیا..... تو کتنا عجیب کہ اس کو تابوت میں ڈال..... اور تابوت کو دریا میں ڈال..... اب سوچئے!

اگر اس میں ہوا کے داخل ہونے کا بندوبست کریں..... تو سوراخ رکھنے پڑیں گے..... اگر سوراخ رکھے گئے..... تو پانی اس میں داخل ہو جائے گا..... گویا ضدین جمع ہو گئیں..... بہر حال ماں نے دھڑکتے دل کے ساتھ..... اپنے بچے کو تابوت میں ڈال دیا..... عقل کی بات بالکل نہ سنی..... وہ جانتی تھیں کہ یہ اللہ رب العزت کا وعدہ

ہے..... جو میرا بھی پروردگار ہے..... اور بچے کا بھی پروردگار ہے..... وہی بچے کی پرورش بھی فرمائے گا..... چنانچہ کیا ہوا؟

اس بچے کو فرعون اور اس کی بیوی نے پکڑا.....

بقیہ واقعہ آپ آگے پڑھیں گے..... اس سے پہلے ایک دوسری اہم بات لکھتے ہیں..... جس کو تفسیر طبری سے اخذ کیا گیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کی بے رحم لہروں میں

6..... مصنف تفسیر طبری نے اس واقعہ میں یہ روایت لکھی ہے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو جنم دیا..... تو انہوں نے حکم خداوندی پر عمل کیا..... حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں بہتے بہتے والدہ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس شیطان آیا..... اور وسوسہ ڈالا..... تو وہ اپنے دل میں سوچنے لگیں..... کہ میں نے خود اپنے بچے سے یہ کیا کیا ہے..... اگر وہ میرے پاس ذبح ہوتا..... تو میں اسے کفن دفن دیتی..... یہ عمل تو میرے نزدیک اس سے بہتر تھا..... کہ میں نے خود اسے دریا کے جانوروں اور مچھلیوں کے حوالے کر دیا ہے..... پانی آپ کو بہا کر لے گیا..... حتیٰ کہ وہ اس جگہ لے گیا..... جہاں فرعون کی بیوی کی لونڈیاں پانی بھرا کرتی تھیں.....

انہوں نے تابوت دیکھا..... تو انہوں نے پکڑ لیا..... پھر انہوں نے تابوت کا دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا..... لیکن پھر کسی نے کہا..... اس صندوق میں مال ہے..... اگر ہم نے اس کا دروازہ کھول دیا..... تو بادشاہ کی بیوی ہماری تصدیق نہیں کرے گی..... وہ اس صندوق کو اپنی اصلی حالت میں لے گئیں..... اور اس میں سے کسی چیز کو ادھر ادھر نہ کیا..... حتیٰ کہ انہوں نے فرعون کی بیوی کو وہ پیش کر دیا..... (تفسیر طبری)

جب اس نے اس صندوق کو کھولا..... تو اس میں ایک بچہ پایا..... جس پر محبت الٰہی کا عکس ڈالا گیا تھا..... جو کسی انسان کو نہیں ملا تھا..... (حوالہ منثور 772/4)

جس دریا میں حضرت موسیٰ کو ڈالا گیا تھا..... اس دریا سے ایک نہر نکلتی تھی..... جو فرعون کے محل میں سے ہوتی ہوئی گزرتی تھی.....

فرعون صبح ہی صبح اپنی بی بی آسیہ کے ساتھ اس نہر کے کنارے بیٹھا تھا..... اس نے نہر میں ایک صندوق بہتا ہوا دیکھا..... فوراً اس نے اپنے سپاہیوں کو بلایا..... اور حکم دیا کہ نہر میں کود جاؤ..... اور اس صندوق کو نکال کر میرے سامنے حاضر کرو..... چنانچہ سپاہیوں نے نہر میں سے صندوق کو نکالا جب فرعون نے اس کو کھولا..... تو اس نے ایک نورانی شکل کے بچے کو دیکھا..... جس کی پیشانی سے وجاہت واقبال کے آثار نمودار تھے.....اور جو اپنے پیارے اور نورانی منہ میں اپنا نورانی انگوٹھا ڈال کر چوس رہا تھا.....

سبحان اللہ!

جب فرعون نے چہرۂ نبوت کو دیکھا..... تو حیران رہ گیا..... اور فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پیارے معلوم ہوئے.....

خداتعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے.....

والقیت علیک محبۃ منی (پ١٦ع١١)

اور میں نے تجھ پر اپنی طرف کی محبت ڈالی.....

چنانچہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا..... تو وہ بہت خوبصورت لگ رہے تھے..... کہنے لگی.....

لا تقتلوہ اس کو قتل نہیں کرنا..... **عسیٰ ان ینفعنا** ہوسکتا ہے..... یہ ہمیں نفع پہنچائے.....

او نتخذہ ولدا یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیتے ہیں..... دیکھا! قدرت کا کرشمہ قوم کے

بچے مروانے والا خود اپنے دل کے ہاتھوں مرا پڑا ہے.....

فرمان شاہی جاری ہوا..... تو بچے کو دودھ پلانے والی عورتیں آئیں..... مگر بچہ دودھ ہی نہیں پیتا..... فرعون پریشان ہے..... کہ بچہ دودھ نہیں پیتا..... عقل کا اندھا اس کی مت ماری گئی..... ساری قوم کے بیٹوں کو مرواتا رہا..... یہ سمجھ نہ آئی..... کہ اللہ تعالیٰ اسی کے ہاتھوں سے بچے کی پرورش کروا رہے ہیں..... دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا حال بھی عجیب تھا.....

واصبح فؤاد ام موسیٰ فارغا ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علیٰ قلبھا لتکون من المؤمنین! اگر اللہ اس کے دل کو تسلی نہ دیتے..... تو وہ اپنا راز فاش کر بیٹھتی..... لیکن اللہ نے دل کو طاقت دے دی..... سنبھالا دے دیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دریا سے فرعون کے محل آمد

7..... نزہۃ المجالس میں لکھا ہے.....

کہ فرعون کی صرف ایک بیٹی تھی..... اور اس کی کوئی اولاد نہ تھی..... وہ اپنی بیٹی سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا..... وہ بھی ہر روز اپنے باپ کے پاس تین حاجات پیش کرتی تھی..... وہ بہت زیادہ برص کی بیماری میں مبتلا تھی..... فرعون نے اس کے بارے میں طبیبوں اور جادوگروں سے مشورہ کیا..... انہوں نے کہا.....

اے بادشاہ یہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی..... جب تک دریا میں سے ایک انسان کے مشابہ کوئی چیز نہ پائی جائے..... اور اس کی لعاب لیکر اس کے برص والے مقامات پر ملی جائے..... پھر یہ ٹھیک ہو جائے گی..... اور یہ بھی اس وقت ہوگا..... جب فلاں دن..... اور فلاں مہینہ ہو..... اور سورج خوب روشن ہو..... جب وہی دن آ گیا.....

تو فرعون نے دریا کے کنارے پر محفل سجائی..... اس کے ساتھ اس کی زوجہ آسیہ بنت مزاحم بھی تھی..... فرعون کی بیٹی بھی اپنی لونڈیوں کے ساتھ دریا کے کنارے پر جا کر بیٹھ گئی.....

دریائے نیل سے ایک نہر فرعون کے محلات کی طرف آئی ہوئی تھی..... اس میں فرعون کی بیٹی..... اور اس کی لونڈیاں نہانے لگیں..... انہوں نے دیکھا..... ایک تابوت دریا کی موجوں میں ہچکولے کھا رہا ہے..... جو ایک درخت کے ساتھ آ کر رکا ہے..... فرعون نے حکم دیا.....

کہ جلدی سے وہ تابوت میرے پاس لایا جائے..... کشتی والے لوگوں نے جلدی سے وہ تابوت فرعون کے پاس پیش کر دیا.....

انہوں نے کوشش کی..... کہ اس کو کھولیں..... لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے..... پھر توڑنا چاہا..... لیکن توڑنے میں بھی کامیاب نہ ہوئے..... فرعون کی زوجہ آسیہ کو اس تابوت کے اندر ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا..... جو دوسروں کو دکھائی نہ دیا..... جب آسیہ نے تابوت کو کھولنا چاہا..... تو کھول لیا..... جس میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا..... جس کی آنکھوں کے درمیان ایک نور چمک رہا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لعاب کی برکت سے برص سے شفاء

8..... اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کے دلوں میں اس بچے کی محبت ڈال دی..... فرعون کی بیٹی نے اس بچے کا لعاب لیکر جب اپنے برص والے مقامات پر لگا یا..... تو وہ اسی وقت ٹھیک ہوگئی..... اس نے بچے کو سینے سے لگایا..... فرعون کو کچھ لوگوں

نے کہا.....

کہ یہ وہی بچہ نہ ہو..... جس سے ہم بچنا چاہتے ہیں..... تمہارے ڈر کی وجہ سے اسے دریا میں پھینک دیا گیا ہوگا..... فرعون نے یہ سن کر بچے کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا..... لیکن فرعون کو زوجہ آسیہ نے بچے کی بخشش طلب کی..... اور اسے اپنا بیٹا بنالیا..... اس طرح یہ پہلا مرحلہ مکمل ہوگیا..... جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لعاب کی خیر و برکت کا مظاہرہ بھی کرالیا گیا.....

آپ کو قتل ہونے سے بچا کر رب تعالیٰ نے اپنی قدرت دکھادی..... کہ جس بچے کو ختم کرنے کی غرض سے تم نے ہزاروں بچے ذبح کرادیئے..... اسے میں نے تمہارے پاس پہنچادیا ہے..... لیکن تم اسے نہ ذبح کرسکے..... اور نہ ہی کرسکو گے.....

(حوالہ نزھۃ المجالس مؤلف عبدالرحمٰن شافعیؒ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا کارنامہ

9..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صندوق نہر میں چھوڑنے کے بعد..... بمقتضائے بشریت بہت غمگین..... اور پریشان تھیں..... کہ بچہ کا کیا حشر ہوا ہوگا..... معلوم نہیں زندہ ہے..... یا جانوروں نے کھالیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو کہا..... کہ تو خفیہ طور پر پتہ لگا..... ادھر مشیت ایزدی سے یہ سامان ہوا..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے..... بہت سی انائیں بلائی گئیں..... کامیاب نہ ہوئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن جو تاک میں لگی ہوئی تھی..... بولی..... کہ میں ایک عورت کو لاسکتی ہوں..... امید ہے کہ کسی طرح دودھ پلا کر بچہ کو پال سکے گی.....

پس فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو پکڑ لیا..... اور کہا.....

تجھے ان کی خیر خواہی کا کیا علم ہے..... کیا وہ اسے جانتے ہیں..... حتیٰ کہ وہ اس بچی کی بات پر شک کرنے لگے.....

اے ابن جبیر! یہ بھی ایک فتنہ تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا وہ گھر والے اس بچہ سے شفقت اور خلوص کا مظاہرہ اس لیے کریں گے..... تا کہ بادشاہ ان پر شفقت کرے..... پس فرعونیوں نے بچی کو چھوڑ دیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن آپ کی والدہ کی طرف گئی..... اور اسے معاملہ سے آگاہ کیا..... تو آپ کی والدہ آئی.....

جب آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گود میں ڈالا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دودھ پینے لگ گئے..... حتیٰ کہ آپ سیر ہو گئے..... بشارت دینے والوں نے فرعون کی بیوی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دودھ پینے کی خوش خبری دی..... کہ ہم نے تیرے بچے کے لیے دایہ تلاش کر لی ہے..... پس فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلا بھیجا..... پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر آ گئیں..... فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دایہ سے محبت دیکھی..... تو اس نے کہا.....

تم میرے پاس رہ کر میرے بچے کو دودھ پلاؤ..... کیوں کہ میں اس سے جو محبت کرتی ہوں..... ایسی محبت کسی اور چیز سے نہیں کرتی ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا..... میں اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتی..... اگر تیرا دل چاہے..... تو یہ بچہ مجھے عطا کر دے..... میں اسے اپنے گھر لے جاتی ہوں..... میں اس سے خیر سلوک کروں گی..... اگر تو یہ نہ چاہے تو میں اپنے گھر اور بچوں کو نہیں چھوڑ سکتی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو یاد آ گیا..... جو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا..... فرعون کی بیوی پر اس نے سختی کی..... اور یقین کر لیا..... کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا

فرمانے والا ہے.....

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اسی دن اپنا بچہ واپس لے آئی..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا..... اور بڑے خوب صورت انداز میں بڑھایا..... اور اپنے فیصلہ کی حفاظت فرمائی..... جوان کے متعلق ہو چکا تھا.....

بنو اسرائیل ہمیشہ فرعونیوں کے ظلم وستم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محفوظ ہو گئے.....

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں..... **فرددنه الى امه كى تقرعينها ولا تحزن** کہ ہم نے لوٹا دیا اس کو ماں کے پاس..... تاکہ ماں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں..... اور اس کے دل میں کوئی غم نہ ہو..... **ولتعلم ان وعدالله حق!** اور وہ جان لے کہ اللہ کے وعدے سچے ہیں..... **ولكن اكثر الناس لايعلمون!** لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے..... ام موسیٰ علیہ السلام اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں..... اور سرکار سے وظیفہ ملتا تھا..... یوں اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر توکل کرنے والوں کو دوگنا منافع عطا فرمادیتے ہیں.....

آپ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو دریا میں پھینکنے سے پہلے کتنی مدت دودھ پلایا..... اور اس کی حد کا ذکر قرآن پاک میں تو نہیں..... البتہ ایک قول ابن جریج کا یہ ہے.....

"انه بعد اربعة اشهر صاح فالقى فى اليم والمراد ههنا النيل"

کہ بے شک..... آپ چار ماہ بعد روئے..... تو پڑوسیوں وغیرہ کے خطرہ کے پیش نظر..... آپ کو دریائے نیل میں ڈال دیا گیا..... (حوالہ تفسیر ابن کثیر)

ہم نے کس کو رب بنا رکھا ہے؟:

حضرت مولانا پیر ذوالفقار نقشبندی صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں:

اے لوگوں! ہمارا پروردگار کون؟ اللہ..... وہی ہماری ضروریات کو پورا کرنے والا ہے..... مگر جب ہم بڑے ہو جاتے ہیں..... تو دفتر کو اپنا رب بنا لیتے ہیں..... مال پیسے کو اپنا رب بنا لیتے ہیں..... بھلا جو آدمی رشوت لیتا ہے..... وہ کس کو رب سمجھتا ہے؟ اگر وہ اللہ کو رب سمجھتا..... تو کبھی حرام کا پیسہ نہ لیتا..... جب حرام کا پیسہ لے لیا..... تو یہ اس بات کی دلیل ہے..... کہ وہ پیسے کو اپنا خدا سمجھ رہا ہے..... وہ سمجھتا ہے..... کہ میں پیسے سے پل رہا ہوں..... جس نے دکان میں ملاوٹ کی..... وہ کس کو اپنا رب سمجھ رہا ہے؟ اللہ کو رب سمجھ رہا ہے..... یا دوکان کو؟ جس نے دفتر کی خاطر نماز چھوڑی..... وہ اللہ کو رب سمجھ رہا ہے..... یا دفتر کو؟ وہ دفتر کی کرسی کو رب سمجھتا ہے..... کہتا ہے کہ جب تک کرسی میرے پاس ہے..... میری ضروریات پوری ہونگی..... کرسی نہیں رہے گی..... تو ضروریات پوری نہیں ہوگی..... استغفر اللہ.....

ہم نے اللہ ہی کو رب سمجھنا ہے.... ہم دفتر کو سمجھ بیٹھے ہیں.... دوکان کو سمجھ بیٹھے ہیں.... مال پیسے کو رب سمجھ بیٹھے ہیں.... ایسا بڑا دھوکا ہے... جو آج اکثر لوگوں کو لگ جاتا ہے...

کہتے ہیں کیا کریں..... مولانا صاحب! ہم اپنے لیے تو رشوت نہیں لیتے..... بچوں کیلئے لیتے ہیں..... او اللہ کے بندے! جو اللہ تجھے کھانے کو دے سکتا ہے..... وہ تیرے بچوں کو بھی دے سکتا ہے.....

وان من شیء الا عندنا خزائنہ جو کچھ بھی چیز ہے..... اس کے ہمارے پاس خزانے ہیں..... وما ننزلہ الا بقدر معلوم! ہم اس کو ایک معلوم اندازے سے اتارتے ہیں.....

(حوالہ خطبات فقیر)

فرعون کی ڈاڑھی حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں

10..... اس بندش کا واقعہ یہ ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دودھ پینے کے زمانے میں تو اپنی والدہ ہی کے پاس رہے..... اور دربار فرعون سے ان کو دودھ پلانے کا وظیفہ اور صلہ ملتا رہا..... جب دودھ چھڑایا گیا..... تو فرعون اور اس کی بیوی آسیہ نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا تھا..... اس لئے والدہ سے واپس لے کر اپنے یہاں پالنے لگے.....

اسی عرصہ میں ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑ لی..... اور اس کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا..... اور بعض روایات میں ہے کہ ایک چھڑی ہاتھ میں تھی..... جس سے کھیل رہے تھے..... وہ فرعون کے سر پر ماری..... فرعون کو غصہ آیا..... اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا.....

بیوی آسیہ نے کہا: کہ اے میرے سرتاج!..... آپ بچے کی بات پر خیال کرتے ہیں..... جس کو کسی چیز کی عقل نہیں..... اور اگر آپ چاہیں..... تو تجربہ کرلیں..... کہ اس کو کسی بھلے برے کا امتیاز نہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ میں انگارہ

11..... فرعون کو تجربہ کرانے کے لئے ایک طشت میں آگ کے انگارے..... اور دوسرے میں جواہرات لاکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے..... خیال یہ تھا کہ بچہ ہے..... یہ بچوں کی عادت کے مطابق آگ کے انگارے کو روشن خوبصورت سمجھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھائے گا..... جواہرات کی رونق بچوں کی نظر میں ایسی نہیں ہوتی..... کہ اس طرف توجہ دیں.....

اس سے فرعون کو تجربہ ہو جائے گا..... کہ اس نے جو کچھ کیا وہ بچپن کی نادانی سے کیا..... مگر یہاں تو کوئی عام بچہ نہیں تھا..... خدا تعالیٰ کا ہونے والا رسول تھا..... جن کی فطرت..... اول پیدائش سے ہی غیر معمولی ہوتی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ کے بجائے..... جواہرات پر ہاتھ ڈالنا چاہا..... مگر جبرائیل امین نے ان کا ہاتھ آگ کے طشت میں ڈالدیا..... اورانہوں نے آگ کا انگارہ اٹھا کر منہ میں رکھ لیا..... جس سے زبان جل گئی..... اور فرعون کو یقین آ گیا..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ عمل کسی شرارت سے نہیں..... بچپن کی بے خبری کے سبب سے تھا.....

اسی واقعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں ایک قسم کی تکلیف پیدا ہو گئی..... اسی کو قرآن میں عقدہ کہا گیا ہے..... اور اس کو کھولنے کی دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی..... (مظہری قرطبی معارف القرآن مفتی اعظم)

پہلی دو دعائیں تو عام تھیں..... سب کاموں میں اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے..... تیسری دعا میں اپنی ایک محسوس کمزوری کے ازالہ کی درخواست کی گئی..... کہ رسالت ودعوت کیلئے زبان کی طاقت..... اور فصاحت بھی ایک ضروری چیز ہے.....

آگے ایک آیت میں یہ بتلایا گیا ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ سب دعائیں قبول کر لی گئیں..... جس کا ظاہر یہ ہے..... کہ زبان کی یہ لکنت بھی ختم ہو گئی ہو گی.....

کاش کہ فرعون یہ کہتا؟:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس روز فرعون کہہ دیتا..... یہ جیسے تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے..... ویسے ہی میرے لئے بھی خنکی چشم ہے..... تو اللہ نے جس طرح آسیہ کو

ہدایت یاب کر دیا..... اسی طرح فرعون کو بھی ہدایت یاب کر دیتا.....

ابن جریر نے بروایت محمد بن قیس مرفوع حدیث بیان کی ہے..... کہ فرعون نے کہا تھا..... کہ تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہوگا..... میری آنکھ کی ٹھنڈک نہیں ہے..... اگر وہ یوں کہہ دیتا..... کہ جیسے تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہوگا..... ویسے ہی میری آنکھ کی بھی خنکی ہوگا..... تو جس طرح اللہ نے آسیہ کو ہدایت یافتہ کر دیا..... اسی طرح فرعون کو بھی ہدایت یاب بنا دیتا.....

محمد بن وہب نے کہا: حضرت ابن عباس نے فرمایا:

اگر اللہ کا دشمن آسیہ کی طرح حضرت موسیٰ کی بابت عسی ان ینفعنا! کہہ دیتا..... تو اللہ اس کو بھی فائدہ پہنچا دیتا..... لیکن اللہ نے اس کے لئے بدبختی لکھ دی تھی..... وہی بدنصیبی غالب آئی..... اور اس نے انکار کر دیا..... (حوالہ تفسیر مظہری و تفسیر قرطبی)

400 سال تک فرعون کے سر میں درد نہ ہوا

12..... بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے..... کہ فرعون کے باپ کا نام مصعب..... اور دادا کا نام ملک ریان تھا..... اور بعض مورخوں نے لکھا ہے..... کہ فرعون کا نام مصعب بن ولید بن ریان تھا..... اور عمر بھی تقریبا چار سو برس کی ہوئی..... اس عرصہ میں وہ کبھی بیمار نہ ہوا تھا..... اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا..... اور نہ کوئی غنیم و دشمن اس پر غالب ہوا..... اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں..... کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا.....

اللہ تعالیٰ فرماتے ہے.....

فقال انا ربکم الاعلیٰ فاخذہ اللہ نکال الأخرۃ والاولیٰ! کہا..... فرعون نے لوگوں سے کہا..... میں ہوں تمہارا رب سب سے بڑا..... اور اونچا.....

پس پکڑا..... اس کو اللہ تعالیٰ نے سزا میں..... پچھلی اور پہلی قوموں کے عبرت کے واسطے..... اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا..... اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا..... اول اچھا تھا..... اس ملعون نے جب دعویٰ خدائی کا کیا..... پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی بلاؤں میں گرفتار کیا..... اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے..... کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی..... جب وہ بڑا ہوا..... وہ سیر و سیاحت کو نکلا..... بیو شخنہ ایک شہر کا نام ہے..... سیر کرتا ہوا وہاں پہنچا.....

فرعون کا خربوزے بیچنے کا واقعہ:

13..... کتاب قصص الانبیاء کے مصنف نے لکھا ہے..... کہ بادشاہت سے پہلے فرعون مزدوری اور تجارت کرتا تھا ایک روز تنگ آ کر فرعون بازار کے لئے تو فرعون اور ہامان دونوں کی ملاقات بازار میں ہوگئی..... تو یہ ملاقات دوستی میں بدل گئی..... چنانچہ دونوں ملعون مصر شہر میں آئے..... اور وہ ایام خربوزے کے تھے تو ایک خربوزے والے نے ان دونوں سے کہا:

کہ بھائی ایسا کرو..... کہ تم دونوں ہمارے یہاں خربوزے بازار لے جاؤ..... اور وہاں جا کر فروخت کرو..... جب یہ مال میرا تم لوگ فروخت کر دو گے..... تو پھر ہم تم دونوں کو کھانے کو دیں گے.....

یہ سن کر فرعون نے ہامان سے کہا: کہ تم یہیں رہو..... اور میں یہ مال خربوزے لے کر بازار جاتا ہوں..... چنانچہ ایسا ہی کیا گیا..... یعنی فرعون خربوزے لے کر بیچنے کو شہر گیا..... اور دوکانداروں سے اس نے کہا: ہم تو سودا ادھار خریدتے ہیں..... اور نقد میں پھل وترکاری نہیں خریدتے..... اور جس کی جو قیمت ہوتی ہے..... اس کو مال اپنا فروخت کر کے بعد میں دے ڈالتے ہیں.....

ہمارے شہر کا تو یہی دستور ہے..... فرعون کچھ عرصہ تک سوچتا رہا..... اور پھر وہ خربوزے اسی وعدہ پر بیچ کر واپس اسی جگہ آ گیا..... اور مالک خربوزے سے جا کر کہا: کہ یہ کام اچھا نہیں..... اتنا بول کر وہ وہاں سے چل دیا..... اور پھر شاہ مصر کو جا کر ایک درخواست پیش کر دی..... کہ میں بعید الوطن غریب ہوں..... اور کھانے پینے سے بھی عاجز ہوں.....

فدوی کو کوئی کام اسی شہر مصر میں جہاں پناہ کی سرکار عالی میں موافق گزارے کے ہو تو غلام کو اس جگہ پر مامور فرما کر سرفراز فرمائیں..... یہ سن کر بادشاہ مصر نے کہا..... کہ تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے؟

فرعون بولا..... داروغی مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں..... کہ بے اجازت میرے کوئی وہاں مردہ نہ دفن کر پائے..... یہ سن کر بادشاہ مصر نے فرعون کو گورستان کی داروغی دے دی..... تب دروازے پر گورستان کے جا بیٹھا.....

قضا الٰہی سے ایسا ہوا..... کہ اسی سال میں مصر میں ''وبا'' پھیل گئی..... اور بہت آدمی مرنے لگے..... فرعون نے جب یہ دیکھا..... تو اس نے ہر ایک لاش کے وارثوں سے ایک ایک درہم سونے کا لینا شروع کر دیا..... اس طریقہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو گیا..... پھر اس روپے سے مقربان بادشاہ کو دے کر..... تمام شہر کی داروغائی لے لی.....

اور شاہ مصر اپنے جہل سے اس کو پیار کرتا..... اور خلعت بھی دیتا..... اتفاقاً قضائے الٰہی سے وزیر مصر مر گیا..... اس کے بعد فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا..... اس وقت.....

فرعون نے ہامان سے کہا: کہ میں چاہتا ہوں..... کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں..... تاکہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا معبود جانے..... اور میری پوجا کرے یہ سن کر.....

ہامان نے اس سے کہا: کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے..... تو یہ کام آہستہ آہستہ کر..... سب سے پہلے تو مخلوق اپنے ہاتھ میں لے لو.....

فرعون نے کہا: ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے..... کیونکہ تمام لوگ اس وقت حضرت یوسف..... حضرت یعقوب کے دین پر مستحکم ہیں..... کس طرح ان کو اپنا بناؤں..... آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے.....

فرعون کا چالاکی سے لوگوں کے دلوں میں اپنی محبت بڑھانا:

ہامان اس بات کو سن کر کچھ دیر سوچتا رہا..... پھر یہ تدبیر ٹھہرائی..... کہ باشاہ مصر سے درخواست کر..... کہ میں چاہتا ہوں..... کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے خزانہ سے مفت فرمائشیں پوری کی جائیں..... اور میں اپنی طرف سے سرکاری خزانہ میں..... ایک سال کا جو کچھ خرچ ہوگا..... دونگا.....

بادشاہ نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا ہوں..... کہ تمہارا نقصان ہو..... اور میرا نفع..... اچھا میں اجازت دیتا ہوں ..... کہ اس سال مصر کی عوام سے ٹیکس نہ وصول کیا جائے......

فرعون نے جواب دیا..... کہ میں نہیں چاہتا..... کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو..... پس باشاہ نادان اور کم فہم تھا..... فرعون کے خاطر عوام سے ایک سال کا خزانہ لیا..... اور کہا: کہ اپنے دل کی مراد پوری کرو..... تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچیوں کو بلا کر پوچھا..... کہ مصر کا خزانہ رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے..... وہ سب بولے..... کہ اتنا ہوتا ہے.....

پس فرعون نے اسی قدر روپیہ اپنی طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکار میں داخل کر دیا..... اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی کرادی..... کہ اس سال خزانہ

رعیتوں پر معاف کیا..... اور ہم نے اپنی طرف سے خزانہ بادشاہ کے سرکار میں داخل کر دیا..... اور مزید دو سو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکار عالی میں عرض کی..... سو وہ بھی قبول ہوئی..... پھر تو تمام رعایا مصر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی..... غریب ومساکین جتنے تھے..... سب نے فرعون کی ترقی کے واسطے دعائیں کیں..... اور سب کے سب خدا کا شکر بجالائے.....

پس تین سال کا خزانہ موقوف ہونے سے مصر کی رعایا کو فراغت ہوگئی..... اور پھر چند ہی روز بعد بادشاہ مصر..... خود اپنی موت مر گیا..... اور کوئی بھی اس کا والی وارث نہ تھا..... جو اس کے تخت شاہی پر بیٹھے..... چنانچہ بادشاہ مصر کی تجہیز وتکفین کے بعد تین دن تک تعزیت کی گئی..... اور چوتھے روز تمام شہر کے لوگ..... قاضی..... مفتی..... عالم فاضل..... امراء غربا..... چھوٹے بڑے..... سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے..... اور کہنے لگے..... کہ بادشاہ کے تخت پر کس کو بٹھانا چاہیے..... کیونکہ ملک بے سر و پا ہو گیا.....آخر کار فرعون بادشاہ بن گیا.....

چونکہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے نیکی دیکھی تھی..... کہ تین برس کا خزانہ مصر کا معاف کیا تھا..... اور اپنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا..... اس لئے سب اس سے خوش تھے..... یہ خیر خواہی دیکھ کر سبھوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جا کر بٹھا دیا.....

فرعون کے وزیر کا شیطانی منصوبہ

14..... جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا..... اور پھر اس ہامان..... بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا..... اس کے بعد کہنے لگا: کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ میں آیا ہے..... یعنی ہم اس ملک کے بادشاہ مقرر ہو گئے ہیں..... ہامان سے اس نے کہا: کہ اب

کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیے..... کہ تمام ملک مصر کے باشندے..... اور تمام خلائق مجھ کو خدا کہے..... اور مجھ ہی کو معبود جانے..... اور میری پرستش کرے.....

اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی..... کہ پہلے مصر میں یہ حکم دیا جائے..... کہ اس وقت تمام علماء وفضلاء..... جتنے ہیں..... ہمارے قلمرو میں درس تدریس نہ دینے پائیں..... اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر دیں..... اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے بے خبر ہوتے رہیں گے..... اور جو آئندہ بچے پیدا ہونگے..... وہ سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے..... اس طرح آہستہ آہستہ لوگ اپنے اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے.....

یہ بات ہامان کی سن کر فرعون ملعون نے اپنے ملک مصر میں تعلیم و درس وتدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا..... کہ میرے اس ملک میں کوئی بھی نہ علم سیکھنے پائے..... فوراً درس وتدریس کو بند کر دیں..... ورنہ ہم ان سب کو قتل کرا دیں گے..... فرعون بادشاہ کا یہ حکم سن کر..... اور اس کے قتل کرانے کے خوف سے سب نے درس وتدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا..... اور بالکل لکھنا پڑھنا چھوڑ دیا.....

چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے..... کہ سارا ملک جاہل بن گیا..... اور اپنے حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گیا..... اور مثل چوپائے..... وہ حوش کے ہو گئے..... اس کے بعد فرعون نے حکم کیا..... کہ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو سجدہ کیا کریں.....

فرعون کا خدائی دعویٰ کرنا

15..... پس ایک قوم قبطی جو کثیر تعداد میں تھی..... اس نے بت پرستی شروع کر دی..... اور یہ سلسلہ تقریباً بیس برس تک رہا..... پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کرایا..... اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے کانوں تک پہنچائے.....

جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا: فحشر فنادی فقال انا ربکم الاعلیٰ! پس لوگوں کو جمع کیا..... پھر ان لوگوں سے کہا: کہ میں ہوں..... رب تمہارا سب سے بڑا..... اور بلند..... اور اس بات پر چالیس برس گزرے..... اس کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا..... پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو پوجنا شروع کر دیا.....

فرعون کو خدا نہ ماننے والوں پر ظلم:

اس قوم پر فرعون ملعون بہت نوازش کرتا..... اور دوسری قوم..... جو بنی اسرائیل تھی..... وہ اس کو خدا نہیں مانتی تھی..... اس کو طرح طرح سے تکلیفیں دیتا..... کیونکہ بنی اسرائیل قوم تو دین یوسف پر قائم تھی..... اور بعوض جزیہ کے فرعون ملعون ان سے قبطیوں کی خدمت کرواتا..... اور ان کو ہر وقت ذلیل کرتا..... اور جن کاموں کا وہ ناچیز سمجھتا تھا..... مثل محنت..... اور بوجھ اٹھانا..... لکڑی چیرنا..... اور چنا دلنا..... اور گھاس کاٹنا..... جھاڑو کشی کرنا..... اور گوہ گوبر پھینکنا..... علیٰ ھذا القیاس ..... ان سب کاموں پر مقرر کیا تھا..... اور کچھ لوگوں کو بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہروں..... اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں بھیج دیتا..... لہٰذا ان عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا.....

فضائل آسیہ زوجہ فرعون

16..... غرض یہ کہ بنی اسرائیل قوم کی عزت وقار نہیں کرتا تھا..... مگر صرف ایک عورت کہ..... جن کا نام آسیہ تھا..... بنی اسرائیل قوم سے تھیں..... اور بڑی ہی حسین وجمیل تھیں..... لیکن وہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر تھیں..... اور ان کے خصائل بھی شہرہ آفاق تھے..... اس وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا..... اور

بعض مورخین نے لکھا ہے.....

کہ فرعون نے ان کو فرشتہ صفت جان کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھتا تھا..... مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں..... اور وہ خلاف شرع نہیں چلتی تھیں..... اور ہمارے رسول اکرم ﷺ نے پانچ عورتوں کی پاکی..... اور بزرگی بیان فرمائی ہے.....

ایک حضرت موسیٰ کی ماں.....

دوسری حضرت مریم بنت عمران.....

اور تیسری حضرت خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد..... جو حضور اکرم صلعم کی زوجہ مطہرہ ہیں.....

اور چوتھی حضرت فاطمۃ الزہرا بنت رسول خدا ﷺ.....

اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہن..... کیونکہ یہ سب صالحہ تھیں..... الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں..... اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار رہے..... زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے..... اور ان کی بار برداری میں لگے رہتے..... اور صبر کرتے رہتے..... لیکن باوجود اتنی سخت تکلیف کے..... وہ اپنے آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے..... اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار..... اور خدا کی عبادت کرتے تھے.....

فرعون کا دریائے نیل پر جشن منانا

17..... ایک دن فرعون ملعون نے دریائے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی..... تمام لوگ وہاں گئے..... اور اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی لے گئے..... اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں..... اور پھر فرعون نے اپنی قوم سے کہا:

قولہ تعالیٰ ونادی فرعون فی قومہ قال الیس لی ملک مصر وھٰذہ

الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من ھٰذالذی ھو مھین ولا یکاد یبین اور پھر پکارا فرعون نے اپنی قوم میں!

اور بولا..... اے قوم! میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے..... حکومت مصر کی..... اور یہ نہریں چلتی ہیں..... نیچے میرے کیا تم نہیں دیکھتے..... بلکہ میں بہتر ہوں..... اس شخص سے..... کہ جس کو عزت نہیں ہے..... اور وہ صاف بھی نہیں بول سکتا ہے..... اتنی بات فرعون نے حضرت موسیٰ کی شان میں تکبر سے کہی تھی..... کہ وہ کیا جانتا ہے..... اس بات کو لوگوں نے مانا.....

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قولہ تعالیٰ فاستخف قومہ فاطاعوہ انھم کانو قوما فٰسقین

پھر عقل کھودی اپنی قوم کی..... پھر اسی کا کہنا مانا..... تحقیق وہ لوگ تھے..... فاسق.....

پس چاہا اللہ تعالیٰ نے..... کہ اس کو دوزخ میں ڈالے..... اور اس کی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے..... اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو برس کی عمر دی..... تا کہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے..... اور اپنے حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے.....

فرعون کا لوگوں کو سجدہ کا حکم

18..... بعض مفسرین نے لکھا ہے..... کہ فرعون نے ایک روز بنی اسرائیل کے سرداروں..... اور معززوں کو طلب کیا..... اور ان کو بہت سا ڈراتے ہوئے کہا:

کہ دیکھو تم لوگ نہ ہماری تصویر کو سجدہ کرتے ہو..... نہ ہمیں معلوم ہوتا ہے..... تم اپنی زندگی سے سیر ہو گئے ہو..... اور تمہاری اجل تمہارے سروں پر کھیلنے لگی ہے.....

خبردار ہو جاؤ..... اور اس بات کے لئے تیار ہو..... کہ اب اگر تم نے ہماری تصویر کو سجدہ نہ کیا..... تو یاد رکھنا! کہ میں تم کو سخت عذاب میں مبتلا کروں گا.....

یہ کہہ کر بطور مہلت کے انہیں چھوڑا..... جنہوں نے اپنی قوم میں پہنچ کر سب کو جمع کیا..... اور کہا:

کہ اے مسلمانوں! دیکھو فرعون تم کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کرے گا..... لیکن اسے یاد رکھنا..... کہ اگر وہ انتہائی عذاب بھی تم پر کرے گا..... وہ تھوڑی دیر کے لئے ہوگا..... اتنا کہ تمہاری روح بدن سے جدا ہو..... اس کے بعد رحمت کے ہاتھ تمہیں اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے..... اور دائمی جنت تمہارے لئے ملے گی..... جس میں تم ہمیشہ ہمیشہ عیش کرو گے..... اور وہاں ابدالآباد زندہ..... اور سلامت رہو گے..... بخلاف اس کے اگر تم نے فرعون کے کہنے سے اسے..... یا اس کی تصویر کو سجدہ کر لیا..... تو پھر اچھی طرح سمجھ لینا..... کہ اللہ جل جلالہ کا انتہائی عذاب تم پر الٹ دیا جائے گا..... اور بموجب فرمان حضرت یوسف علیہ السلام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہو جائے گے..... جہاں کے عذاب برداشت کرنے کے لئے..... تم کیا چیز ہو..... زمین..... آسمان..... اور پہاڑ بھی اس کی تاب نہیں لا سکتے..... بہتر یہی ہے..... کہ فرعون کے عذاب پر صبر کرو.....

یہ سن کر تمام بنی اسرائیل اس عزم بالجزم پر متفق ہوئے..... کہ سوائے خدا کے..... کسی دوسرے کو ہم سجدہ نہ کریں گے..... اور ضرور اپنے ایمان پر قائم رہیں گے..... چنانچہ مہلت گزرنے کے بعد..... فرعون نے ایک میدان میں تمام قوم بنی اسرائیل کو جمع کیا..... اور ان سے اپنی پرستش کے لئے فرمائش کی..... جنہوں نے بالاتفاق انکار کیا..... اور کہا:

کہ اے فرعون! تیرا جو جی چاہے سو کر..... ہم تجھے اور تیری تصویر کو ہرگز سجدہ نہ

کریں گے..... یہ سن کر فرعون غصے میں آگ بگولا ہو گیا..... اور اسی وقت حکم دیا..... کہ لوہے اور تانبے کی بڑی بڑی دیگیں لائی جائیں..... اور ان میں تیل بھر کر ان کے نیچے آگ جلائی جائے..... پھر جب تیل کھولنے لگے..... تو ان دیگوں میں میرے ان نافرمانوں کو ڈالنا شروع کیا جائے..... اور ایک ایک کر کے سب کو جلا دیا جائے.....

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا..... دیگیں آئیں..... اور ان میں تیل بھرا گیا..... پھر ان کے نیچے آگ جلائی گئی..... جب وہ تیل اوبلنے لگا..... اور جوش مارنے لگا..... تو ان میں بنی اسرائیل کے لوگوں کو ڈالنا شروع کر دیا..... انا للہ وانا الیہ راجعون!

بنی اسرائیل کی جب ایک بڑی تعداد اس کھولتے ہوئے تیل میں تلی جا چکی..... تو ہامان وزیر نے فرعون سے کہا: کہ بس اب میری رائے میں یہ آتا ہے..... کہ اس قتل عام کو روکا جائے..... اور ان لوگوں کو پھر مہلت دی جائے..... تاکہ یہ ایک مرتبہ پھر سوچ سمجھ لیں..... اور دین فرعون آہستگی سے قبول و منظور کر لیں.....

چنانچہ فرعون نے اسی وقت حکم امتناعی جاری کیا..... اور وہ خدائی مخلوق مہلت کی غرض سے پھر چھوڑ دی گئی..... ان مظالم پر کامیاب ہونے سے فرعون کی فرعونیت..... اور زیادہ ترقی پذیر ہو گئی..... اور وہ انتہا درجہ کا مغرور ہو گیا..... اور اب کھلے لفظوں میں خدائی کا دعویٰ کرنے لگا..... جس کے یہ الفاظ تھے..... انا ربکم الاعلیٰ! یعنی میں تمہارا سب سے بڑا خدا ہوں.....

یہ سن کر تو ابلیس کو بھی غصہ آ گیا..... اور اس نے فرعون سے کہا: کہ میں نے صرف آدم سے بہتر ہونے کا دعویٰ کیا تھا..... جس سے میرا یہ حشر ہوا..... اے لعین! تو خدائے پاک سے بہتر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے..... تیرا کیا حشر ہوگا..... لیکن وہاں حشر سے کیا بحث..... وہاں تو موجود غرض تھی.....

فرعون کی توحید:

عاقبت برباد کی کس کے لئے
سانس جس دنیا کے بس تھوڑے سے تھے

فرعون کا قحط کی دوری کے لئے اللہ سے دعا کرنا

19..... فرعون کے زمانے میں کئی برس کی قحط سالی ہوئی..... جس سے اس کی رعیت سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر مرنے لگی..... جب یہ حالت ہوئی..... تو مخلوق جمع ہو کر فرعون کے پاس آئی..... اور کہا:

کہ تو ہمارا خدا ہے..... اور کیسا خدا ہے؟ کہ ہم قحط سالی سے تباہ ہوئے جاتے ہیں..... اور تو مینہ نہیں برساتا..... پس اگر تو نے ہم پر مینہ نہیں برسایا..... تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے..... اور کوئی بھی باقی نہیں رہے گا..... جلدی بارش کر..... تاکہ ہم بچ سکیں..... جن کے جواب میں فرعون نے کہا:

کہ اچھا..... میں مینہ برساؤں گا..... اطمینان رکھو..... اور ساتھ ہی اس کے حکم دیا..... کہ ہم فلاں تاریخ..... اور فلاں روز..... مصر کے میدان میں نکلیں گے..... اور پھر وہاں سے ایک پہاڑ پر پہنچ کر..... مینہ برسائیں گے..... اس روز ہمارے ساتھ مصر کا بچہ بچہ جلوس کے ہمراہ چلے..... اور پھر ہمارے مینہ برسانے کا تماشا دیکھے..... کہ وہاں ہم مینہ برسائیں گے.....

یہ خبر نہ صرف مصر میں مشہور ہوئی..... بلکہ دور دور..... اور ملکوں ملکوں..... شہرت پکڑ گئی..... کہ فلاں تاریخ..... اور فلاں دن..... فرعون اپنی قدرت سے مینہ برسائے گا..... جس کے لئے تاریخ مقررہ پر عالم جمع ہو گیا..... اور اب فرعون تنہائی کے ساتھ

اپنے قلعہ سے نکلا..... اور لکھا ہے کہ مخلوق کو ساتھ لے کر مصر کے میدان میں پہنچا..... اور پھر وہاں سے ایک پہاڑ کی جانب اپنا رخ کیا..... اور حکم دیا..... تم سب لوگ یہیں کھڑے رہو.....

ہم پہاڑ پر جا کر تمہارے لئے مینہ برساتے ہیں..... یہ کہہ کر فرعون اپنے جلوس سے نکلا..... اور تن تنہا ایک پہاڑ پر چڑھا چلا گیا..... اور جاتے جاتے تمام مخلوق کی نظروں سے غائب ہو گیا..... اور اب اس نے مڑ کر دیکھا..... کہ میں سب کی نظروں سے اوجھل ہو گیا..... اور اب مجھے کوئی دیکھتا تو نہیں ہے..... دیکھا ہر چہار طرف کوئی آدمی..... یا آدم زاد نظر نہیں آتا..... جلدی سے پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گیا.....

اور ایک پوری خلوت میں پہنچ کر اس نے اپنے سر کا تاج پھینک دیا..... اور اپنا لباس فاخرہ دھجیاں دھجیاں کر دیا..... اور سر پر خاک ڈالتا ہوا..... اس وحدہٗ لاشریک کی درگاہ میں گڑگڑاتا ہوا سجدے میں گرا..... اور اس کی حضوری میں نہایت درد کے ساتھ روتے ہوئے فریاد و بکا شروع کی.....

ایک ہے تو اے خدائے ذوالجلال

ہے بقا تیرے لئے اے باکمال

سب کے سب ہو جائیں گے آخر فنا

تو ہی بس باقی رہے گا اے خدا

جانتا ہوں میں تجھے اچھی طرح

تجھ سے واقف ہوں بس پوری طرح

میں نے جو دعویٰ خدائی کا کیا

ملک تیرا کس جگہ سے کم ہوا

بعض مفسرین نے لکھا ہے..... کہ اس وقت فرعون نے یہ بھی کہا تھا.....

الٰہی! تو حق پر ہے..... اور میں باطل پر ہوں..... اور میرا رب بے نیاز و بے پرواہ ہے..... اور میں نے دنیا کو بعوض آخرت کے اختیار کیا.....

اے میرے رب! جو کچھ مجھ کو دینا ہے..... تو وہ مجھے دنیا کی زندگی میں ہی دیدے..... اور میں آخرت میں نہیں چاہتا ہوں..... اور یہ مجھ کو خوب معلوم ہے..... کہ آخرت میں میرے لئے سوائے دوزخ کے..... اور کچھ نہ ہوگا.....

جبرائیل کو فرعون کا خود اپنی سزا بتانا

20..... جب فرعون نے خدا کی درگاہ میں یہ دعا و مناجات کی..... تو اسی وقت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے..... اور اس غار کے منہ پر کھڑے ہو گئے.....

اور فرعون نے کہا: تو یہاں کیوں آیا؟ یہ جگہ تو انصاف کی نہیں ہے..... کل دربار میں آنا..... وہاں میں اس کا انصاف کر دوں گا..... اور اس وقت تو یہاں سے چلا جا.....

پھر وہ بولا..... کہ تم ہمارا انصاف یہیں کر دو..... اور بغیر انصاف کرائے ہوئے ہم یہاں سے نہیں جائیں گے..... چنانچہ یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا..... کہ ادھر آسمان سے بارش برسی..... دریائے نیل کا پانی جاری ہو گیا..... دریائے نیل پھر بھر گیا..... یہ دیکھ کر فرعون نے بہت خوشی محسوس کی..... اور اسی خوشی کے عالم میں وہ اس شخص سے کہنے لگا.....

کہ اے نوجوان! تم کیا چاہتے ہو؟ اس کے پوچھنے پر.....

اس نوجوان نے فرعون سے کہا: جو بندہ خداوند عالم کی نافرمانی کرے..... اور اس کے حکم کو بھی تسلیم نہ کرے..... اور خداوند قدوس اس پر اپنی مہربانی کرے..... تو تم مجھ کو یہ بتاؤ؟ کہ اس بندہ کی کیا سزا ہے؟

فرعون نے جواب دی..... کہ اس بندہ کی سزا تو یہ ہے..... کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارنا چاہیے.....

اس نوجوان نے یہ جواب سن کر کہا: کہ بہت اچھا..... آپ اس کو مجھے لکھ کر دے دیں..... تا کہ یادداشت رہے..... اور کل بندہ آپ کے دربار میں حاضر ہوگا..... آپ کے حضور میں اظہار کرے گا.....

فرعون بولا..... کہ بھئی یہاں تو دوات قلم وکاغذ نہیں..... میں کس طرح لکھوں؟

اس نوجوان نے کہا: کہ میں دیتا ہوں..... تم لکھو..... پھر فرعون نے اس غار کے اندر بیٹھ کر خوشی سے لکھا..... کہ جو بندہ اپنے خداوند کی نافرمانی کرے گا..... اور اس کا حکم نہ مانے..... اور خداوند اس کو سب طرح سے آرام دے..... تو اس بندہ کی سزا یہ ہے..... کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارا جائے.....

چنانچہ فرعون جب خدا کی گرفت میں آ کر خود دریا میں ڈوبنے لگا..... تو حضرت جبرائیل نے اس کا وہی فتویٰ اس کے سامنے کر دیا..... فرعون اپنا ہی فتویٰ دیکھ کر گھبرا گیا..... اور اپنے ہی فتویٰ کے مطابق غرق ہو گیا (خزائن العرفان ص ۳۶۱)

فرعون کی ابلیس سے ملاقات

21..... ایک دن ابلیس ملعون فرعون کے پاس آیا..... اور اس سے پوچھنے لگا.....

کہ کیا تو مجھ کو پہچانتا؟

فرعون نے جواب دیا..... ہاں! میں تجھ کو خوب پہچانتا ہوں.....

تیرے ہی بہکانے سے آدم وحوا جنت سے نکالے گئے.....

تیرے ہی بہکانے سے ہابیل نے قابیل کو مارا.....

تیرے ہی بہکانے سے لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحتوں پر عمل نہ کیا..... اور طوفان کے عذاب میں گرفتار ہوئے.....

تیرے ہی بہکانے سے بنی اسرائیل نے سامری کے گوسالے کی پرستش کی.....

تیرے ہی بہکانے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں گرایا.....

اور تیرے ہی بہکانے سے ہود کی قوم والوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی ہدایت پر عمل نہ کیا.....

اور آندھی کے عذاب میں مبتلا ہوئے.....

تیرے ہی بہکانے سے قوم ثمود نے ناقہ صالح کے پاؤں کاٹے..... جن کی وجہ سے ان پر بجلی کا عذاب نازل ہوا.....

تیرے ہی بہکانے سے قوم لوط سے گناہان کبیرہ سرزد ہوئے..... اور ان کا تختہ تبا ہوا.....

تیرے ہی بہکانے سے نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا.....

ابلیس نے جواب دیا..... کہ خیر میں نے تو جو کچھ کیا..... وہ کیا..... مگر تم اپنی خیر مناؤ..... تم تو مجھ سے بڑھ چڑھ کر ہو.....

فرعون نے پوچھا..... آخر یہ کیوں؟

ابلیس نے جواب دیا..... دیکھو تم سے عمر میں بڑا ہوں..... علم میں بھی زیادہ ہوں..... قوت بھی زیادہ رکھتا ہوں..... مگر تمہاری طرح میں نے اس کی جرأت نہیں کی..... کہ خدائی کا دعویٰ کروں..... اور عبد ہو کے اپنے کو معبود ظاہر کروں.....

فرعون سلطنت کی لالچ میں ایمان سے محروم ہو گیا.....

ایک روز ابلیس لعین نے فرعون کے پاس جا کر دریافت کیا..... کہ کیا تو مجھے جانتا ہے؟

تو فرعون نے کہا: ہاں جانتا ہوں.....

تو شیطان ہے کہنے لگا.....

کہ اے فرعون! تو ایک خصلت میں مجھ سے بھی فوقیت رکھتا ہے.....

فرعون نے معلوم کیا..... آخر وہ کون سی خصلت ہے؟

تو ابلیس کہنے لگا..... کہ تو نے خدائی کا دعویٰ کر کے اللہ تعالیٰ پر جرأت کی ہے..... حالانکہ میں عمر میں تجھ سے بڑا..... علم میں تجھ سے زیادہ..... اور وقت میں تجھ سے بڑھا ہوا ہوں..... لیکن اس کے باوجود اس کی جرأت میں بھی نہ کر سکا..... اور میں نے تیری طرح خدائی کا دعویٰ نہیں کیا.....

شیطان کی یہ گفتگو سن کر فرعون کہنے لگا..... کہ تو نے سچ کہا..... یہ واقعی میری جرأت بے جا ہے..... جس سے میں اب توبہ کرتا ہوں.....

مگر ابلیس تو پھر ابلیس ہی تھا..... فوراً کہنے لگا..... ٹھہر ٹھہر..... ابھی اس سے توبہ نہ کر..... کیونکہ اہل مصر تیری خدائی کو تسلیم کر چکے ہیں..... اب اگر تو توبہ کرے گا..... تو لوگ تیرے خلاف ہو کر تیرا ملک چھین لیں گے..... اور یہ سلطنت تیرے ہاتھ سے جاتی رہے گی..... اور تو ذلیل وخوار ہو جائے گا.....

فرعون کی سمجھ میں آ گیا..... اور سلطنت کے لالچ نے اس کو توبہ سے روک دیا..... اور ابلیس سے دریافت کیا..... اچھا یہ تو بتا دو..... کہ روئے زمین پر مجھ سے زیادہ بدتر بھی تو کسی کو جانتا ہے؟

ابلیس نے جواب دیا..... کہ ہاں! تجھ سے اور مجھ سے زیادہ..... یعنی ہم دونوں سے بدتر..... وہ شخص ہے..... جس سے معذرت..... اور عذر خواہ کی جائے..... اور وہ اس کو قبول نہ کرے.....

بس یہ کہہ کر ابلیس وہاں سے چلتا بنا..... اور فرعون کو اس کی فرعونیت پر اور زیادہ پختہ

کرد..... لعن اللہ علیہما (کتاب قلیوبی)

دیکھو..... ابلیس نے فرعون کو دنیا کا لالچ دے کر توبہ سے روک دیا..... اور اپنی طرح اس کو بھی ابدی لعنت میں مصروف کر دیا.....

فرعون شیطان سے زیادہ بد بخت نکلا

22..... ایک دفعہ فرعون نے شیطان سے پوچھا..... کہ تو نے اپنے سے زیادہ کوئی بد بخت دیکھا ہے؟

کہنے لگا ہاں! کسی شخص کے پاس عمدہ گھوڑا ہو..... تو اس پر دوسرا شخص جلے..... پھر اس شخص سے کہا جائے..... کہ تجھے بھی ایسا گھوڑا دیا جائے..... پھر تو خوش ہے؟

تو وہ کہنے لگا..... کہ اس کے پاس یہ گھوڑا نہ ہو..... چاہے میرے پاس ہو..... یا نہ ہو..... باقی ایسا نہ ہو..... کہ اس کے پاس بھی گھوڑا ہو..... اور میرے پاس بھی گھوڑا ہو..... اس سے میرا دل ٹھنڈا نہیں ہوگا..... تو ایسا شخص مجھ سے زیادہ بد بخت ہے.....

اللہ تعالیٰ کسی کو رزق دے..... اور اس کو جلن گھیر لے..... کہ اس کو یہ رزق کیوں ملا ہے..... تو یہ حسد ہے..... اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت..... جو کسی بندے پر ہو سکتا ہے..... وہ ہے ایمان کی نعمت..... اس نعمت سے بڑھ کر کوئی بھی نعمت نہیں ہے..... یہ نعمت ہمیشہ کے عذاب سے بچائے گی..... ایمان کامل ہوگا..... تو انسان کتنے بھی گناہ کرے..... لیکن وہ بالآخر جنت میں داخل ہوگا..... مگر کافر مشرک اور منافق کیلئے نجات نہیں ہے..... ان کا ٹھکانہ ہمیشہ جہنم ہے.....

شیطان کا فرعون کو تنبیہ کرنا

23..... ایک بار ابلیس فرعون کے پاس گیا..... اور کہنے لگا: کہ تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے.....

اس نے کہا ہاں!.....

کہا کس دلیل سے؟.....

اس نے کہا..... ہزار جادوگروں کی وجہ سے.....

اس نے کہا: اچھا! انہیں میرے سامنے جمع کر.....

اس نے ان سب کو جمع کیا..... انہوں نے اپنے جادو پھینکے..... شیطان نے جو ایک پھونک ماری..... تو ان کا سارا جادو..... ھباءً منثوراً..... ہو کر اڑ گیا..... پھر دوبارہ جو اس نے پھونک ماری..... تو ان کے جادو سے بھی زیادہ دکھلا دیا.....

اور فرعون سے پوچھا..... کہ بتا! ان کا جادو زیادہ زور کا ہے..... یا میرا؟

اس نے کہا: ان کا نہیں..... بلکہ تیرا جادو.....

تب فرعون سے کہنے لگا: باوجودیکہ میری یہ حالت ہے..... لیکن خدا نے مجھے اپنا بندہ بنانا بھی پسند نہیں کیا..... پھر باوجود تیرے عاجز ہونے کے..... تجھے اپنا شریک بنانا کیسے پسند کرے گا؟ (حوالہ نزہۃ المجالس)

براق اور فرعون کا گھوڑا اور فرعون کے عجائبات:

علامہ حلبیؒ نے سیرت حلبیہ میں لکھا ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جو فرعون بادشاہ تھا..... اس کے گھوڑے کی بھی یہی خصوصیات بتلائی گئی ہے.....

چنانچہ ایک روایت ملی ہے..... کہ فرعون کے پاس چار عجائبات تھے..... ایک تو اس کی داڑھی تھی..... جو آٹھ بالشت لمبی تھی..... اور بالکل سبز رنگ کی تھی..... جبکہ خود اس کا قد سات بالشت کا تھا..... اس طرح فرعون کی داڑھی خود فرعون سے ایک بالشت لمبی تھی.....

اسی طرح ایک فرعون کا گھوڑا تھا..... کہیں اس کو گھوڑے کے بجائے برزون بھی کہا گیا ہے..... جو ٹٹو..... اور تر کی گھوڑے کو کہتے ہیں..... جب وہ پہاڑ پر چڑھتا تھا..... تو اس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی ہو جاتی تھیں..... اور پچھلی ٹانگیں لمبی ہو جاتی تھیں..... اور جب بلندی سے نیچے اترتا تھا..... تو اس کا الٹا ہو جاتا تھا..... اس طرح اترنے اور چڑھنے میں فرعون کو تکلیف نہیں ہوتی تھی..... (حوالہ امام السیر علامہ حلبیؒ)

پکی اینٹ کا موجد کون؟:

بیان کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک..... پختہ اینٹ نہیں تھی..... فرعون نے ہی سب سے پہلے پختہ اینٹ سے مکان بنوائے..... آرام دہ اور آسان ترین مکان بنانے کے لئے بانس..... اور کھجور سرکنٹ گھاس..... وغیرہ کو استعمال میں لایا جائے..... بہت سے لوگ روز محشر تمنا کریں گے..... کاش ہم گھاس وغیرہ کے مکانوں میں زندگی بسر کرتے.....

بیان کرتے ہیں..... کہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ کسی کے ہاں مہمان ہوئے..... میزبان نے دو قسم کے مکان بنا رکھے تھے..... اور دونوں مہمان خانے تھے..... ایک پختہ..... اور ایک کچا..... دونوں میں مہمان نوازی کا سامان موجود تھا..... اس نے آپ سے عرض کیا..... آپ کونسے مکان میں قیام پسند فرمائیں گے..... آپ نے کچے مکان میں قیام پذیر ہونا پسند کیا..... اور فرمایا: یہ سایہ اس سائے سے اچھا

ہے..... جس کا حساب دینا پڑے..... یعنی لکڑی کے مکان سے امن کی خوشبو آتی ہے..... جبکہ پختہ مکان تکبر سے ملوث ہے..... لکڑی کے مکان میں عاجزی وتواضع کا پیدا ہونا فطری امر ہے..... جبکہ پختہ عجب ونمائش کے باعث تکبر کا شیر ہے.....

(حوالہ انیس الواعظین)

فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اکرام:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ذرا قوی ہو گئے..... تو اہلیہ فرعون نے ان کی والدہ سے کہا: کہ یہ بچہ مجھے آکر دکھلا جاؤ..... کہ میں اس کے دیکھنے کیلئے بے چین ہوں..... اور اہلیہ فرعون نے اپنے سب درباریوں کو حکم دیا..... کہ یہ بچہ آج ہمارے گھر میں آرہا ہے..... تم میں سے کوئی ایسا نہ رہے..... جو اس کا اکرام نہ کرے..... اور کوئی ہدیہ اس کو پیش نہ کرے..... اور میں خود اس کی نگرانی کروں گی..... کہ تم لوگ اس معاملہ میں کیا کرتے ہو.....

اس کا اثر یہ ہوا..... کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کیساتھ گھر سے نکلے..... اُسی وقت سے ان پر تحفوں اور ہدایا کی بارش ہونے لگی..... یہاں تک کہ اہلیہ فرعون کے پاس پہنچے..... تو اس نے اپنے پاس سے خاص تحفے..... اور ہدیے الگ پیش کیے.....

اہلیہ فرعون ان کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئی..... اور یہ سب تحفے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دیدئے.....

اس کے بعد اہلیہ فرعون نے کہا: کہ اب میں ان کو فرعون کے پاس لے جاتی ہوں..... وہ ان کو انعامات اور تحفے دیں گے..... جب ان کو لے کر فرعون کے پاس پہنچی..... تو فرعون نے ان کو اپنی گود میں لے لیا.....

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنالیا

24.....امام کلبی نے کہا: جوان ہونے کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کا بیٹا کہا جانے لگا..... اور آپ کی والدہ نے بھی یہ بات سنی..... تو اس کو یہ بات اتنی شاق گزری..... کہ قریب تھا وہ ظاہر کر دیتی..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا ہے.....

بعض اہل تفسیر نے یہ مطلب بیان کیا ہے..... کہ والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل غم و فکر سے خالی ہو گیا..... اس کو کوئی غم نہ رہا..... جب کہ اس نے سن لیا..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے بیٹا بنالیا ہے..... یہ بات سن کر اس کو اتنی خوشی ہوئی..... کہ خوشی سے مغلوب ہو کر وہ قریب تھا کہ ظاہر کر دیتی..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام میرا بیٹا ہے..... میرے بیٹے کو فرعون نے بیٹا بنایا ہے.....

ابن جریر..... اور ابن ابی حاتم نے سدی کا بیان نقل کیا ہے..... کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا: کہ میں تم کو ایک ایسی عورت بتاتی ہوں..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا دودھ پی لے گا..... اور پھر ماں کو لے کر آ گئی..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ماں کے پستان کو منہ میں لے لیا..... تو قریب تھا کہ ماں بول اٹھتی..... یہ تو میرا ہی بیٹا ہے..... لیکن اللہ نے اس کو اظہار سے بچالیا.....

یوسف بن حسین نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو دو حکم دیئے گئے تھے..... اور دو چیزوں کی ممانعت کی گئی..... اور دو بشارتیں دی گئی تھیں..... لیکن اس کو کسی چیز سے کوئی فائدہ اس وقت تک نہیں پہنچا..... جب تک اللہ نے اس کی حفاظت نہیں کی..... اور اس کے دل کو مضبوط نہ کیا..... اور بے چینی کو سکون سے نہ بدلا..... تا کہ وہ ان مومنوں میں سے ہو جائے..... جو اللہ کے وعدہ پر پختہ بھروسہ رکھتے ہیں.....

فرعون کے بیٹا بنانے پر بھروسہ نہ رکھے..... (حوالہ تفسیر مظہری)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مرغ سے گفتگو

پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ سال کے ہو گئے..... تو ایک دن فرعون کے سامنے نہایت ادب سے بیٹھے ہوئے تھے..... فرعون نے غلام کو اشارہ کیا..... ہمارے جنگی مرغ کھول دو..... چنانچہ اس نے پہلے مرغ کھولا..... جو نہایت قد آور اور بڑے بڑے پروں والا تھا..... جس نے کھولتے ہی اپنے بڑے بڑے بازو ہلائے..... اور اپنی بولی میں نہایت زور سے ایک آواز لگائی.....

جسے سن کر پیارے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: سچ کہتا ہے..... فرعون تعجب سے دریافت کرتا ہے..... کہ اے فرزند! کیا کہتا ہے؟

آپ نے فرمایا اِس نے اپنی زبان میں خدا کی خوبی اور اُسکی تعریف بیان کی ہے..... جو فی الحقیقت اِسی تعریف کے قابل ہے.....

فرعون نے کہا: مرغ کو ان باتوں سے کیا تعلق؟

اے فرزند! یہ صرف تم اپنی ذہانت سے ایسی ایسی باتیں بنایا کرتے ہو.....

یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرغ کو آواز دی..... مرغ! ہمارے زبان میں خدا کی وہی تعریف بیان کر..... جو تو نے اس سے پہلے اپنی زبان میں بیان کی تھی.....

چنانچہ مرغ نے زبان انسانی میں خدا کی وہی حمد وثنا بیان کی..... جو اپنی زبان میں کی تھی..... اب بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہی فرمایا..... کہ تو سچ کہتا ہے..... اب تو فرعون نے پوچھا کہ مرغ نے کیا کہا؟..... تو آپ نے کہا کہ مرغ کہہ رہا تھا کہ پاک

ہے وہ پروردگار جس نے ایک چرواہے کو ایک طویل عرصہ سے اقتدار اور دولت سے نواز رکھا ہے..... لیکن اس کے باوجود وہ ناشکری کر رہا ہے..... فرعون نے دریافت کیا کہ مرغ کو ان باتوں سے کیا سروکار ہو سکتا ہے.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مرغ سے کہا کہ تو اپنی زبان سے سلیس الفاظ میں یہ بات دہرا دے..... مرغ نے وہ بات دہرا دی..... یہ سن کر وہ متعجب ہوا..... اس وقت اس کا وزیر ہامان مردود موجود تھا..... اس نے کہا کہ یہ مرغ جادو کے چنگل میں آ گیا ہے..... لہٰذا اسے ذبح کر دیا جائے..... اس وقت مرغ کو ذبح کر دیا گیا..... ذبح ہونے کے بعد وہ مرغ اللہ کے حکم سے دوبارہ زندہ ہو گیا..... اور اڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گیا.....

۹ سال کے عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کی پٹائی کرنا

25..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نو سال کے ہوئے تو فرعون نے آپ کو اپنے ساتھ شاہی تخت پر بٹھایا..... وزراء اور دیگر کارندے تخت کے ارد گرد کھڑے تھے..... پھر فرعون نے تکبر میں آ کر کفر اور جہالت کی باتیں شروع کر دیں.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا..... اور آپ نے تخت کو زور سے لات لگائی..... تخت کے پائے ٹوٹ گئے..... اور فرعون زمین پر گر گیا..... اس کی ناک ٹوٹ گئی..... اور ناک سے خون بہنے لگا..... درباری گھبرا گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے بھاگ کر محل میں چلے گئے..... اور حضرت آسیہ سے لپٹ گئے..... آپ نے حضرت آسیہ کو سارا ماجرا کہہ سنایا..... اسی دوران فرعون بھی

وہاں پہنچا..... اور حضرت آسیہ سے شکایت کرنے لگا: اس پر حضرت آسیہ نے کہا کہ چھوٹے بچے تو والدین کے ساتھ لاڈ کرتے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بکری کو زندہ کرنا

26..... فرعون کی ناک سے خون بہہ رہا تھا اسی دوران کھانا آ گیا..... فرعون ناک پر کپڑا رکھ کر کھانے کو بیٹھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ساتھ بیٹھ گئے..... باورچی نے اس دن بکری کا سالن بچہ تنور میں پکایا تھا..... جو فرعون کے سامنے رکھ دیا گیا..... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قم باذن اللہ یہ کہنا تھا کہ بکری کا بچہ زندہ ہو کر دوڑنے لگا: فرعون کو تعجب ہوا..... اس پر حضرت آسیہ نے کہا کہ یہ ساری چیزیں تمہاری بادشاہت کو زندہ رکھنے میں کارآمد ہونگی..... لہٰذا اس لڑکے کو غنیمت سمجھو..... اور اس کے ساتھ برا برتاؤ نہ کیا کرو..... اس کے بعد فرعون آپ کا بہت احترام کرنے لگا..... اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بیس سال کے ہو گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام 20 ویں سال میں

27..... حضرت موسیٰ علیہ السلام جب پورے بیس سال کے ہو گئے..... تو اب آپ پوشیدہ پوشیدہ بشکل نماز خدا کی عبادت میں مصروف رہنے لگے..... چنانچہ ایک روز دریا کے کنارے فرعون کے ایک مصاحب نے آپ کو نماز پڑھتے دیکھ کر آپ سے کہا کہ میں فرعون سے کہوں گا کہ آپ کا فرزند موسیٰ آپ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے..... یہ سنکر آپ کو غصہ آیا..... اور زمین کو اشارہ کیا کہ اے زمین پکڑ اس کو.....

چنانچہ وہ شخص اسی وقت گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا..... جس پر وہ بہت چیخا اور واویلا کی..... اور کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ کی نماز کا حال کسی سے نہ کہوں گا.....

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی..... وہ اسی وقت زمین سے نکل آیا..... اور اپنے راستے چلا گیا..... لیکن نماز پڑھنے کی خبریں مشہور ہوئیں..... اور رفتہ رفتہ فرعون کے کانوں تک بھی پہنچ گئی..... اب فرعون کو آپ کی نماز پڑھنے کا حال معلوم ہوا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ اب جہاں کہیں موسیٰ کو تم لوگ نماز پڑھتے دیکھو..... فوراً مجھے اطلاع دو..... میں بھی دیکھوں کس طرح اور کس کی نماز پڑھتا ہے..... اور کس کی عبادت کرتا ہے.....

چنانچہ پیارے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روز کسی مقام پر نماز پڑھ رہے تھے..... خبرداروں نے جس کی فرعون کو خبر دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے فرزند اس وقت فلاں جگہ پر نماز پڑھ رہے ہیں..... چلئے ملاحظہ فرمالیجئے..... فرعون اسی وقت وہاں پہنچا..... دیکھا کہ فی الحقیقت وہ نماز میں مصروف ہیں..... خاموش کھڑا دیکھتا رہا..... جب پیارے موسیٰ نماز سے فارغ ہوئے تو فرعون نے پوچھا کہ

اے موسیٰ! یہ کس کی عبادت کر رہے ہو؟.....

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے اس آقا کی عبادت کر رہا ہوں..... جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے..... اور جس نے مجھے بڑا کیا..... اور یہ سن کر فرعون کہتا ہے کہ موسیٰ سچ کہتے ہو..... حقیقت میں میں ہی تمہیں کھلاتا پلاتا ہوں..... اور میں نے ہی چھوٹے سے بڑا کیا..... اور یہ لوگ تم پر بہتان باندھا کرتے ہیں..... یہ جھوٹے ہیں..... اور تم ہمارے بہت اچھے فرزند ہو..... یہ کہہ کر فرعون آپ کو اپنے ساتھ دربار میں لے گیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت خوش ہوا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تیس سال کی ہوگئی تو اب آپ نے اپنی قوم بنی

اسرائیل سے میل جول شروع کیا..... اور آپ کی صحبت میں تمام عمائدین بنی اسرائیل آکر بیٹھنے لگے..... اور اپنے تمام مصائب جو کہ فرعون ان پر مدتوں سے ظلم توڑ رہا ہے..... بیان کرنے شروع کیے.....

جب پیارے حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فرعون کے مظالم سنے تو معلوم کیا کہ اے قوم! فرعون یہ ظلم کب سے توڑ رہا ہے..... لوگوں نے بیان کیا کہ:

اے حضرت موسیٰ آپ کی پیدائش سے پہلے ہم پر ظلم توڑے گئے..... اور وہ ظلم جب سے آج کے دن تک برابر جاری ہیں..... آہ دیکھئے کب ہمیں اس عذاب سے ہمیں خلاصی ہوتی ہے..... جس کے جواب میں حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ

یہ تکلیف صرف تمہارے گناہوں کی شامت سے ہے..... ورنہ خدا کسی پر ظلم نہیں کیا کرتا..... اچھا اب تم اپنے خدا سے کوئی نذر مانو کہ اگر وہ تم کو فرعون کے عذاب سے نجات بخشے تو تم اس کا شکریہ ادا کیا کرو گے.....

سب نے بالاتفاق نہایت خوشی سے منظور کرتے ہوئے کہا کہ ہم خدا کے لئے روزے رکھیں گے..... اور مسکینوں کو کھانا کھلائیں گے..... آپ نے فرمایا یہ نہیں..... بلکہ تم اپنے فسق و فجور سے توبہ کرو..... عجب نہیں کہ وہ تمہاری مصیبتیں دور کردے..... کیونکہ وہ بڑا سننے والا..... اور قبول کرنے والا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طاقتور مکّہ

28..... ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص بنی اسرائیل کا لکڑیوں کا گھٹا اٹھائے ہوئے آرہا تھا..... تو فرعون کے ایک سپاہی نے اسے روکا..... اور کہا کہ یہ لکڑیاں فرعون کے باورچی خانے میں اتار دے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے گذر رہے تھے..... آپ کو دیکھ کر اس شخص نے

مدد کیلئے پکارا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑ کر اس کے قریب پہنچے..... اور اس نے فرعونی کو سمجھانے کی کوشش کی..... لیکن وہ اکڑنے لگا..... اس پر طیش میں آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے سر پر ایک گھونسہ مارا..... وہ سپاہی وہیں ڈھیر ہو گیا..... اور مر گیا..... وہ شخص تو اپنے گھر چلا گیا..... لیکن لوگ باتیں کرنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک قبطی کو مار ڈالا..... فرعون کے سامنے فریاد پیش کی گئی..... اول تو فرعون کو یقین نہ آیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی قبطی کو قتل کر سکتے ہیں.....

ایک مخبر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتا دیا:

وجاء رجل من اقصی المدینة یسعیٰ قال یٰموسیٰ انّ الملأ یأ تمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من النّٰصحین (پ۲۰ سورت القصص ۲۰)

اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا..... کہا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام دربار والے فرعونی درباری آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں..... تو نکل جائے میں آپ کا خیر خواہ ہوں.....

بعض روایت میں ہے کہ اس کا نام شمعون تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر دینے والا کہ وہ لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں..... اور فرعون نے تمہیں قتل کرنے کا فیصلہ بھی کر دیا ہے..... یہ شخص آلِ فرعون سے تھا..... جو مومن تھا..... لیکن ایمان کو چھپاتا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توبہ

29..... مفسرین نے لکھا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے نادانستہ ایک قبطی فرعونی کا قتل ہوگیا تھا..... جس پر انہوں نے اپنے رب سے اس طرح معذرت کی تھی.....

اے میرے رب میں نے اپنے آپ پر ظلم کر ڈالا ہے..... میری مغفرت فرمادے..... اللہ نے ان کو معاف فرمادیا..... (قصص آیت ۱۶)

اس معافی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا کہ اے میرے رب! یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے..... اس کے بعد میں کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا.....

(قصص آیت ۱۷)

یعنی اب میں کسی ظالم کی اعانت نہیں کروں گا..... اور نہ اس کی پشت پناہی.....

علماء سلف نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ مسلمانوں کو ظالم کی پشت پناہی یا اعانت سے کامل طور پر اجتناب کرنا چاہیے..... ظالم خواہ فرد ہو یا گروہ ہو..... یا حکومت وسلطنت.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین کی طرف روانگی

30..... اس واقعہ کے فوراً بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین روانہ ہوئے..... راستہ میں بہت سے پریشانیاں سامنے آئیں..... جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے آپ کو اس کی مثل کوئی مصیبت لاحق نہیں ہوگئی تھی..... آپ کو راستہ کا بالکل علم نہیں

تھا..... پس اپنے رب سے حسن ظن تھا..... کہنے لگے امید ہے میرا رب میری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی فرمائے گا.....

مدین سے مراد وہ شہر ہے..... جہاں حضرت شعیب علیہ السلام تشریف فرما تھے..... اس شہر کو مدین کی طرف منسوب کیا گیا تھا..... مصر اور مدین میں آٹھ دنوں کی مسافت تھی..... اس شہر پر فرعون کی حکمرانی نہ تھی اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی شہر کی جانب جانے کی ہدایت دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ تو یہ شہر اس سے پہلے..... کبھی دیکھا تھا..... اور نہ ہی اس کا راستہ جانتے تھے..... کوئی سواری پاس نہیں تھی..... راستے کا کوئی خرچ آپ کے پاس نہیں تھا..... صرف درختوں کے پتوں پر گزر کر کے آپ نے راستہ کو طے کیا..... راستہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی معاونت کے لئے جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا.....

فرعونی لوگ آپ کو تلاش کرتے رہے..... لیکن آپ کو تلاش نہ کر سکے..... کیونکہ مدین کو جانے کے 3 راستے تھے..... آپ نے درمیانی راہ کو اختیار کیا..... اور وہ دوسرے راستوں پر آپ کو تلاش کرتے رہے..... حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کر رہا تھا تو وہ آپ کو تلاش کر بھی کیسے سکتے تھے؟.....

شاہی لباس سے فقیرانہ لباس تک

31..... ایسے حالات میں ہجرت ناگزیر ہو جاتی ہے.....

یہی سنت ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی وقت کوئی سامان ساتھ لئے بغیر مصر سے مدین کی طرف روانہ ہو گئے..... مصر سے مدین کا راستہ آٹھ دن کا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر اس وقت صرف شاہی لباس تھا راستے میں ایک چرواہا ملا..... آپ نے اسے شاہی لباس دے کر اس کا لباس پہن لیا..... اور چل دیے..... آپ کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا..... راستے میں گھاس درختوں کے پتے وغیرہ کھاتے رہے..... جس سے جسم کمزور ہو گیا..... ایک روایت میں ہے کہ آپ کے پیٹ میں گھاس اور پتے وغیرہ صاف نظر آنے لگے تھے..... اور پیدل چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے..... اس طرح مصائب برداشت کرتے ہوئے آپ ساتویں دن مدین پہنچ گئے..... مدین پہنچتے پہنچتے آپ نہایت لاغر ہو گئے تھے.....

راستہ میں فرشتہ کی غیبی مدد

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا راستے کی گھاٹیوں میں پیچھے ایک آدمی آیا اس نے آپ کو بتایا کہ قوم کے سردار آپ کے بارے میں مشورہ کر رہے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نجات کے لیے دعا کی..... جب آپ راستہ کی گھاٹی میں پہنچے تو ایک فرشتہ آیا..... جو گھوڑے پر سوار تھا..... جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا تو خوف سے سجدہ کیا..... اس فرشتے نے کہا: مجھے سجدہ نہ کرو..... بلکہ میرے پیچھے پیچھے چلو..... آپ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے..... اس فرشتے نے مدین کی طرف آپ کی راہنمائی کی..... فرشتہ چلتا رہا..... یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین لے آیا.....

جب شیخ حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے..... اور تمام واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا نہ ڈرو..... تم ظالم قوم سے نجات پا چکے ہو..... اس شیخ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک بیٹی کو حکم دیا کہ وہ عصا لے آئے..... یہ عصا وہ تھا جسے ایک فرشتے نے انسانی صورت میں آکر بطور امانت دیا تھا..... وہ بیٹی داخل

ہوئی..... وہ عصا لیا..... اور اسے لے آئی.....

جب شیخ حضرت شعیب علیہ السلام نے اسے دیکھا تو اپنی بیٹی سے کہا: کوئی اور لا..... اس بچی نے اسے پھینک دیا..... کسی اور کی تلاش کرنے لگی: اس کے ہاتھ میں وہی لگتا..... وہ شیخ (حضرت شعیب علیہ السلام) اسے بار بار لوٹاتے..... ہر بار اس بچی کے ہاتھ میں وہی عصا آتا..... جب شیخ نے یہ دیکھا تو اس لڑکی کو وصیت کی وہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے ذریعے بکریاں چراتے رہے..... پھر شیخ حضرت شعیب علیہ السلام شرمندہ ہوئے..... اور کہا وہ عصا تو ودیعت تھا..... وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملنے کے لیے نکل پڑے..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہا: مجھے عصا دے دو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ میرا عصا ہے..... اور عصا دینے سے انکار کر دیا..... دونوں آپس میں جھگڑ پڑے..... پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ دونوں کو جو پہلا آدمی ملے..... وہ اسے ثالث بنانے پر راضی ہیں.....

فرشتہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا..... اس نے دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ اس عصا کو زمین پر رکھو..... جو اسے اٹھا لے گا..... یہ اسی کا ہوگا..... شیخ حضرت شعیب علیہ السلام نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھانے کی طاقت نہ رکھی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے پکڑا تو اسے اٹھا لیا.....

شیخ حضرت شعیب علیہ السلام نے عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ دس سال تک بکریاں چراتے رہے.....

امام عبدالرزاق عبد بن حمید ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے رجل کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک مومن تھا..... جو فرعون کی قوم سے تعلق رکھتا تھا..... وہ دوڑتا ہوا آیا.....

آپ اس شہر سے نکل پڑے..... جبکہ یہ خوف بھی تھا کہ تلاش کرنے والے پکڑ ہی نہ لیں.....

(حوالہ تفسیر مظہری و در منثور)

حضرت موسیٰ کی فاقہ کشی

32.....امام احمد نے زہد میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے..... کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں پر پہنچے..... تو کمزوری کی وجہ سے ان کے پیٹ سے سبزیوں کی سبزی دکھائی دے رہی تھی.....

امام ابن منذر اور ابن حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف نکلے..... جبکہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دنوں کا فاصلہ تھا..... آپ کا کھانا درختوں کے پتے تھے..... آپ ننگے پاؤں نکلے تھے..... آپ وہاں پہنچے تو قدم کا موزہ بھی گر گیا تھا.....

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدین تک کا فاصلہ پینتیس 35 دنوں کا تھا.....

امام فریابی ابن ابی شیبہ عبد بن حمید ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے..... کہ امۃ سے مراد کچھ لوگ..... اور خیر سے مراد کھانا ہے.....

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے نام یہ تھے..... لیا..... صفورا..... ان دونوں کی چار چھوٹی بہنیں تھیں..... جو ریوڑ کو چھوٹے چشموں سے پانی پلاتی تھیں.....

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ

تذودون کا معنی ہے وہ روکتی تھیں.....

امام ابن جریر ابن منذر اور ابن ابی احاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو روکے رکھتی تھیں..... یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں..... اور کنواں ان کے لیے خالی ہو جائے..... (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکر فی موسیٰ علیہ السلام، جلد ۶ صفحہ ۳۳۴ (۲۸۸۴۲)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ) (تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد ۲۰ صفحہ ۶۹، دار احیاء التراث العربی بیروت) (ایضاً)

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کے کنویں پر

33..... جب آپ مدین کے ایک کنویں پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگ کثیر مقدار میں کنویں پر جمع ہیں..... جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں..... کوئی اونٹوں کو پانی پلا رہا ہے..... کوئی گائے بھینس کو..... اور کوئی بھیڑ بکریوں کو..... لیکن دیکھا کہ دو عورتیں ایک طرف اپنے جانوروں کو روک کر کھڑی ہیں..... وہ یہ نہیں چاہتیں کہ مزاحمت کر کے آگے بڑھیں..... ان کے نزدیک لوگوں سے پانی حاصل کرنے میں مزاحمت کرنا جہاں بری بات تھی..... وہاں عورتوں کا مردوں سے آزادنہ میل جول اور دھکا بازی حرام تھی.....

وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے بھی دور کھڑی تھیں..... کہ کنویں سے پانی نکالنا زور آور مردوں کا کام تھا..... اس پر استعمال ہونے والے ڈول کو دس آدمی مل کر نکالتے تھے..... اور کنویں کے منہ پر ایک پتھر رکھ دیا جاتا تھا..... اسے ڈھکنے کے لئے اور ہٹانے کے لئے بھی دس آدمی مل کر ہٹاتے.....

نیز وہ یہ بھی نہ چاہتی تھیں کہ ان کے جانور دوسرے لوگوں کے جانوروں سے مل جل جائیں کہ انہیں علیحدہ کرنے میں دشواری ہو..... ان وجوہ کے پیش نظر وہ اپنے جانوروں

کو علیحدہ ایک طرف روک کر کھڑی تھیں..... لوگوں کے فارغ ہو کر چلے جانے کا انتظار کر رہی تھیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں عورتوں سے پوچھا کہ تم ایک طرف اپنے جانوروں کو روک کر کیوں کھڑی ہو؟.....

تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں..... ہم خود پانی نکال نہیں سکتیں..... اس لئے ایک طرف کھڑی رہتی ہیں کہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں تو جو پانی حوض میں بچ جائے..... وہ ہم اپنے جانوروں کو پلا لیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو ان پر رحم کرنے کے لئے کہا.....

لیکن انہوں نے کہا کہ اگر تم اتنے ہمدرد ہو تو خود ہی پلا دو..... یہ کہتے ہوئے انہوں نے مل کر بھاری پتھر کنویں کے منہ پر رکھ دیا..... آپ نے اکیلے ہی اس پتھر کو ہٹا دیا..... اور دس آدمیوں کے نکالنے والے ڈول کو اکیلے ہی نکال لیا.....

ودعابالبرکۃ ثم قرب غنمھما فشربت حتی رویت (تفسیر کبیر)

اور برکت کی دعا کی..... اور ان کی بکریوں کو پانی کے قریب کیا..... وہ ایک ہی ڈول سے پانی پی کر سیراب ہو گئیں.....

پھر آپ ایک طرف سائے میں بیٹھ گئے.....

اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی..... اے اللہ مجھے کھانا عطا فرما دے.....

کیونکہ آپ سات دنوں سے صرف درختوں کے پتے ہی کھا رہے تھے..... (ماخوذ از تفسیر کبیر، روح المعانی)

سبحان اللہ! نبی کی شان عظمت کا اندازہ کیجئے! کہ سات دنوں سے بھوکے..... لیکن

دس آدمیوں سے بڑھ کر زور ابھی موجود ہے..... سفر کی تھکان بھی اور کنواں سخت تپتی دھوپ میں لیکن کوئی چیز بھی رکاوٹ نہ بن سکی..... ہمدردی کی ایک عظیم مثال قائم کر دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثالی طاقت

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس کنویں کے منہ کے ان چرواہوں نے ایک بڑے پتھر سے بند کر دیا تھا..... جس چٹان کو دس آدمی مل کر سرکا سکتے تھے..... آپ علیہ السلام نے تنِ تنہا اس پتھر کو ہٹا دیا..... اور ایک ہی ڈول نکالا تھا..... جس میں خدا نے برکت دی..... اور ان دونوں لڑکیوں کی بکریاں آسودہ ہو گئیں..... اب آپ علیہ السلام تھکے ہارے بھوکے پیاسے ایک درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے.....

مصر سے مدین تک پیدل بھاگے دوڑے آئے تھے..... پیروں میں چھالے پڑ گئے تھے..... کھانے کو کچھ پاس نہیں تھا..... درختوں کے پتے اور گھاس پھوس کھاتے رہے تھے..... پیٹ پیٹھ سے لگ رہا تھا..... اور گھاس کا سبز رنگ باہر سے نظر آ رہا تھا..... آدھی کھجور کے لئے بھی اس وقت آپ علیہ السلام ترسے ہوئے تھے..... حالانکہ اس وقت کی ساری مخلوق سے زیادہ برگزیدہ خدا تعالیٰ کے نزدیک آپ تھے..... صلوات اللہ وسلامہ علیہ

وہ درخت جس کے سایہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھے تھے

34..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو رات کا سفر کر کے میں مدین گیا..... اور وہاں کے لوگوں سے اس درخت کا پتہ پوچھا: جس کے نیچے خدا کے کلیم

علیہ السلام نے سہارا لیا تھا..... لوگوں نے ایک درخت کی طرف اشارہ کیا..... میں نے دیکھا کہ وہ ایک سرسبز درخت ہے میرا جانور بھوکا تھا..... اس نے اس میں منہ ڈالا..... پتے منہ میں لے کر بڑی دیر تک بدقت چباتا رہا..... لیکن آخر اس نے نکال ڈالے.....

میں نے کلیم اللہ کے لئے دعا کی: اور وہاں سے واپس لوٹ آیا..... اور روایت میں ہے کہ آپ اس درخت کو دیکھنے کو گئے تھے..... جس سے خدا تعالیٰ نے آپ علیہ السلام سے باتیں کی تھیں..... جیسے کہ آئے گا.....

ان شاء اللہ تعالیٰ

سدیؒ فرماتے ہیں کہ یہ ببول کا درخت تھا..... الغرض اس درخت تلے بیٹھ کر آپ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ:

اے رب! میں تیرے احسانوں کا محتاج ہوں.....

عطاؒ کا قول ہے کہ اس عورت نے بھی آپ کی دعا سنی (حوالہ تفسیر ابن کثیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے کھانے کا سوال:

رب انی لما انزلت الیٰ من خیر فقیر من خیر! یعنی کھانا تھوڑا ہو یا بہت فقیر یعنی محتاج ہوں سائل ہوں..... چونکہ لفظ فقیرا اپنے اندر سوال کا معنی رکھتا ہے.....

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے ایک لقمہ طلب کیا..... جس سے اپنی کمر سیدھی کر سکیں.....

امام باقی نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ اس وقت چھوہارے کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے..... اس لئے من خیر فقیر فرمایا:

حضرت ابن عباس نے فرمایا: حضرت موسیٰ نے رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر! کہا: حالانکہ آپ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے تھے..... اس کی وجہ یہ تھی

کہ اس وقت آپ چھوارے کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے (حوالہ تفسیر مظہری)

مذکورہ واقعہ سے حاصل شدہ چند اہم فوائد:

اس واقعہ سے چند اہم فوائد حاصل ہوئے.....

1-اول یہ کہ ضعیفوں کی امداد انبیاء کی سنت ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو عورتوں کو دیکھا کہ بکریوں کو پانی پلانے کے لئے لائی ہیں..... مگر ان کو لوگوں کے ہجوم کے سبب موقع نہیں مل رہا..... تو ان سے حال دریافت کیا.....

2-دوسرا یہ کہ اجنبی عورت سے بوقت ضرورت بات کرنے میں مضائقہ نہیں..... جب تک کہ کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو.....

3-تیسرا یہ کہ اگر چہ یہ واقعہ اس زمانے کا ہے..... جبکہ عورتوں پر پردہ لازم نہیں تھا..... جس کا سلسلہ اسلام کے بھی ابتدائی زمانہ تک جاری رہا..... ہجرت مدینہ کے بعد عورتوں کے لئے پردہ کے احکام نازل ہوئے..... لیکن اس وقت بھی پردہ کا جو اصل مقصد ہے..... وہ طبعی شرافت اور حیاء کے سبب عورتوں میں موجود تھا کہ ضرورت کے باوجود مردوں کے ساتھ اختلاط گوارا نہ کیا..... اور تکلیف اٹھانا قبول کیا.....

4-چوتھا یہ کہ عورتوں کا اس طرح کے کاموں کے لئے باہر نکلنا اس وقت بھی پسندیدہ نہیں تھا..... اسی لئے انہوں نے اپنے والد کے معذور ہونے کا عذر بیان کیا.....

حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طلب کرنا

35.....وہ دونوں لڑکیاں حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیاں تھیں..... جب عام معمول سے ہٹ کر آج وہ جلدی اپنے گھر لوٹ کر آ گئیں..... تو ان سے ان کے باپ نے پوچھا کہ آج تم اتنی جلدی کیسے آ گئی ہو؟.....

تو انہوں نے بتایا کہ آج کنویں پر ایک نیک اور بہادر شخص تھا..... جس نے ہماری بکریوں کو پانی پلا دی..... اس لئے ہم جلدی واپس آ گئی ہیں کہ ہمیں تمام لوگوں کے فارغ ہونے اور باقی بچ جانے والے پانی کا انتظار نہیں کرنا پڑا..... (حوالہ تذکرۃ الانبیاء)

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے چلے گئے..... اور حضرت شعیب علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ آج بچیاں جلدی آ گئی ہیں..... ضرور کوئی بات ہے.....

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام بھوکے تھے..... آپ علیہ السلام نے آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر یہ کہا:

رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر!

بس اتنا سنتے ہی حضرت شعیب علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے..... اور فرمایا کہ افسوس وہ سخت مصیبت زدہ انتہائی فاقے کی حالت میں ہے..... اور وہ مصیبت زدہ اس درخت کے نیچے بیٹھا ہوا اپنے مولا سے روٹی مانگ رہا ہے..... خدا کے لئے جلدی جاؤ..... اور اسے گھر پر لا کر کھانا کھلاؤ..... مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے اس نے آٹھ روز سے کھانا نہیں کھایا ہے..... جلدی لاؤ ایسا نہ ہو کہ اس مسافر کو کھانا نہ دینے سے

اس شہر پر کوئی عذاب الٰہی نازل نہ ہو جائے.....

چنانچہ ایک لڑکی اسی وقت اس مسافر کے لینے کے لیے روانہ ہوگئی..... جا کر دیکھا تو وہ ایک باصفت مسافر اُسی درخت کے نیچے بیٹھا ہے.....

آگے خدا تعالیٰ فرماتا ہے.....

فجاء ته احداهما تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک!

جس کا ترجمہ مفسرین یوں کرتے ہیں..... کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی نے درخت کے پاس آکر اور مسافر کی طرف خطاب کر کے کہا کہ

میرے ضعیف باپ حضرت شعیب علیہ السلام آپ کو سلام کہتے ہیں..... اور آپ کو یاد فرما رہے ہیں..... جنہوں نے صرف اس لئے بلایا ہے کہ بکریوں کو پانی پلانے کی اُجرت آپ کو دیں.....

پیارے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک پیغمبر کا سلام اور ان کا پیغام سن کر سروقد کھڑے ہو گئے..... اور ایک پیغمبر کی زیارت کا شوق آپ کو اور بھی زیادہ اُدھر کو لے چلا.....

چنانچہ آگے آگے دختر نیک اختر ہے..... اور پیچھے پیچھے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں..... کہیں ایسا ہوا کہ ہوا سے اُس مبارک دختر کی پنڈلی کھل گئی..... حضرت موسیٰ باحیاء ہیں کھڑے ہو گئے..... اور فرمایا کہ اے باعصمت! میں آگے چلتا ہوں..... اور تم میرے پیچھے چلو..... اور راستہ بتانے کے لئے کنکریاں ہاتھ میں لے لو..... جس سمت تمہیں چلنا ہو برابر کنکریاں پھینکتی چلی جاؤ..... اللہ اللہ کیا حیاداری ہے.....

بنت حضرت شعیب علیہ السلام کی حیاء پر قرآنی شہادت:

اللہ تعالیٰ ان کی حیاداری کی تعریف فرماتا ہے.....

فجائته احداهما تمشی علیٰ الستحیاء!

یعنی حضرت شعیب علیہ السلام کی وہ دختر نہایت حیا کے ساتھ چل رہی تھی.....
جس کو حضرت موسیٰ نے اور حیاداری کا سبق دیا..... جو دولت حیا کے لئے اور سونے میں سہاگہ ہو گیا.....

آگے مولانا فرماتے ہیں فداجاوں یعنی جب اس انتہائی حیاداری سے چل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر پہنچے تو مکان میں داخل ہوتے ہی کہا:
السلام علیکم یا حضرت شعیب علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا..... اور سروقد کھڑے ہو کر اپنے مہمان سے مصافحہ کیا..... اور فرمایا کہ میاں مسافر تم کون ہو..... اور کہاں سے آئے ہو؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمام سرگذشت بیان کی جب بیان کر چکے تو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا کہ

یہ شخص ضرور خاندان نبوت میں سے ہے.....

پھر آپ نے نہایت تسلی واطمینان دلاتے ہوئے فرمایا

کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! یہاں فرعون اور اس کی قوم کا آپ بالکل خوف نہ کریں..... کیونکہ یہاں ان کا کوئی دخل نہیں ہے..... اور بس اسے یاد رکھو کہ تمہاری سختی کے دن نکل گئے.....

اب تم اطمینان سے کھانا کھاؤ..... اور خدا کا شکر بجالاؤ! چنانچہ اُسی وقت کھانا آپ کے سامنے رکھا گیا.....

اس کے بعد قرآن کہتا ہے

قالت احدٰهما یابت استأجره ان خیر من الستاجرت القویُّ الامین

(القصص ۲۶)

ایک لڑکی بولی کہ ابا ان کو نوکر رکھ لیجئے..... کیونکہ بہتر نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے.... جو توانا اور امانت دار ہو.....

حضرت شعیب علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو داماد بنانے کا مشورہ

یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمانے لگے.....

قال انی ارید ان انکحک احدی البنتی ھتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج ج فان اتممت عشرا فمن عندک ج ومااریدان اشق علیک ستجدنی ان شآء اللہ من الصّٰلحین (قصص ۲۷)

انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے کر دوں..... اس شرط پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو..... اور اگر دس سال پورے کر دو تو وہ تمہاری طرف سے احسان ہے..... اور میں تم پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا..... تم مجھے ان شاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

قولہ تعالیٰ قال ذٰلک بینی وبینک ایماالاجلین
قضیت فلا عدوان علی واللہ علیٰ مانقول وکیل

ترجمہ۔کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ہو چکا ہے..... عہد میرے اور تمہارے درمیان جونسی بھی مدت ان دونوں میں سے پوری کر دوں..... سو وہ زیادتی نہ ہوگی..... مجھ پر اور ہمارا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے..... اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں.....

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے کہا: آٹھ برس میں مجھے اختیار ہے..... چاہوں آٹھ برس نوکری کروں..... یا پھر دس برس..... لیکن ایسا نہ

ہو کہ آپ اپنے قول سے پھر جاوے..... غرض کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس کے اقرار سے اپنی بیٹی کے مہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو ان سے بیاہ دیا..... تا کہ دونوں پر نکاح درست ہو..... بمصداق اس حدیث شریف کے کہ **اعطوا الاجیرا اجرہٗ قبل ان تجف عرقه!**

یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو.....

اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکری جلدی ادا کرنا واجب ہے..... اب اگر ہزار قطرے پسینہ مزدور کی پیشانی سے نکل آویں..... اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا.....

جنت کی پراسرار لاٹھی

36..... الغرض حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کیا..... اور ایک عصا جو حضرت جبرائیل نے بہشت سے لاکر حضرت آدم علیہ السلام کو دیا تھا..... وہ عصاء حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثے نبوت میں پہنچا تھا..... اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ لائق پیغمبر مرسل ہے..... لہٰذا یہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دینا چاہئے..... تب یہ سنتے ہی وہ عصا لیجا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے رکھ دیا..... اور پھر کہا:

اے موسیٰ علیہ السلام! اگر تم اس عصا کو زمین سے اٹھا سکو گے تو پھر تم کو یہ عصاء دوں گا..... یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے اس عصا کو اپنے ہاتھ میں زمین سے اٹھالیا..... یہ کرامت دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ:

اے موسیٰ علیہ السلام! شاید تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا..... اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلانے میدان میں ہرگز بکری چرانے مت جانا..... کیونکہ اس

میدان میں اژدھے بہت ہیں..... یعنی حضرت شعیب علیہ السلام نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ اژدھے والے میدان میں بکریوں کو سانپوں کی جگہ سے روکیں..... وہ بکریوں کو نہ روک سکے..... بکریاں اس میدان میں جا کر چرنے لگے..... ناچار ہو کر وہاں سے ایک سرشتہ پر جا بیٹھے..... اور اس عصا کو اپنے پہلو میں رکھ کر بولے.....

اے عصا خبردار!

اگر اژدھا آوے تو اس کو مار ڈالنا..... تاکہ وہ بکریوں کو کھانے نہ پاوے..... یعنی بکریوں پر نگہبان رہنا.....

یہ کہہ کر وہ سو گئے اور خوب اچھی طرح نیند آ گئی..... کچھ دیر کے بعد ایک اژدھا اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا..... پس اس عصا نے مثل ایک بڑے اژدھے کے بن کر اس آنے والے اژدھے کو مار ڈالا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اژدھا اس میدان میں جہاں بکریاں چر رہی تھیں..... مردہ پڑا ہوا ہے..... خوش ہو کر اپنی بکریوں کو لے کر گھر چلے آئے..... یہ بات گھر آ کر حضرت شعیب علیہ السلام سے کہی کہ اجی حضرت وہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ اس میدان میں مت جانا..... کیونکہ وہاں اژدھا ہے..... وہ بکریوں کو کھا جائے..... وہ اژدھا خدا کے فضل و کرم سے مارا گیا..... پس اس چیز سے حضرت شعیب علیہ السلام کو اور بھی یقین ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرسل ہوں گے.....

حضرت شعیب علیہ السلام کی لاٹھی:

علامہ ثناء اللہ پانی پتی نے لکھا ہے کہ!

تکمیل معاہدہ کے بعد حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کو حکم دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ

السلام کو لاٹھی لا دو..... تا کہ درندوں سے وہ بکریوں کی حفاظت کر سکیں..... یہ لاٹھی کیسی اور کون سی تھی..... اہل روایت کے اس کے متعلق مختلف خیالات ہیں..... حضرت آدم علیہ السلام اس کو جنت سے لائے تھے..... وفات آدم کے بعد حضرت جبرائیل نے وہ لے لی..... اور اپنے پاس رکھ لی..... یہاں تک کہ ایک رات آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دی..... یہ عکرمہ کا خیال ہے.....

دوسرے علماء نے کہا: وہ لاٹھی جنت کے درخت آس کی تھی..... حضرت آدم علیہ السلام اس کو جنت سے ساتھ لائے تھے..... پھر سلسلہ وار ہر نبی اس کا وارث ہوتا رہا..... نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ملی..... آخر حضرت نوح تک پہنچی پھر حضرت ابراہیم تک آئی..... پھر حضرت شعیب علیہ السلام کو ملی..... پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دی.....

لاٹھی پر اختلاف کا فیصلہ:

سدی کا بیان ہے ایک فرشتہ نے آدمی کی شکل میں آکر وہ لاٹھی حضرت شعیب کے پاس امانت رکھی تھی..... جب حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی لڑکی کو لاٹھی لانے کا حکم دیا تو لڑکی وہی لاٹھی اٹھا لائی.....

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: یہ لاٹھی واپس لے جاؤ..... دوسری لا کر دو لڑکی نے وہ لاٹھی لے جا کر ہاتھ سے ڈال دی..... اور دوسری اٹھانی چاہی..... مگر سواء اس کے اور کوئی لاٹھی ہاتھ میں نہ آئی..... آخر اسی کو اٹھا لائی..... حضرت شعیب نے پھر واپس کر دی..... یہ لوٹا پھیری تین مرتبہ ہوئی..... بالآخر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہی لاٹھی دے دی..... اور آپ اس کو لے کر چلے آئے.....

حضرت شعیب علیہ السلام کو اس کے بعد پشیمانی ہوئی..... اور آپ نے کہا وہ تو ایک شخص کی امانت تھی..... میں نے یہ کیا حرکت کی..... یہ خیال آتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے گئے..... اور ان سے لاٹھی واپس مانگی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینے سے انکار کر دیا..... یہ لاٹھی تو میری ہو چکی..... دونوں میں اختلاف ہوا..... آخر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ جو شخص بھی سامنے سے آئے گا اس کے فیصلہ کی ہم دونوں پابندی کریں گے.....

ایک فرشتہ بصورت انسانی سامنے سے آیا..... اس شخص نے فیصلہ کیا..... اس لاٹھی کو زمین پر پھینک دو..... پھر جو اٹھالے..... لاٹھی اسی کی ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی زمین پر ڈال دی..... حضرت شعیب علیہ السلام نے ہر چند اس کو اٹھا لینے کی کوشش کی..... لیکن کامیاب نہ ہوئے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چھوڑ دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بکریاں:

اس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدت مقررہ پوری کر دی..... اور حضرت شعیب نے اپنی لڑکی ان کو دے دی..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بی بی سے کہا: تم اپنے والد سے کہو..... کچھ بکریاں ہم کو دے دیں..... بیوی نے جا کر اپنے باپ سے بکریوں کی طلب کی.....

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اس سال جو دورنگا بچہ ہوگا..... وہ تم دونوں کا ہوگا..... حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حسن خدمت کا بدلہ دینا چاہتے تھے..... اور اپنی لڑکی پر تبقاضاء خون مرحمت کرنے کے خواہشمند تھے..... اسی لئے اپنی لڑکی سے فرمایا: اس سال جو نر مادہ چت کبرے (ابلق۔ دورنگے) بچے پیدا

ہوں..... وہ میں نے تم کو دیئے..... اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں بتا دیا کہ بکریوں کے پینے والے پانی میں لاٹھی ماریں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیدار ہو کر پانی میں لاٹھی ماری..... پھر بکریوں کو وہی پانی پلایا..... جس بکری نے وہ پانی پیا..... اس کا بچہ ابلق ہی پیدا ہوا.....

حضرت شعیب علیہ السلام سمجھ گئے..... یہ خداداد نصیب ہے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ رزق بھیجا ہے..... چنانچہ آپ نے اپنا قول پورا کیا..... اور سب ابلق بچے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیئے..... (حوالہ تفسیر مظہری)

حضرت سعید سے نصرانی عالم کا سوال:

حضرت سعید فرماتے ہیں..... مجھ سے ایک نصرانی عالم نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟.....

میں نے کہا: نہیں..... میں اس وقت واقعی نہیں جانتا تھا..... میں ابن عباس سے ملا..... میں نے ان سے نصرانی عالم کا سوال ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا تھا؟..... کہ آٹھ سال واجب تھے..... حضرت موسیٰ علیہ اسلام ان میں کمی نہیں کر سکتے تھے..... اور تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام پر وعدہ کو پورا کرنے کا فیصلہ فرما دیا تھا..... پس حضرت موسیٰ علیہ اسلام نے دس سال مکمل فرمائے.....

میں نے نصرانی کو بتایا تو اس نے کہا: جس نے تمہیں یہ مسئلہ بتایا ہے..... وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے.....

میں نے کہا: ہاں! وہ اجل اور اولیٰ ہے..... (حوالہ تفسیر طبری در منثور 4/777)

حضرت شعیب علیہ السلام کا بیٹی سے طاقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریافت کرنا

37..... امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعد میں ہونے والی بیوی نے کہا: یابت استاجرہ ان خیرمن استاجرت القوی الامین ! تو باپ نے پوچھا: تو نے اس کی کیا قوت دیکھی ہے؟..... تو اس عورت نے کہا: وہ کنویں کی طرف آیا..... جبکہ اس کنویں پر ایک پتھر تھا..... اسے اتنے اتنے آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے..... تو اس نے اس پتھر کو اٹھا دیا..... پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی ہے؟.....

کہا: میں اس کے سامنے چل رہی تھی..... تو اس نے مجھے اپنے پیچھے کر دیا.....

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس نے بڑی سے نکاح کیا..... جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی تھی..... اس کا نام صفورا تھا..... اس کا والد حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا..... جس کا نام رعادیل تھا..... مجھے ایک سچے آدمی نے خبر دی ہے کہ کتاب میں اس کا نام یثرون تھا..... جو مدین کا کاہن تھا..... کاہن سے مراد عالم ہے.....

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچہ جنا..... جس کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جرشمہ رکھا.....

(حوالہ تفسیر طبری)

اللہ اللہ اللہ

حضرت موسیٰ کی بکریوں میں برکتوں کی بارش

38..... امام ابن ماجہ، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن منذر سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے سورۂ طٰہٰ پڑھی..... یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے..... اور کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال اپنی پاکدامنی اور کھانے پر مزدوری کی..... جب مدت پوری کردی..... عرض کیا گیا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے کونسی مدت پوری کی تھی؟.....

فرمایا: جوان میں سے زیادہ قسم کو پوری کرنے والی اور کامل تھی.....

جب حضرت شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے سوال کرے کہ وہ اپنے ریوڑ میں سے کچھ اسے دے دے..... جن کے ساتھ وہ زندگی گزار سکیں.....

حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو وہ بکریاں دیں..... جنہوں نے اسی سال بدلے رنگوں والے بچے جنے تھے..... آپ کا ریوڑ سیاہ رنگ کا حسین تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کی طرف گئے..... اس کی ایک طرف کو بلند کیا..... پھر اسے حوض کی پست جگہ پر رکھ دیا..... پھر ریوڑ کو لے آئے..... اور انہیں پانی پلایا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام حوض کے سامنے کھڑے ہوگئے..... اس سے کوئی بکری واپس نہ جاتی..... مگر اس کے پہلو میں ایک ایک بکری کھڑی کرتے..... انہوں نے نشو ونما پائی اور تین گنا ہوگئیں..... ان سب نے بدلے رنگوں والے بچے جنے..... یعنی اپنی

ماں کے رنگ پر نہ تھے..... مگر ایک بکری یا دو بکریوں نے ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی..... جس کا دودھ دوہے بغیر ہی بہتا رہتا ہو.....

ان میں سے کوئی ایسی بکری بھی نہ تھی..... جس کے تھن کا سوراخ تنگ ہو..... اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی..... جس کا دودھ کم ہو..... اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی..... جس کا تھن زائد ہو..... اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی..... جس کے تھن چھوٹے ہوں..... جسے ہتھیلی گرفت میں نہ لے سکے.....

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم شام کے ملک میں جاؤ تو ان بکریوں میں سے باقیماندہ بکریاں دیکھو گے..... یہی سامریہ ہیں..... (حوالہ تفسیر طبری و در منثور)

اے موسیٰ جو بکری اپنے رنگ کا بچہ جنے گی وہ آپ کی ہوگی

39..... امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو اس مدت کی طرف متوجہ کیا..... جو ان دونوں کے درمیان طے ہوئی..... تو حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے ساتھی نے کہا: ہر بکری جو اپنے رنگ پر بچہ جنے گی..... تو تیرے لیے اس رنگ کی بکریاں ہیں.....

(تفسیر طبری، جلد ۲۰، صفحہ ۸۲۔)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی اہلیہ کیساتھ مدین سے واپس مصر کے لئے روانگی

40..... مواہب علیہ، میں سورہ طٰہٰ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر چالیس سال ہوگئی تو انہوں نے حضرت شعیب علیہ اسلام سے عرض کیا کہ حضرت ایک عرصہ ہوگیا..... گھر والوں سے ملاقات کئے ہوئے..... اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنی اہلیہ کو لے کر مصر روانہ ہو جاؤں..... چنانچہ اپنے سسر شعیب علیہ السلام کی اجازت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر کی طرف روانہ ہوئے.....

(حوالہ: مواہب لدینہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین میں اپنے سسر صاحب کے پاس اہلیہ کے ساتھ رہتے رہے..... پھر وہاں سے مصر کی طرف واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا..... جب آنے لگے تو اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا..... چلتے چلتے راستہ بھول گئے..... اور رات کی ٹھنڈک کی وجہ سے سردی بھی لگنے لگی.....

بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے.....

حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مع اہلیہ یعنی اپنی صاحبزادی کے کچھ مال اور سامان دیکر رخصت فرمادیا..... راستہ میں ملک شام کے بادشاہوں سے خطرہ تھا..... اس لئے عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف راستہ اختیار کیا..... موسم سردی کا تھا..... اور اہلیہ محترمہ حاملہ قریب الولادت تھیں..... کہ صبح شام میں ولادت کا احتمال تھا.....

غیر معروف راستہ اور جنگل میں راستہ سے ہٹ کر طور پہاڑ کی مغربی اور داہنی سمت میں جا نکلے..... رات اندھیری سردی برفانی تھی..... اسی حال میں اہلیہ کو دردزہ شروع ہوگیا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سردی سے حفاظت کے لئے آگ جلانا چاہا..... اس زمانے میں دیا سلائی (ماچس) کے بجائے چقماق پتھر استعمال کیا جاتا تھا..... جس کو مارنے سے آگ پیدا ہوجاتی تھی..... اس کو استعمال کیا..... مگر اس سے آگ نہ نکلی..... اسی حیرانی و پریشانی کے عالم میں کوہ طور پر آگ نظر آئی..... جو درحقیقت نور تھا..... تو گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے..... وہاں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے آگ لاؤں..... اور ممکن ہے کہ آگ کے پاس کوئی راستہ جاننے والا مل جائے تو راستہ بھی معلوم کرلوں..... گھر والوں میں اہلیہ محترمہ کا ہونا تو متعین ہے.....

(حوالہ: معارف القرآن)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور پُراسرار آگ

41..... بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خادم بھی ساتھ تھا..... وہ بھی اس خطاب میں داخل ہے..... بعض روایات میں ہے کہ کچھ لوگ رفیق سفر ساتھ تھے..... مگر راستہ بھولنے میں یہ ان سے جدا ہوگئے تھے..... (حوالہ: تفسیر کبیر)

پھر اچانک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور ایک آگ دیکھی.....

فلما اتٰھا نودی یٰموسیٰ انّی انا ربک

سو جب وہ آگ کے پاس پہنچے تو ان کو (اللہ کی طرف سے) آواز دی گئی کہ اے موسیٰ میں تمہارا رب ہوں.....

بغوی نے لکھا ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو آپ نے ایک درخت دیکھا..... جو اوپر سے نیچے تک بالکل سبز تھا..... اور اس کے گرداگرد شفاف

سفید آگ اس کو گھیرے ہوئے تھا..... جو بہت زیادہ روشن تھا..... (دھویں کا نام بھی نہ تھا) درخت کی سبزی اور آگ کی سفیدی دونوں اپنی اپنی جگہ نمایاں تھیں..... نہ درخت کی سبزی آگ کی روشنی اور سفیدی میں مخل تھی..... نہ آگ کی نورانیت درخت کی سبزی نمایاں ہونے سے مانع تھی.....

(حوالہ تفسیر ابن جریرؒ)

حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا:

درخت کا رنگ گندمی سبز تھا..... قتادہ مقاتل اور کلبی نے کہا: وہ عوسج کا درخت تھا..... وہب نے کہا: علیق کا درخت تھا..... بعض کا قول ہے کہ عناب کا درخت تھا..... اس قول کی نسبت حضرت ابن عباسؓ کی طرف کی گئی ہے .....

اہل تفسیر کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس کو آگ کو دیکھا تھا..... وہ آگ نہ تھی نور تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو آگ ہی خیال کیا تھا..... اس لئے اللہ نے بھی اس کو نار ہی فرمایا..... اکثر مفسر قائل ہیں کہ وہ نور رب تھا.....

حضرت ابن عباسؓ اور عکرمہ وغیرہ کا یہی قول ہے..... لیکن سعید بن جبیر نے فرمایا: وہ حقیقت میں آگ ہی تھی..... آگ ہی چہرۂ خداوندی کے لئے حجاب ہے.....

جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

اس کا حجاب آگ ہے..... اگر اس حجاب آتشیں کو کھول دے تو اس کی تجلی

جمال اس تمام مخلوق کو سوختہ کر دے..... جو اس کی حد نگاہ تک ہو.....

بغوی کی روایت میں یہ حدیث اسی طرح آئی ہے لیکن صحیح مسلم اور سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے اندر نار کی جگہ نور کا لفظ آیا ہے..... اس کا حجاب نور ہے..... میں کہتا ہوں دونوں کا مآل ایک ہی ہے..... نور بھی لطیف ترین مصفی آگ ہی ہوتا ہے..... جو جلاتا نہیں ہے.....

اس قصہ میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کچھ خشک گھاس لے کر آگ کی طرف بڑھے تو آگ دور ہوگئی ..... جس قدر اس کے قریب جاتے تھے ..... وہ اور دور ہٹ جاتی تھی ..... اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پیچھے ہٹ آتے تھے ..... تو آگ قریب آجاتی تھی ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہو کر کھڑے ہو گئے ..... آپ نے وہاں ملائکہ کی تسبیح کی ..... آواز سنی اس وقت آپ کے اوپر سکینہ ..... (ایمان شہودی سکون خاطر اطمینان قلبی دل کا ٹھہراؤ) کا القاء ہوا .....

(حوالہ تفسیر مظہری)

آگ سے آواز آئی

42 ..... امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے ..... فرماتے ہیں ..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اس کی طرف چل پڑے ..... حتیٰ کہ اس کے قریب جا کر ٹھہر گئے ..... وہ بہت بڑی آگ تھی ..... جو شدید سبز درخت کے پتوں سے نکل رہی تھی ..... اس درخت کو علیق کہا جاتا ہے ..... آگ تیز سے تیز تر ہو رہی تھی ..... لیکن درخت جل نہیں رہا تھا ..... بلکہ اس کی سبزی اور حسن میں اضافہ ہو رہا تھا .....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے دیکھ رہے تھے ..... اور کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں ..... انہوں نے سمجھا کہ درخت جل رہا ہے ..... اور کسی آگ لگانے والے نے اسے آگ لگائی ہے ..... پس آپ نے دیکھا کہ درخت جل چکا ہے ..... لیکن اس کی شدت کی ہریالی اس کی پانی کی کثرت اور اس کے پتوں کی کثافت نے آگ کو مکمل جلنے سے روکا ہوا ہے .....

آپ نے اس پر یقین کر لیا ..... آپ کھڑے تھے ..... اس امید سے کہ اس درخت

سے کوئی چیز گرے گی تو اس کی چنگاری لے جائیں گے ..... جب زیادہ وقت گزر گیا تو آپ نے آگ کی طرف سبز گھاس کو قریب کیا ..... جو آپ کے ہاتھ میں تھی..... آپ اس آگ کا شعلہ حاصل کرنا چاہتے تھے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ عمل کیا تو آگ آپ کی طرف مائل ہوئی..... گویا وہ آپ کا ارادہ رکھتی تھی..... آپ پیچھے ہٹ گئے اور ڈر گئے..... پھر دوبارہ لوٹے تو اس کے اردگرد چکر لگایا..... آگ آپ کی طرف اور آپ آگ کی طرف مائل ہو رہے تھے..... وہ آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ معاملہ بڑا شدید گزرا اور بڑے متعجب ہوئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے متعلق غور و فکر کرنے لگے..... پھر فرمایا: اس آگ سے شعلہ لینا ممکن نہیں ہے..... لیکن اسے جلا نہیں رہی..... پھر اتنی بڑی آگ آنکھ جھپکنے کی دیر میں بجھ گئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا:

اس آگ کی کوئی شان ہے..... اور یہ طے کر لیا کہ یہ آگ مامورہ یا مصنوعہ ہے..... آپ کو اس آگ کا کوئی پتہ نہ چلا کہ اس کی حقیقت کیا ہے..... اس کو کون جلانے والا ہے..... اور اس کو کیوں جلایا گیا ہے؟.....

آپ حیران و ششدر کھڑے ہو گئے..... سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ لوٹ جائیں یا ٹھہرے رہیں..... اسی اثناء میں آپ نے اس درخت کی ٹہنیوں کو دیکھا تو وہ آسمان پر چھائی ہوئی سبزی سے بھی زیادہ سبز تھیں.....

آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ تاریکیوں پر چھا رہی ہے..... پھر وہ سبزی روشن ہوئی..... زرد اور سفید ہوئی.....

حتی کہ آسمان اور زمین کے درمیان ستون کی مانند پھیلنے والا نور بن گیا..... یہ پر نور سورج کے شعاع کی مثل تھا..... آنکھیں اس نور کو دیکھ نہیں سکتی تھیں..... جب آپ اس طرف دیکھتے تو کیفیت یہ ہوجاتی کہ قریب ہے کہ آنکھیں اچک لے..... اس وقت آپ کا خوف دہراس اور زیادہ ہوگیا..... آپ نے اپنی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ لیے.....اور زمین پر لیٹ گئے.....

آپ نے ایک آواز سنی..... لیکن آپ نے اس وقت ایسی آواز سنی..... جو سننے والے نہیں سنتے..... جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا خوف اور ڈر زیادہ ہوگیا تو درخت سے آواز آئی:

اے موسیٰ!

آپ نے جلدی سے جواب دیا..... لیکن آپ کو معلوم نہ تھا کہ کون بلا رہا ہے..... اور آپ کے جلدی جواب دینے کی وجہ انسان سے انس حاصل کرنا تھا..... آپ نے کئی بار کہا لبیک لبیک..... میں تیری آواز سن رہا ہوں..... اور تیری حس محسوس کر رہا ہوں..... لیکن تیرا مکان نہیں دیکھتا..... تو کہاں ہے؟.....

فرمایا باری ہوا:

میں تیرے اوپر..... تیرے ساتھ..... تیرے پیچھے.....اور تیرے نفس سے زیادہ قریب ہوں..... (حوالہ کتاب الزہد مصنف امام احمد)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو جان گئے کہ یہ شان تو میرے رب کو ہی زیبا ہیں..... آپ کو اس کا یقین ہوگیا..... آپ نے عرض کی یا الٰہی! تو واقعی اسی شان کے لائق ہے..... میں تیرا کلام سن رہا ہوں یا تیرے پیغام رساں کی.....

اے موسیٰ میرے قریب آجا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی تجھ سے کلام کر رہا ہوں..... تو میرے قریب آ جا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ عصا پر رکھے..... پھر اس پر سہارا لے کر سیدھے کھڑے ہو گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کپکپی طاری تھی..... اعضاء ادھر ادھر ہو رہے تھے..... اور پاؤں لڑکھڑا رہے تھے..... زبان بولنے سے رک گئی..... اور دل ٹوٹ رہا تھا..... کوئی ہڈی دوسری ہڈی کو برداشت نہیں کر رہی تھی..... آپ ایک مردہ شخص کی طرح تھے..... لیکن زندگی کے سانس جاری تھے..... پھر اسی کیفیت میں رینگتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اس درخت کے قریب کھڑے ہوئے..... جس سے آپ کو آواز دی گئی تھی.....

آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وما تلك بيمينك يموسى!﴾

اے موسیٰ! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے.....

تو عرض کی ﴿هِيَ عَصَايَ﴾

یہ میرا ڈنڈا ہے.....

فرمایا: اس کے ساتھ تو کیا کرتا ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں..... اور اپنی بکریوں کے لیے اس سے پتے جھاڑتا ہوں..... اور میرے لیے اس میں کئی اور فوائد بھی ہیں جنہیں تو جانتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کے فوائد:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کے فوائد یہ تھے کہ اس کی دو شاخیں تھیں..... اور ان شاخوں کے نیچے ایک کھونٹی سی بنی ہوئی تھی..... جب کوئی ٹہنی لمبی ہوتی تو آپ اس

کھونٹی کے ساتھ اسے جھکا لیتے..... اور جب آپ اس ٹہنی کو توڑنے کا ارادہ کرتے تو شاخوں کے ذریعے سے ٹیڑھا کر دیتے.....

آپ اس پر سہارا لیتے..... اور اس کے ساتھ بکریوں کے لیے پتے جھاڑتے..... کبھی اسے اپنے کندھے پر رکھتے..... اور اس کے ساتھ اپنی کمان اپنا ترکش..... اپنا لوٹا..... اپنا کیسہ اور اپنے کپڑے لٹکا لیتے..... سایہ لینے کی ضرورت ہوتی تو اس پر کپڑا ڈال کر سایہ حاصل کرتے.....

اور جب کبھی کنویں پر جاتے اور اس کی رسی چھوٹی ہوتی تو اسی کو ڈنڈے کے ساتھ باندھتے..... اسی طرح اس کے ساتھ اپنی بکریوں کا درندوں سے دفاع کرتے تھے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اسے زمین پر ڈال دے..... آپ نے اسے پھینک دیا تو اسی وقت وہ بہت بڑا سانپ بن گیا..... دیکھنے والوں نے اسے دیکھا..... اور یوں چلنے لگا گویا اسے کسی چیز کی تلاش ہے..... جسے وہ پکڑنا چاہتا ہے..... وہ اونٹ کی مانند چٹان کے پاس سے گزرتا تو اسے نگل لیتا.....

وہ اپنے دانت کسی بڑے درخت کے تنے میں مارتا تو اسے جڑوں سمیت اکھیڑ دیتا..... اس کی آنکھوں سے آگ نکلتی تھی..... اس کی نوک بالوں کی کلغی بن گئی..... جس طرح ٹوٹنے والے ستارے ہوتے ہیں..... اس کی دو شاخیں ایک وسیع کنویں کی طرح بن گئیں..... جن میں داڑھیں اور لمبے دانت تھے..... اس کے دانتوں کے پسنے کی آواز تھی..... (حوالہ کتاب الزہد)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو

﴿ولی مدبرا ولم یعقب﴾ (النمل:۱۰)

آپ پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل دئے..... اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا.....

آپ چلے گئے..... پھر غور سے دیکھا کہ سانپ سے وہ عاجز ہیں..... پھر اپنے رب

کو یاد کیا..... اور حیا کی کیفیت میں کھڑے ہو گئے.....

ارشاد ہوا:

اے موسیٰ! وہاں لوٹ جاؤ..... جہاں سے آئے تھے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر شدید خوف طاری تھا..... فرمایا:

اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ..... ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک قمیص تھی..... وہ آپ نے اپنے ہاتھ پر لپیٹ لی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک فرشتے نے کہا:

جناب! جس مصیبت سے آپ بچنا چاہتے ہیں..... اگر اللہ تعالیٰ اس کا حکم فرما دیں تو کیا یہ کپڑا تمہیں اس مصیبت سے بچا سکتا ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں.....

لیکن میں ضعیف اور کمزور ہوں..... اور میری تخلیق میں کمزوری رکھی گئی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کپڑا اتار دیا اور (خدا پر توکل کر کے) اپنا ہاتھ سانپ کے منہ پر رکھ دیا..... پھر آپ نے اس کی داڑھوں اور دانتوں کی آواز سنی..... جب آپ نے اسے پکڑا تو وہ پہلے کی طرح ڈنڈا بن گیا..... اور آپ کا ہاتھ اس جگہ پر تھا..... جہاں پر سہارا لینے کے وقت دونوں شاخوں کے درمیان رکھا کرتے تھے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قریب ہو جا..... آپ قریب ہوتے گئے.....

حتیٰ کہ آپ نے درخت کے تنے کے ساتھ اپنی پیٹھ باندھ دی..... آپ

44..... امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ﴿"فالقی عصاہ"﴾ کی تفسیر میں..... حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ عصاء مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا عصاء تھا..... جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف آئے تو ایک فرشتے نے وہ عصاء آپ کو دیا..... وہ رات کے وقت آپ کو روشنی مہیا کرتا تھا..... اور دن کے وقت آپ اسے ساتھ لے کر زمین میں گھومتے پھرتے..... اور اپنے لیے رزق تلاش کرتے..... اور اس کے ساتھ اپنے ریوڑ کو ہانکتے تھے.....

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "فاذاھی ثعبان مبین"
(تو فوراً وہ صاف اژدھا بن گیا) یعنی ایسا سانپ بن گیا..... قریب تھا کہ وہ آپ پر حملہ آور ہو جائے..... (حوالہ ابو الشیخ کی کتاب العظمہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کی خصوصیت:

مصنف حیات الحیوان علامہ دمیری ؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ائمہ کرام لکھتے ہیں کہ جس وقت سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے عرض کیا: ایما الاجلین الایت..... تو اسی وقت حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ فلاں گھر میں ایسا بہت سی لاٹھیاں رکھی ہوئی ہیں..... ان میں سے ایک لے لینا.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے..... اور وہ لاٹھی اٹھالی..... جس کو حضرت آدم علیہ السلام اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے..... پھر یہ عصاء تمام انبیاء کرام میں بطور وراثت کے چلا آرہا تھا..... یہاں تک کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے حصے میں آیا.....

کا سارا خوف وہراس ختم ہو گیا..... آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ڈنڈے پر رکھے..... اور سر اور گردن کو جھکا لیا.....

(حوالہ تفسیر طبری و در منثور)

اللہ اللہ اللہ

وہ درخت کون سا تھا

43..... امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا..... جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ لی تھی..... میں ایک دن اور ایک رات چلتا رہا..... یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پہنچا..... کیا دیکھتا ہوں وہ ببول کا درخت ہے..... سرسبز و شاداب ہے..... پتوں سے بھرا ہوا ہے..... میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر درود و سلام پڑھا..... اور اپنے اونٹ کو اس کی طرف مائل کیا..... جبکہ وہ بھوکا تھا..... اس نے منہ بھر کر اس سے خوراک لی..... منہ میں گھماتا رہا..... مگر اسے نگل نہ سکا..... پھر اسے باہر پھینک دیا..... میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر درود و سلام پڑھا..... پھر میں واپس آ گیا.....

(مستدرک وحاکم ۲/۴۳)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف بکالی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کے کنارے سے ندا کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: کون ہے جو ندا کر رہا ہے؟.....

فرمایا: میں تیرا عظمتوں والا رب ہوں.....

(حوالہ تفسیر در منثور)

عصاءِ موسیٰ رات کو روشن ہو جاتا تھا

حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اس لاٹھی کو گھر میں رکھ آؤ..... اس کے بجائے دوسری لاٹھی لے لینا.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر کے اندر داخل ہو کر وہی لاٹھی نکال لائے..... اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سات مرتبہ کیا..... شعیب علیہ السلام سمجھ گئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی نہ کوئی حیثیت ہے..... جب صبح ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ بکریوں کو چراگاہ پر چرالاؤ..... لیکن تم دائیں جانب جانا..... اگرچہ اس جانب میں گھاس وغیرہ نہیں ہے..... برخلاف بائیں جانب کے..... اس جانب ایک بہت بڑا اژدھا رہتا ہے..... جو بکریوں کو مار ڈالے گا.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریوں کو چراگاہ کی طرف لے گئے تو بکریاں بائیں جانب خود بخود جانے لگیں..... آپ ان کو روک نہیں سکے..... اور آزاد چرنے کے لیے چھوڑ دیے..... تھوڑی دیر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نیند آ گئی..... اتنے میں اژدھا نکل کھڑا ہوا..... لاٹھی نے اژدھا کا مقابلہ کیا..... یہاں تک کہ اژدھا مر گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام جس وقت بیدار ہوئے دیکھا کہ عصاء خون آلود ہے..... اور اژدھا مرا پڑا ہے..... آپ نے حضرت شعیب کو بتایا: چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام بہت خوش ہوئے فرمایا جو بھی بکریاں اس سال دو رنگ کی پیدا ہوں گی..... وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے لیے ہیں.....

چنانچہ تمام بکریاں دو رنگی پیدا ہوئیں..... ان تمام باتوں سے حضرت شعیب کو خوب معلوم ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدا کے یہاں ایک شان اور ایک حیثیت ہے..... اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کی

خدمت میں ۲۴ سال رہے..... یہاں تک کہ ۴۰ سال پورے کردیئے..... اس کے بعد اپنی اہلیہ کو لے کر چل دیئے..... (حوالہ حیات الحیوان ۱/۴۳۰)

عصاء موسیٰ کی من گھڑت باتیں:

علامہ دمیریؒ نے لکھا ہے کہ:

عصائے موسیٰ کے بارے میں بہت سے لوگوں نے لب کشائی کی ہے..... اور اس کے متعلق عجیب عجیب باتیں بیان کی ہیں..... بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ لکڑی رات کے وقت ایک روشن چراغ کی مانند چمکنے لگتی تھی..... اور جب آپ سوجاتے تو یہی لکڑی آپ کی ریوڑ وغیرہ کی دیکھ بال کرتی تھی.....

اور کبھی کبھی سایہ نہ ملنے پر آپ اس کو گاڑ دیتے تو وہ ایک خیمہ کی طرح آپ کے لیئے سایہ کرتی..... اور کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ لکڑی حضرت آدم علیہ السلام کی تھی..... جو وہ اپنے ساتھ جنت سے لائے تھے..... اور پھر یہ لکڑی بطور وراثت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مل گئی..... اور کچھ لوگوں نے اس لکڑی کا نام ''ماشا'' بیان کیا ہے..... اور یہ بھی کہا ہے کہ قیامت کے نزدیک یہ لکڑی ہی دابۃ الارض کی شکل میں نمودار ہوگی.....

(حوالہ حیات الحیوان)

عصاء موسیٰ کے معجزے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو عصاء ملا تھا..... اس میں ستر (۷۰) معجزے تھے..... مدائن کے جنگل میں ایک اژدھا رہتا تھا..... جو وہاں راستہ بھٹک کر آنکلنے والے جانوروں اور بکریوں کو کھا جاتا تھا.....

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس جنگل میں بکریاں لے جانے کی ممانعت کی تھی..... لیکن ایک دن وہ بکریاں اس سمت میں جانے لگیں..... آپ نے انہیں روکنے کی بہت کوشش کی..... لیکن وہ رکی نہیں..... لہٰذا آپ کو بھی بکریوں کے پیچھے جانا پڑا..... بکریاں وہیں چرنے لگیں.....

لہٰذا آپ نے وہاں اپنا عصاء کھڑا کر دیا..... اور اس پر کمبل ڈال کر آرام کرنے لگے..... اسی اثناء میں اژدھا نکل آیا..... اور بکریوں کا شکار کرنے کیلئے آگے بڑھا..... لیکن وہیں آپ کی لاٹھی سانپ بن گئی..... اور اس اژدھے کو نگل گئی.....

حضرت صفورا اپنی چھت سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں..... انہوں نے یہ واقعہ حضرت شعیب علیہ السلام کو کہہ سنایا.....

حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مرتبے سے واقف تھے..... اس لاٹھی پر آپ کو جو یقین تھا وہ علم الیقین تھا..... لیکن اب وہ عین الیقین میں تبدیل ہو گیا.....

اس عصا کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کی لمبائی دس گز کے برابر تھی..... اور یہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد تھا..... اس عصا کے نام کے بارے میں اختلافات پائے جاتے ہیں.....

ایک روایت میں اس کا نام کعفہ بتلایا گیا ہے.....

جبکہ دوسری روایت میں اسے غیاث کہا گیا ہے.....

کچھ نے اس کا نام زاہد کہا ہے.....

لیکن علمائے کرام کی اکثریت ''لفہ'' پر متفق ہے.....

قرآن کریم میں اس کے چار نام ہیں.....

(۱) عصا (۲) حیہ (۳) ثعبان (۴) جان

ایک روایت کے مطابق اس عصاء کے ستر (۷۰) معجزے تھے..... جن میں سے دو کا بیان واضح طور پر قرآن کریم میں موجود ہے.....

(۱) دریائے نیل کا دو حصوں میں تقسیم ہو جانا.....

(۲) پانی کا چشمہ رواں ہو جانا..... ان کے علاوہ اٹھارہ معجزات تفسیر کی کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں..... جو اس طرح ہیں.....

(۱) اس عصا کے دو حصے تھے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگل میں جاتے اور رات ہو جاتی تو دونوں حصوں میں سے سورج اور چاند کی روشنی کی طرح روشنی نکلتی..... (حاشیہ جلالین)

(۲) خواہش ہوتی تو ایک میں سے دودھ نکلتا..... اور دوسرے سے شہد.....

(۳) جب آپ کی بکریاں پیاسی ہوتیں تو آپ عصاء کو کنویں میں ڈال دیتے..... اس میں حسب ضرورت پانی آ جاتا.....

(۴) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک ستاتی تو عصاء کو زمین پر مارتے..... جس کے نتیجے میں زمین سے آپ کی خواہش کے مطابق کھانا برآمد ہو جاتا.....

(۵) جب کوئی میوہ کھانے کی خواہش ہوتی تو عصاء کو زمین میں گاڑ دیتے..... وہ عصاء ایک ہریالی ڈالی بن جاتی..... جس میں شاخیں پھوٹتیں..... اور پھل پھول لگ جاتے..... اور پھر جس قسم کا میوہ آپ چاہتے..... اس میں لگ جاتا..... اکثر بادام لگتے.....

(۶) دشمن سے مقابلے کے وقت لاٹھی کے دونوں سروں سے اژدھے برآمد ہوتے..... اور دشمن کے پیچھے بھاگتے..... جس سے دشمن بھاگ نکلتا.....

بہرحال بہت سی باتیں عصائے موسیٰ سے وابستہ ہیں..... لیکن یہ سب باتیں بنی اسرائیل کی من گھڑت معلوم ہوتی ہیں..... کیوں کہ کلام پاک میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ

نے دریافت کیا کہ موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟.....

اس کے جواب میں حضرت موسیٰ نے کہا کہ میرے ہاتھ میں میری لکڑی ہے.....
جس سے میں سہارے کا اور اپنی بکریوں کا چارہ وغیرہ جھاڑنے کا کام لیتا ہوں.....

یہاں پر اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ سے یہ پوچھنا کہ اے موسیٰ تمھارے
داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟..... لکڑی کا لکڑی ہونا جتا کر انہیں بخوبی بیدار
اور ہوشیار کرنا ہے)

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ موسیٰ اسے زمین پر ڈال دو.....

چنانچہ حضرت موسیٰ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لکڑی زمین پر ڈال دی..... زمین پر پڑتے ہی لکڑی ایک خوفناک اژدھے کی شکل میں تبدیل ہوگئی..... اس خطرناک اژدھے کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سہم گئے.....

اللہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اژدھے کو پکڑنے کا حکم:

علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوٰن میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ موسیٰ! ڈرو نہیں..... پکڑلو ہم ابھی اس کو اس کی اصلی حالت میں کردیں گے..... مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس قدر خوفزدہ تھے کہ پیٹھ موڑ کر زور سے بھاگے..... مگر پھر اللہ تعالیٰ کا ہمکلامی یاد آگئی تو شرما کر ٹھر گئے..... وہیں اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ موسیٰ واپس وہیں آجاؤ..... جہاں تھے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آئے..... لیکن بہت خوف زدہ تھے تو حکم ہوا کہ اپنے داہنے ہاتھ سے اسے پکڑلو..... ہم اسے اس کی اصلی حالت میں لوٹا دیں گے..... اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام صوف کا کمبل اوڑھے ہوئے تھے..... جسے ایک کانٹے سے لٹکا رکھا تھا..... آپ نے اس کمبل کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ کر اس خطرناک اژدھے کو پکڑنا چاہا تو فرشتہ نے کہا.....

موسیٰ! اگر اللہ تعالیٰ اسے کاٹنے کا حکم دے تو کیا تمہارا کمبل بچا سکتا ہے؟..... آپ نے جواباً کہا: ہرگز نہیں..... یہ حرکت مجھ سے بسبب ضعف ہوگئی ہے..... کیونکہ میں ضعیف اور کمزوری پیدا کیا گیا ہوں..... اب دلیری کے ساتھ کمبل ہٹا کر اس کے سر کو تھام لیا تو اسی وقت اژدھا لکڑی بن گیا..... یہاں پر (یعنی کلام پاک میں) اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ ﴿خذھا ولا تخف﴾ (پکڑلو اور ڈرو نہیں) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یعنی یہ واقعہ اس لکڑی کا پہلا معجزہ تھا.....

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا ''موسیٰ ڈرو نہیں'' اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے پہلے اس لکڑی سے کوئی بات وابستہ نہ تھی..... اور اگر کوئی بات اس لکڑی سے وابستہ ہوتی تو حضرت موسیٰ کو یقیناً معلوم ہوتی..... اور وہ آج اس لکڑی کے سانپ بن جانے پر اتنے خوفزدہ نہ ہوتے.....

کیونکہ انہیں معلوم ہوتا کہ یہ لکڑی تو پہلے بھی کئی بار اپنے کرشمے دکھا چکی ہے..... (جیسا کہ بنی اسرائیل کے افسانے ہیں) مگر حضرت موسیٰ کا ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ ڈرو نہیں..... ان سب افسانوں کی قلعی کھول دیتا ہے..... جو اس لکڑی سے ان لوگوں نے وابستہ کئے ہیں.....

حضرت موسیٰ کی لکنت ختم ہوگئی:

مصنف تفسیر طبری وقرطبی یہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کو تبلیغ کرنے کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ نے اپنے رب کے حضور فرعونیوں سے ڈرنے کا اظہار کیا کہ میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہوا ہے..... آپ کی زبان پر گرہ تھی جس کی وجہ سے آپ زیادہ کلام نہیں کر سکتے تھے..... آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون کی مدد کا سوال کیا تھا..... تاکہ وہ آپ کے لیے سہارا بن جائے..... اور زیادہ کلام کی جہاں

ضرورت ہو وہ کلام کرے..... اللہ تعالیٰ نے آپ کا سوال پورا فرما دیا..... آپ کی زبان کی گرہ کھل گئی..... اور حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف بھی وحی کی گئی..... اور انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا گیا.....

(حوالہ تفسیر طبری وقرطبی)

تبلیغ کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کی طرف روانگی

45..... حضرت موسیٰ علیہ السلام عشاء کی نماز کے وقت مصر پہنچے..... اپنے گھر گئے دروازہ بند تھا..... کنڈی کھٹکھٹائی.....

پوچھا: کون ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا "مہمان" گھر والوں نے تھوڑا سا کھانا ان کے سامنے رکھ دیا..... عمران کا انتقال ہو چکا تھا..... اتنے میں ہارون علیہ السلام بھی آ گئے..... انہوں نے آتے ہی پوچھا: یہ کون ہے؟.....

جواب دیا گیا کہ یہ مہمان ہے.....

اس کے بعد جب حضرت ہارون علیہ السلام نے قریب آ کر دیکھا تو چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے..... ماں اور بہن بھی آپ کو پہچان کر بے ہوش ہو گئیں..... بڑی دیر کے بعد آپ کو ہوش آیا تو ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے..... اور ایک دوسرے کی مزاج پرسی کی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ لوگوں کو مبارک ہو..... اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغمبری عطا فرمائی..... بے واسطہ کلام کیا.....

حضرت ہارون یہ سن کر اپنے بھائی کے پیر پکڑ کر مؤدب کھڑے ہو گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

بھائی اللہ تعالیٰ نے تمہیں بھی پیغمبری میں میرا شریک بنایا ہے..... تاکہ ہم دونوں فرعون کو عبادت الٰہی کی تبلیغ کریں.....

اللہ تعالیٰ نے مجھے دو معجزے بھی عطا فرما دیئے ہیں.....

اے موسیٰ فرعون سے کہو ہم سے صلح کرلے

46..... مفسرین نے لکھا ہے کہ اس کے بعد ایک روز خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ

اے موسیٰ! میری طرف سے فرعون سے کہو کہ کیا تم مجھ سے صلح کر لینے کی خواہش رکھتے ہو؟.....

اگر رکھتے ہو..... تو تم نے ساری عمر اپنے نفس کی پیروی میں گزار دی..... اب اگر ایک سال بھی تم ہماری مرضی پر چلو..... تو ہم تیری عمر بھر کے گناہ معاف فرما دیں گے..... اور اگر تم سے اس قدر نہ ہو سکے..... تو صرف ایک مہینہ ہی ہماری اطاعت کرو..... اگر یہ بھی نہ ہو سکے..... تو روز ہی سہی..... یہ بھی نہیں تو ایک سانس میں **لا الٰہ إلا اللہ** کہہ لو..... تو ہماری تمہاری صلح ہو جائے گی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ جب مصر کو لوٹ کر آئے تو اس وقت اونی چوغہ پہنے ہاتھ میں لاٹھی لیئے لاٹھی کے سرے میں کپڑا لٹکا ہوا (جس کے اندر کھانے پینے کا سامان تھا) اس

ہیئت سے مصر میں داخل ہوئے..... مصر میں آ کر اپنے گھر میں داخل ہوئے..... اور حضرت ہارون کو اطلاع دی کہ اللہ نے مجھے فرعون کے اور تمہارے پاس بھیجا ہے..... تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ ہم دونوں جا کر فرعون کو دعوت دیں..... یہ سن کر حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کی ماں آ گئی..... اور چیخ پڑی..... کہنے لگی فرعون تو تجھے قتل کرنے کے لئے تیری تلاش میں ہے..... اگر تم لوگ اس کے پاس جاؤ گے تو وہ تم کو مروا ڈالے گا.....

حضرت موسیٰ نے اس کی ایک نہ مانی..... اور رات کو دونوں فرعون کے دروازہ پر جا پہنچے..... اور دروازہ کھٹکھٹایا..... دربان ہکے بکے ہو گئے..... اور گھبرا کر انہوں نے پوچھا: دروازے پر کون ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر دربانوں کی گفتگو

47..... ایک روایت میں آیا ہے کہ دربانوں نے اوپر سے جھانک کر دیکھا اور پوچھا: تم دونوں کون ہو.....

حضرت موسیٰ نے فرمایا:

میں رب العالمین کا قاصد ہوں.....

فوراً دربان نے فرعون سے جا کر کہا:

ایک پاگل دروازے پر کھڑا کہہ رہا ہے..... میں رب العالمین کا قاصد ہوں.....

فرعون نے صبح تک یوں ہی چھوڑے رکھا..... صبح ہوئی تو دونوں کو طلب کیا..... ایک روایت میں آیا ہے کہ دونوں فرعون کی طرف گئے..... لیکن سال بھر تک فرعون نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی..... پھر دربان نے جا کر فرعون سے کہا: یہاں ایک

آدمی ہے..... جو کہہ رہا ہے کہ میں رب العالمین کا قاصد ہوں.....

فرعون نے کہا: اندر آنے دو..... ہم اس سے کچھ دل لگی ہی کریں گے..... دونوں فرعون کے پاس پہنچے..... اور اللہ کا پیام پہنچایا.....

فرعون حضرت موسیٰ کو پہچان گیا..... کیونکہ آپ نے اسی کے گھر میں پرورش پائی تھی.....

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے رب کے بارے میں سوال

48..... تفسیر مظہری تفسیر درمنثور میں لکھا ہے..... جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرعون کے دربار میں پہنچے تو فرعون نے پوچھا: حضرت موسیٰ علیہ السلام تم دونوں کا رب کون ہے؟.....

آپ نے وہی جواب دیا جس کا ذکر قرآن میں ہے.....

فرعون نے پوچھا: تم کیا چاہتے ہو؟.....

اس نے مقتول کا ذکر کیا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تو اللہ پر ایمان لائے..... اور میرے ساتھ بنی اسرائیل کو آزاد کردے..... اس نے یہ حکم ماننے سے انکار کردیا.....

اس نے کہا: اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو..... آپ نے اپنا عصاء زمین پر ڈال دیا..... وہ سانپ بن گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا..... اور تیزی سے فرعون کی طرف دوڑنے لگا..... فرعون نے دیکھا کہ سانپ اس طرف آرہا ہے..... تو وہ ڈر گیا اور اپنے پلنگ میں گھس گیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی کہ اس کو روک

لے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے روک لیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اللہ سے دونشانیاں پاکر فرعون کی جانب روانہ ہوئے.....اور جس وقت آپ فرعون کے محل میں پہنچے.....اس وقت فرعون سورہا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو جگایا.....اور فرمایا:

اے ملعون! چھوڑ دے تو اپنا دعویٰ چھوڑ دے! کبر کے شیشے کو ظالم توڑ دے!

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو دیکھا تو کہنے لگا:

تم وہی تو ہو جو میرے پاس پلے پوسے اور میرا ایک آدمی بھی قتل کر کے بھاگ گئے تھے.....اور آج مجھے تبلیغ کرنے آگئے.....ذرا ہوش سے اور سوچ سمجھ کر بات کرو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم خود ہوش میں آؤ..... خبردار! میری کوئی بے ادبی نہ ہونے پائے..... میں اللہ کا رسول ہوں..... اور اس کا پیغمبر بن کر تمہارے پاس آیا ہوں.....

فرعون نے کہا: واہ واہ! کیا خیال ہے..... تم اپنے متعلق کچھ بھی دعویٰ کرو..... میری نظر میں تو تم وہی ہو..... جو میرے پاس رہ چکے..... اور اگر کچھ ایسا ہی دعویٰ ہے تو کوئی نشانی ہو تو دکھلاؤ..... (حوالہ تفسیر مظہری و در منثور)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو دعوت اسلام کی پیشکش

49..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا کہ تو میری ایک بات مان لے..... اور اسکے عوض مجھ سے ۴ نعمتیں لے لیں..... اس پر اس نے کہا: وہ ایک

بات کیا ہے.....

آپ نے فرمایا: تو علی الاعلان اس بات کا اقرار کرلے کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں..... وہ بلندی پر افلاک اور ستاروں اور پستی میں انسانوں شیاطین جنات اور جانوروں کا پیدا کرنے والا ہے..... نیز پہاڑوں..... دریاؤں..... اور جنگلوں اور بیابانوں کا بھی خالق ہے..... اس کی سلطنت غیر محدود ہے..... اور وہ بے نظیر و بے مثل ہے..... اور وہ ہر شخص و ہر مکان کا نگہبان ہے..... اور عالم میں ہر جاندار کو رزق دینے والا ہے..... آسمانوں اور زمینوں کا محافظ ہے..... نباتات میں پھل و پھول پیدا کرنیوالا اور بندوں کے دلوں کی باتوں پر مطلع ہے..... سرکشوں پر حاکم اور انکی سرکوبی کرنے والا ہے..... وہ ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے..... حکم اسی کا ہے اور وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے..... کوئی اس کی مزاحمت نہیں کرسکتا.....

یہ سب سُن کر فرعون نے کہا: اچھا اس کے عوض میں وہ چار چیزیں کیا ہیں..... جو آپ ہم کو دیں گے..... تا کہ شاید ان عمدہ عمدہ وعدوں کے سبب میرے کفر کا شکنجہ ڈھیلا ہو جاوے..... اور میرے اسلام سے سیکڑوں کے کفر کا قفل ٹوٹ جاوے..... اور وہ مشرف باسلام ہوں..... اور آپ کی ان باتوں سے میری زمین شور میں سبزۂ معرفت حق سبحانہٗ پیدا ہو جاوے.....

اے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) جلد اپنے وعدوں کو بیان کرو..... ممکن ہے کہ میری ہدایت کا دروازہ کھل جاوے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو ۴ نعمتوں کی خوشخبری دینا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے فرعون کو چار چیزوں کا انعام سنانا شروع کیا..... اور فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرلے تو پہلی نعمت تجھے یہ ملے گی کہ

(۱) تو ہمیشہ تندرست رہے گا..... اور کبھی بیمار نہ ہوگا..... اور تو موت کا خواہاں ہوگا..... یعنی اپنے خانۂ تن میں تعلق مع اللہ کا ایسا خزانہ دیکھے گا.....

جس کے ملنے کی توقع میں تو اپنی تمام خواہشات نفسانیہ کو مرضیات الٰہیہ کے تابع کرنے کے لئے مجاہدات میں جان تک دینے کو تیار ہوگا..... جس طرح کسی کے گھر میں خزانہ دفن ہوتو اس خزانۂ مدفونہ کی خاطر خوشی خوشی اپنے گھر کی ویرانی کو تیار ہوجاتا ہے.....

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے عاشقین اپنی خواہشات کے گھر کو رضائے مولیٰ اور تعلق مع اللہ کی دولت کے لئے خوشی خوشی ڈھادینے کو تیار ہوجاتے ہیں..... مگر پھر جو دولت ملتی ہے..... وہ رشک ہفت اقلیم ہوتی ہے..... خواہشات کے ابر کو پھاڑنے کے بعد ہی ماہتاب حقیقی کا نور تاباں مست کردیتا ہے.....

(۲) اے فرعون! جس طرح ایک کیڑے کو ہرا پتہ اپنے اندر مشغول کرکے انگور سے محروم کرتا ہے..... اسی طرح یہ دنیائے حقیر تجھے اپنے اندر مشغول کرکے مولائے حقیقی سے محروم گئے ہوئے ہے..... آدمی کیڑے کی طرح لذائذ جسمانیہ میں مصروف ہوتا ہے..... لیکن جب حق تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوجاتا ہے..... تو وہ متنبہ ہوکر ان کو چھوڑ دیتا ہے..... اور مشغول بحق ہوجاتا ہے..... جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکے رگ و ریشہ میں ذکر حق سما جاتا ہے..... اور وہ متخلق باخلاق اللہ ہوجاتا ہے.....

(۳) تیسری نعمت تجھے یہ ملے گی کہ ابھی تو ایک ملک تجھے عطا ہے..... اور اسلام کے بعد تجھے دو ملک عطا ہوں گے..... یہ ملک تو تجھے خدائے تعالیٰ کے ساتھ بغاوت کرنے کی حالت میں عطا ہے..... تو پھر اطاعت کی حالت میں کیا کچھ عطا ہوگا..... جسکے فضل نے تجھے تیرے ظلم کی حالت میں اس قدر دیا ہے تو اس کی عنایت و وفا کی حالت میں کس درجہ ہوگی.....

(۴) اور چوتھی نعمت یہ ملے گی کہ تو جوان رہے گا..... اور تیرے بال ہمیشہ کالے رہیں گے..... اور یہ نعمتیں یعنی جوانی اور بالوں کا ہمیشہ کالا رہنا وغیرہ ہمارے نزدیک بہت حقیر نعمتیں ہیں..... مگر میرا پالا ایک نادان بچے سے ہے..... اور بچوں کو یہی وعدہ پسند آتا ہے..... اگر تو مکتب جاوے گا تو تجھے اخروٹ دوں گا..... حالانکہ علم کی نعمت کے سامنے ایک اخروٹ کی کیا حیثیت ہے.....

فرعون کا اسلام کے لئے آسیہ سے مشورہ

ان وعدوں کو سن کر فرعون کا دل کچھ کچھ اسلام کی طرف مائل ہوا..... اور اس نے کہا: اچھا میں اپنی اہلیہ سے مشورہ کرلوں..... اس کے بعد وہ گھر گیا..... اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا.....

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو مشورہ دیا..... وہ عجیب وغریب ہے..... اور مولانا رومؒ نے کس پیارے انداز سے اسے بیان فرمایا ہے..... (حوالہ معارف مثنوی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شیروں پر حکومت

50..... کتاب الزہد میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس اس شہر میں گئے..... جس کے اردگرد اس نے جنگل میں شیر باندھ رکھے تھے..... اور ان شیروں کی کیفیت یہ تھی کہ وہ جس پر چھوڑے جاتے..... اسے کھا جاتے..... اور شہر کے اس جنگل میں چار دروازے تھے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بڑے راستہ سے فرعون کے پاس گئے..... جو فرعون نے دیکھا ہوا تھا..... جب شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ لومڑیوں کی طرح چیخنے لگے..... جو منتظم تھے..... وہ سب یہ عجیب کیفیت دیکھ کر بھاگ گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام دربار فرعون میں

51..... حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف متوجہ ہوئے..... حتی کہ اس دروازہ پر پہنچ گئے..... جس میں فرعون تھا..... آپ نے اپنے عصاء سے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا..... آپ نے اون کا جبہ اور شلوار پہنی ہوئی تھی..... جب دربار کے نگران نے آپ کو دیکھا تو اسے آپ کی جرأت سے بہت تعجب ہوا..... اس نے آپ کو اندر جانے کی اجازت نہ دی.....

اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: تجھے معلوم ہے کہ تو کس کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے؟..... تو اپنے سردار کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تو میں اور فرعون سب میرے رب کے غلام ہیں..... میں اس کا مددگار رہوں..... اس نگران نے دوسرے نگرانوں اور چوکیداروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتایا..... سب کو یہ خبر پہنچ گئی..... اور فرعون سے پہلے ستر نگران تھے..... اور ان میں سے ہر نگران کے تحت حسب ضرورت لشکر تھا..... حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر فرعون تک پہنچ گئی.....

فرعون نے کہا: اسے میرے پاس لے آؤ..... جب آپ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا: کیا تو مجھے جانتا ہے؟.....

آپ نے فرمایا: ہاں.....

فرعون نے کہا: ﴿الم نربک فینا ولیدا﴾ (الشعراء: ۱۸)

''کیا ہم نے اپنے پاس بچپن میں تمہیں پالا نہ تھا''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دو بدو جواب دیئے.....

فرعون نے کہا: اسے پکڑ لو..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے اپنا عصاء

مبارک پھینکا..... تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا..... اس نے لوگوں پر حملہ کر دیا..... لوگ اس سے شکست کھا گئے..... پندرہ ہزار بندے مر گئے..... بعض نے بعض کو مار ڈالا..... فرعون شکست خوردہ ہو کر کھڑا تھا..... حتیٰ کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا..... اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر دو..... ہم اس کا انتظار کریں گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا..... مجھے تو تجھ سے مقابلہ کرنے کو کہا گیا ہے..... اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا تو میں تجھ پر داخل ہو جاؤں گا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی

کہ اپنے اور اس کے درمیان میعاد مقرر کر دو..... اور اسے کہو کہ وہ خود میعاد مقرر کرے.....

فرعون نے کہا: میں چالیس دن تک میعاد مقرر کرتا ہوں..... اس نے ایسا کر دیا.....

فرعون کے دل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہیبت

52..... حضرت وہبؒ فرماتے ہیں..... ڈر کی وجہ سے فرعون کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ پہلے چالیس دنوں میں ایک مرتبہ بیت الخلاء میں آتا تھا..... اب جب کہ ہر روز چالیس مرتبہ آتا تھا..... فرماتے ہیں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر تشریف لائے..... جب آپ شیروں کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کے سامنے دم دبا کر جھک گئے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الوداع کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلے..... اور انہوں نے آپ پر کوئی حملہ نہ کیا..... اور نہ کسی اور اسرائیل پر حملہ کیا.....

(کتاب الزہد بحوالہ تفسیر در منثور ۴:۱۱۰)

فرعون کے سامنے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دلائل

53..... فرعون اپنے سوا کسی کو معبود نہ سمجھتا تھا؟..... طنز کے طور پر کہا: یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجے گئے..... یعنی یہ خود جو رسول ہونے کا دعویٰ کررہے ہیں..... یہ عقل سے دور ہیں..... کیونکہ فرعون اس شخص کو عقل سے دور سمجھتا تھا..... جو اسے معبود نہ مانتا تھا.....

حقیقت یہ ہے کہ ایسی گفتگو انسان اس وقت کرتا ہے..... جب دلائل سے عاجز آجائے..... لیکن نبی کی عظمت کو دیکھیے! آپ علیہ السلام اپنے دلائل پھر بھی جاری رکھے ہوئے ہیں..... وہ آپ کو مجنون..... دیوانہ کہہ رہا ہے..... لیکن آپ رب تعالیٰ کی ربوبیت کو اپنے دلائل سے بیان فرمارہے ہیں.....

آپ علیہ السلام نے فرمایا:

قال رب المشرق والمغرب ومابینهماان کنتم تعقلون (پ۱۹سورت شعراء،۲۸)

وہ تو مشرق ومغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے..... ان کا رب تعالیٰ ہے..... اگر تمہیں عقل ہو......

مشرق سے سورج کو ہر روز طلوع کرنا..... مغرب میں غروب کرنا اور سال میں ہر موسم..... ہر بہار کا اپنے وقت پہ آنا..... بارشیں برسانا..... ہواؤں کا چلانا..... یہ سب کچھ اس کے نظامِ قدرت میں ہے..... کاش کہ تمہیں بھی کچھ سمجھ آجائے.....

فرعون اور دعویٰ رب العٰلمین

54..... فرعون نے کہا: اور یہ رب العالمین کون ہے (جس کا تم اپنے آپ کو رسول بتاتے ہو) فرعون کا یہ متکبرانہ بول سن کر زمین و آسمان لرز اٹھے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے ان کا اگر تم یقین کرو..... مگر تم سے اس کی توقع نہیں..... اس لئے کہ تمہاری عقل ماری گئی ہے.....

فرعون نے ان لوگوں سے کہا: کیا تم حضرت موسیٰ کی باتیں نہیں سن رہے..... جو اس کے اردگرد بیٹھے تھے..... کیسی نہ سمجھ میں آنے والی باتیں ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تمہارا پروردگار اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار فرعون نے اپنے مصاحبوں سے کہا: یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے..... ضرور دیوانہ ہے جو ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے.....

حضرت موسیٰ نے کہا: مشرق اور مغرب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے..... ان کا پروردگار اللہ ہے..... اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو.....

فرعون نے کہا: اگر تو نے میرے سوا کسی اور کو خدا مانا تو میں تجھے ضرور قید میں ڈال دوں گا.....

فرعون یوں تو خدا کو کائنات کا خالق کہتا تھا..... مگر دوسرے مدعیان الوہیت کی طرح وہ خدا کو اہم کاموں کا ذمہ دار سمجھتا تھا..... خود اپنے آپ کو بھی حکومت اور انتظام میں اس کا شریک جانتا تھا..... اور اس لئے خود کو مظہر خدا سمجھتا تھا.....

اسی زمانہ میں نہیں آج کل بھی..... بعض فرقوں کے سربراہ اپنی عظمت جتانے کے لئے خود کو مظہر خدا بتاتے ہیں..... اور خدا کی انتظامی قوتوں میں اپنے آپ کو شریک بتاتے ہیں..... اگرچہ وہ اپنے دل میں سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ دعویٰ بے اصل ہے.....

میں نے اخبار میں پڑھا کہ آغا خان نے غالباً یورپ کے کسی ملک میں اپنے پیروؤں کی کانفرس منعقد کی..... اور اس میں اپنی پیرانہ سال کا ذکر کر کے اپنے مریدوں سے صحت و طاقت کی دعاء کی استدعاء کی..... اس پر ان کا ایک کروڑ پتی مرید عاجزی کے

ساتھ سر جھکا کر بولا.....

اے ہمارے خدا تو ہمارا کیوں امتحان لیتا ہے..... تو تو ہم سب کو صحت اور قوت اور دولت عطا کرتا ہے..... پھر تجھے اس کی حاجت کیا؟..... (آغا خان اس پر خاموش ہو گیا)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قید کرنے کی فرعونی دھمکی

55..... "قال لئن اتخذت الها غيری لا جعلنك من المسجونين" (پ۱۹ سورت شعراء ۲۹)

فرعون نے کہا: اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں ضرور تمہیں قید کروں گا.....

فرعون کی قید قتل سے بھی بدتر تھی..... اس کا جیل خانہ تنگ و تاریک عمیق (گہرا) گڑھا تھا..... اس میں اکیلا ڈال دیتا تھا..... نہ وہاں کوئی آواز سنائی دیتی..... نہ کچھ نظر آتا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں معجزات لیکر آیا ہوں:

﴿"قال او لو جئتك بشیء مبين"﴾ (پ۱۹ سورت شعراء ۳۰)

کہا: میں اگرچہ تمہارے پاس کوئی روشن چیز لاؤں؟.....

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے معجزات عطا فرمائے ہیں..... جو میری نبوت پر دلالت کررہے ہیں..... کیا تو میری حقانیت کے ظاہر ہونے پر بھی مجھے قید خانہ میں بھیجے گا؟.....

"قال فات بها ان كنت من الصادقين . فالقى عصاه فا ذا هي ثعبان مبين . ونزع يده فاذا هي بيضاء للنظرين" (پ۱۹ سورت شعراء ۳۱، ۳۳)

فرعون نے کہا: تو لاؤ اگر سچے ہو تو..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء ڈال دیا..... جبھی وہ صریح (ظاہر) اژدھا بن گیا..... اور اپنا ہاتھ نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا.....

پہلا معجزہ: فرعون عصاءِ موسیٰ کا معجزہ دیکھ کر ڈر گیا

56..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا عصاء زمین پر ڈالا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا..... رنگ اس کا زرد تھا..... اس کے جسم پر بال تھے..... منہ کھولا ہوا تھا..... اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان اسی ذراع (ایک سو بیس فٹ) کا فاصلہ تھا..... وہ اپنی دم پر کھڑا ہو گیا..... اور ایک میل تک بلند ہو گیا..... اس نے اپنا نیچے والا جبڑا زمین پر رکھا..... اور اوپر والا فرعون کے محل کی دیواروں پر..... فرعون کی طرف متوجہ ہوا..... تاکہ اسے پکڑے..... فرعون نے تخت سے نیچے چھلانگ لگائی..... اور اس کی ہوا خارج ہونے لگی.....

فرعون کا پیٹ جاری ہو گیا..... بعض روایات میں ہے کہ اس کی چار سو مرتبہ اس دن ہوا نکلی..... اور مرتے دم تک اسی وجہ سے پیٹ کی بیماری میں مبتلا رہا..... اسی حال میں غرق ہو گیا.....

بھگدڑ میں ۲۵ ہزار کافر مر گئے..... جب اژدھا نے لوگوں کی طرف رخ کیا تو لوگ ڈر کے مارے ادھر ادھر بھاگنا شروع ہوئے..... اس بھگدڑ کی وجہ سے پچیس ہزار آدمی ایک دوسرے پر گر کر مر گئے..... فرعون نے چلانا شروع کیا اور کہنے لگا:

اے موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑ وں..... میں تم پر ایمان لے آؤں گا..... اور بنی

اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب پکڑا تو وہ پھر اپنے حال پر لوٹ آیا..... یعنی عصاء بن گیا..... (روح المعانی ج ۵ حصہ دوم ص ۲۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دوسرا

معجزہ روشن چمکدار ہاتھ

57..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنا ایک معجزہ دکھا دیا تو فرعون نے کہا: کیا اور بھی تم کوئی نشانی لائے ہو..... تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں آپ نے اپنے ہاتھ کو بغل میں لے کر باہر نکالا..... تو وہ سورج کی شعاعوں کی طرح چمکنے لگا.....

"ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للنظرین"

اور اپنا ہاتھ جب نکالا تو جبھی وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں جگمگانے لگا...

(پ۱۹ سورت شعراء ۳۳)

"قال للملا حولہ ان ھذا لسا حر علیم"

فرعون نے اپنے گرد بیٹھے ہوئے سرداروں سے کہا کہ بے شک یہ دانہ جادوگر ہیں..... (پ۱۹ سورت شعراء ۳۴)

فرعون نے جب اپنے گرد بیٹھے ہوئے سرداروں کو کہا کہ یہ دو جادوگر ہیں..... تو انہوں نے بھی فرعون کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے بطور مشاورت کے کہا: ہاں! ایسا ہی ہے..... (حوالہ تذکرہ الانبیاء)

عصاء موسیٰ کی ۳ صفات:

علامہ دمیریؒ نے لکھا ہے بعض مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عصائے موسیٰ کو تین وصف عطا کئے تھے.....

(۱) حیۃ (۲) جان (۳) ثعبان

وہ عصاء دشمنوں کے لئے حیۃ (سانپ) تھا..... اور موٹا ہونے کے اعتبار سے ثعبان (اژدہا) تھا..... اور حرکت ورفتار کے اعتبار سے جان (ہلکا پھلکا سانپ) تھا.....

امام فرقد السنجیؒ کہتے ہیں کہ اس سانپ کے دونوں جبڑوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ تھا..... اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر ڈالی تو وہ زرد اور سرخ رنگ کا سانپ بن گیا..... جس کا منہ کھلا ہوا تھا..... اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان کا فاصلہ اسی گز تھا..... اور یہ تقریباً زمین سے ایک میل دور اپنی دم کے سہارے کھڑا تھا..... جس کا نیچے والا ہونٹ زمین پر پڑا تھا..... اور اوپر والا فرعون کے محل کی دیوار پر تھا.....

''حیوۃ الحیوان'' کے مصنف فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء زمین پر ڈال دیا..... اور وہ فوراً اژدہا بن گیا تو اس نے لوگوں پر حملہ شروع کر دیا..... بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ اس نے فرعون پر بھی حملہ کر دیا..... جس کے بناء پر وہ تخت شاہی سے اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا..... (حوالہ حیات الحیوان)

بہر حال جب اس نے لوگوں پر حملہ شروع کر دیا تو لوگ بری طرح گھبرا گئے..... چیخنے اور چلانے لگے..... جن میں سے تقریباً پندرہ ہزار تو اس کی دہشت کی وجہ سے وہیں مر گئے.....

فرعون کے محل سے زیادہ چوڑے منہ والا اژدھا:

عصاءِ موسیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے مصنف تفسیر طبری نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء مبارک ڈال دیا..... تو وہ اژدھا بن گیا..... ایسا کہ اس کے دو جبڑوں کے درمیان محل کی چھت اور زمین کے درمیان کی ہر شے سما سکتی تھی..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اپنے گریبان میں داخل کیا..... اور جب اسے نکالا تو بجلی کی مثل اس طرح چمکنے لگا کہ آنکھیں چمک اٹھیں..... پس وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصاء کو پکڑ لیا..... پھر تشریف لے گئے..... اور وہاں سے سب لوگ بھاگ گئے..... (ملخصاً تفسیر طبری)

روم کے بادشاہ کا معاویہؓ سے

عصاءِ موسیٰ کے بارے میں سوال

58..... علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت منہال رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عصاءِ موسیٰ کا سانپ آسمان کی جانب ایک میل تک بلند ہو گیا..... اور وہ فرعون کی طرف آیا.....

وہ کہنے لگا: اے حضرت موسیٰ! جو چاہو مجھے حکم دو.....

اور فرعون کہنے لگا: اے موسیٰ! میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے..... راوی کا قول ہے کہ اس نے آپ کے پیٹ کو پکڑ لیا.....

امام ابوالعباس محمد بن اسحاق سراج رحمہ اللہ نے اپنی ''تاریخ'' میں اور ابن

عبدالبر نے ''تمہید'' میں یوسف بن مہران کے واسطہ سے حضرت ابن عباس نے روایت نقل کی ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت معاویہ کی طرف خط لکھا..... جس میں یہ پوچھا کہ بہترین کلام کون سی ہے؟.....

پھر دوسری..... تیسری..... چوتھی درجہ والی کلام کون سی ہے؟.....

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز مخلوق کون سی ہے.....

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز بندی کون سی ہے؟..... مخلوقات میں وہ چار چیزیں جو رحم میں نہیں سوئیں..... وہ قبر جو اپنے ساتھی کو لے کر چلی..... مجرہ قوس اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا: جس پر سورج طلوع ہوا نہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا..... اور نہ اس کے بعد.....

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ خط پڑھا تو کہا: اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے..... مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کیا ہے؟..... ان سے عرض کی گئی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھو..... اور ان سے دریافت کرو.....

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ سوال پوچھنے کے لئے خط لکھا..... حضرت ابن عباس نے انہیں یہ جوابات لکھے.....

سب سے افضل کلام لا الہ الا اللہ ہے..... یہ کلمہ اخلاص ہے..... اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا..... اس کے بعد سبحان اللہ وبحمدہ ہے..... یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے محبوب کلام ہے.....

اس کے بعد الحمد اللہ ہے..... یہ کلمہ شکر ہے..... اس کے بعد اللہ اکبر ہے..... یہ نماز..... رکوع..... اور سجود کو شروع کرنے کا ذریعہ ہے.....

اللہ تعالیٰ کے بارگاہ میں سب سے معزز مخلوق حضرت آدم علیہ السلام ہیں..... اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں میں سے سب سے معزز حضرت مریم ہیں..... وہ چار افراد جو رحم میں

نہیں سوئے.....

(۱) حضرت آدم علیہ السلام.....

(۲) حضرت حواء.....

(۳) وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ فدیہ دیا گیا.....

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء جسے آپ نے پھینکا تو وہ سانپ بن گیا.....

وہ قبر جو صاحب قبر کو لے کر چلتی رہی.....

وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا..... ''مجرہ'' سے مراد آسمان کا دروازہ ہے..... ''قوس'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لئے امان ہے..... وہ مکان جس میں سورج طلوع ہوا..... جہاں سے نہ اس سے پہلے طلوع ہوا تھا..... اور نہ اس کے بعد وہ وہ مکان ہے..... جہاں سے بنی اسرائیل کے لئے سمندر پھٹ گیا تھا..... (حوالہ تفسیر درمنثور)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط سنایا گیا تو آپ نے اسے روم کے بادشاہ کی طرف بھیج دیا.....

روم کے بادشاہ نے کہا: مجھے علم تھا کہ معاویہ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا..... نبوت کے خاندان کا فرد ہی ان کا صحیح جواب دے سکتا ہے.....

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے..... ان پر اون کا جبہ تھا..... ان کے ساتھ عصاء بھی تھا..... فرعون ہنسا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء پھینکا تو وہ فرعون کی طرف چل پڑا..... گویا وہ بختی اونٹ ہے..... جس میں نیزے جیسی چیزیں جھوم رہی ہیں..... فرعون پیچھے ہٹنے لگا..... جبکہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا.....

فرعون نے کہا: اسے پکڑلو..... میں اسلام قبول کرتا ہوں..... وہ عصاء پہلے کی طرح ہو گیا..... اور فرعون دوبارہ کافر بن گیا..... (حوالہ تفسیر طبری)

دربار فرعون میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا

59..... دربار فرعون میں موسیٰ کی دعا امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل فرعون کے خوف سے بھرا ہوا تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو دیکھتے تو یوں دعا کرتے.....

''اللھم ادرابک فی نحرہ واعوذبک من شرہ''

اے اللہ! اس کے قتل کرنے سے تیری مدد لیتا ہوں..... اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں جو خوف تھا..... اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے دل کو خالی کر دیا..... اسے فرعون کے دل میں رکھ دیا..... جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تو یوں پیشاب کرتا جیسے گدھا پیشاب کرتا ہے.....

(حوالہ تفسیر طبری و در منثور)

دربار فرعون میں دوسری دعا:

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے سامنے آئے تو آپ کی دعا اور غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور ہر مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے.....

''کنت وتکون وانت حی لاتموت، تنام [illegible] وتکلا [illegible]

وانت حی قیوم، لا تا خذک سنۃ ولا نوم، یا حی [illegible]

تو ہمیشہ سے ہے..... تو ہمیشہ سے رہے گا..... تو زندہ ہے..... تجھے موت نہیں

آ ئیگی..... آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں..... تو حی یا قیوم ہے..... تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی..... یا حی یا قیوم..... (حوالہ اسماء الصفات مصنف امام بیہقی)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایات فرمایا ہے:

فرماتے ہیں..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے طرف بھیجا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے رب! میں اسے کیا کہوں؟.....

فرمایا: تم کہو..... اھیا شر اھیا..... اعمش اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں الحی قبل کل شیء، والحی بعد کل شیء..... یعنی ہر چیز سے پہلے زندہ اور ہر چیز کے بعد زندہ.....

اے موسیٰ! فرعون کا لباس تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالدے

60..... امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں..... جب اللہ تعالیٰ نےحضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا:

اس کا لباس تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے جو میں نے اسے پہنایا ہے.....
کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے..... وہ میرے اذن کے بغیر نہ بولتا ہے..... نہ حرکت کرتا ہے..... اور اس کے پاس جو دنیا کی زیب و زینت ہے وہ بھی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے.....

اگر میں چاہتا تو تمہیں دنیا کی ایسی زیبائش سے آراستہ کرتا کہ فرعون جان لیتا کہ وہ بھی ایسا کرنے پر قادر ہے..... یہ مجھ پر کوئی مشکل نہیں ہے..... لیکن میں نے تمہیں

عزت وکرامت کا لباس پہنایا ہے..... تاکہ دنیا تمہارا مقام مرتبہ کم نہ کر سکے..... میں دنیا کو اپنے اولیاء سے دور رکھتا ہوں..... جس طرح چرواہا اپنے اونٹوں کو ہلاکت میں بیٹھنے کی جگہ سے جدا رکھتا ہے..... اور جان لو کہ جو میرے کسی ولی کو خوف زدہ کرتا ہے.....وہ مجھے مبازرت جنگ دیتا ہے..... میں قیامت کے روز اپنے اولیاء کا بدلہ لینے والا ہوں..... (حوالہ کتاب الدر منثور)

فرعون کے محل میں لکھی ہوئی تحریر رحمت

61..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے طرف بھیجا تو اس کی سرکشی وبغاوت میں مزید اضافہ ہو گیا..... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میرے کلیم! آپ تو اس کے کفر کو دیکھتے ہیں..... مگر میں اس کے محل کے دروازے کی تحریر دیکھ رہا ہوں..... جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں نے لکھوایا ہے.....

''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' اسی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے اس محل کی ''مقام کریم'' کے ساتھ صفت فرمائی.....

امام رازی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں..... فرعون نے خدائی دعویٰ اگلنے سے قبل از خود اپنے محل کے دروازہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کندہ کروایا تھا..... (واللہ تعالیٰ اعلم)

بری صحبت اور دوستی کا نتیجہ

62..... حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ علیہ کا فرمان ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون سے کہا: تم ایمان لے آؤ..... اور حکومت تیری ہی رہے

گی..... تو اس نے کہا: میں ہامان سے مشورہ کرلوں..... اس نے ہامان سے مشورہ کیا..... تو ہامان کہنے لگا: ایک تو تم رب بنے بیٹھے تھے..... لوگ تیری عبادت کرتے تھے..... اور اب بندہ بنے گا کہ تو عبادت کرے.....

چنانچہ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نفرت ہوئی..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابعداری (مسلمان) سے نفرت ہوئی..... اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کردیا.....

فرعون کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مہلت طلب کرنا

63..... قصہ مختصر یہ کہ جب فرعون نے عصاء موسیٰ کے کرشمہ کو دیکھا تو وہ ڈر کر اپنے محل میں بھاگ گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فرعون! اگر تو گھر سے نکلے نہ..... تو میں اپنے عصاء کو وہیں تیرے پاس پہنچ جانے کا حکم دوں گا..... یہ سن کر فرعون بولا: اے موسیٰ! مجھے تھوڑی سی مہلت ملنی چاہیئے..... اور اس قدر جلد ہلاک کرنا نامناسب ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے کلیم! اسے مہلت دیدو..... کیونکہ میں حلیم ہوں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے چالیس روز تک کی مہلت دیدی.....

فرعون کا جادوگروں سے مشورہ

64..... مگر متکبر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دی ہوئی مہلت سے

فائدہ اٹھانے کے بجائے جادوگروں کو جمع کرنا شروع کردیا..... فرعون نے اپنے حواریوں سے مشورہ کیا..... انہوں نے کہا یہ دونوں جادوگر ہیں..... اور تمہیں اپنے جادو کے ذریعے تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں..... اور (یہ چاہتے ہیں کہ) تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو مٹادیں..... یعنی یہ ہمارے ملک کو ختم کرنا چاہتے ہیں..... پس انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مطالبہ ماننے سے انکار کردیا.....

سب نے کہا کہ: ان کے مقابلہ کے لئے جادوگروں کو جمع کرو..... کیونکہ جادوگر ہمارے ملک میں کثیر ہیں..... حتی کہ وہ اپنے جادو سے ان کے جادو پر غلبہ پالیں..... فرعون نے شہروں میں اپنے ہرکارے بھیج دیئے..... ہر جادوگر عالم کو جمع کیا گیا..... جب وہ فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: یہ جادوگر کیا عمل کرتا ہے.....

انہوں نے کہا: وہ سانپوں اور رسوں کا عمل کرتا ہے.....

جادوگروں نے کہا:

اللہ کی قسم..... ہمارے ملک میں کوئی [illegible] نہیں ہے..... جو سانپوں اور رسیوں کا ایسا عمل کرسکے جو ہم کرتے ہیں..... اگر ہم غالب آگئے تو ہمارا اجر ومعاوضہ کیا ہوگا؟.....

فرعون نے کہا: تم میرے قریبی اور خواص لوگوں میں سے ہوگے..... میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گا..... پس جشن کا دن متعین کرو..... اور یہ خیال رہے کہ سارے لوگ چاشت کے وقت جمع ہوجائیں.....

حضرت سعیدؒ نے کہا: مجھے حضرت ابن عباسؓ نے بتایا کہ جشن کا دن جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر اور جادوگروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا..... وہ عاشوراء کا دن تھا..... پس جب ایک میدان میں سب جمع ہوگئے تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم بھی وہاں چلیں..... اور معاملہ کو دیکھیں..... شاید ہم پیروی کریں.....

ان جادوگروں کی اگر وہ مقابلہ میں غالب آجائیں..... یہاں لوگوں کی جادوگروں سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون تھے..... انہوں نے یہ استہزاء کرتے ہوئے کہا تھا..... دوسرے جادوگروں نے اپنے جادو کی طاقت کی بل بوتے پر کہا:

اے موسیٰ! تم پہلے پھینکو یا ہم پہلے پھینکیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اژدھے نے جادوگروں کے سانپوں کونگل لیا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم پھینکو..... تو انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں میدان میں پھینک دیں..... اور بڑے وثوق سے کہا: ناموس فرعون کی قسم! ہم ہی یقیناً غالب آئیں گے..... (حوالہ تفسیر قرطبی)

کمال نبوت:

میرے بزرگو! اب ذرا نبوت کا کمال دیکھنا..... اللہ کا نبی وہاں کس شان سے تشریف لایا..... تن تنہا..... نہ کوئی سامان جنگ..... اور نہ کوئی ساتھ فوج..... بس اپنے مبارک ہاتھ میں وہی ایک سونٹا ہے..... جسے پکڑے ہوئے اللہ کا جلالی پیغمبر (علیہ السلام) اس فرعونی اجتماع میں تشریف لے آیا..... ادھر فرعون جو بڑے فخر وغرور اور تکبر نادانیت کے ساتھ تخت پر بیٹھا ہے..... اور ادھر اللہ کا پیغمبر ہے..... جو بڑے اطمینان سے اس مجمع میں تشریف فرما ہے..... فرعون نے بڑے غرور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کیا اور کہا:

دیکھ اے موسیٰ! کہ ہے ساری خدائی اس طرف.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا..... کہ ہے خدائی اس طرف..... ذات الٰہی اس طرف.....

فرعون نے کہا: سربلندی کے ذرا تو اس میرے جھنڈے کو دیکھ

حضرت موسیٰ نے اپنا سونٹا اُٹھا کر فرمایا:

سر جو کچلے گا تر اتو اس میرے ڈنڈے کو دیکھ .....

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ڈنڈا جو دیکھا تو ایک بار پھر تخت پر بیٹھا بیٹھا کانپنا.....

میرے بھائیو! یہ نبی کا سونٹا ہے..... اور یہ نبی کے سونٹے کا کمال ہے کہ دشمن کے چھکے چھڑا رہا ہے..... ایک وہ آدمی بھی ہے جس کا اپنی بیوی پر بھی رعب نہیں.....

بھائیو! آج ہمارے پاس بھی سونٹے ہیں..... مگر کہاں یہ اور کہاں عصائے موسیٰ.....

70 ہزار جادوگروں کی شکست

65..... امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کے ستر ہزار جادوگر تھے..... سو انہوں نے ستر ہزار رسیاں اور ستر ہزار چھڑیاں زمین پر پھینکیں..... یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کے سبب یہ خیال آنے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں.....

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی.....

اے موسیٰ: اپنا عصاء ڈالو.....

پس آپ نے اپنا عصاء مبارک ڈالا تو وہ ایک اژدہا بن گیا..... اس نے اپنا منہ کھولا..... اور ان کی رسیوں اور چھڑیوں کو نگل گیا..... تو اس وقت جادوگر سجدے میں گر گئے..... انہوں نے اپنے سر نہیں اٹھائے..... یہاں تک کہ جنت..... دوزخ اور ان کے اہل کا انجام دیکھ لیا.....

(تفسیر طبری ۹،۲۶)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ جادوگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے حالت اسلام پر موت دی..... ان کی تعداد اسی ہزار تھیں.....

غرض ہزار ہا کے اس اجتماع میں ان جادوگروں نے اپنی اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈال دیں..... جب ڈالیں تو وہ سب کی سب سانپ بن گئیں..... اور دوڑنے لگیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ زمین سانپوں سے بھر گئی ہے..... اور میلوں کے میدان میں سانپ ہی سانپ دوڑ رہے ہیں..... یہ ہیبت ناک منظر دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے.....

جادوگروں کی رسیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا:

علامہ رشید رضا مصری نے بحوالہ حافظ ابن حجر لکھا ہے کہ یہ شعبدہ گری تھی..... لاٹھیوں اور رسیوں میں پارہ بھرا ہوا تھا..... اور جس زمین پر ان کو ڈالا گیا اس کو نیچے سے کھود کر آگ لگا دی گئی تھی..... تماشبین دور کھڑے تھے..... ان کو اصل حقیقت کا اندازہ نہ تھا کہ گرمی پا کر پارہ بھری رسیاں اور لکڑیاں حرکت کر رہی ہیں..... (تفسیر المنار ج)

قرآن اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں..... جو بڑے بڑے سانپ بن گئیں.....

پھر انہوں نے کہا: یا موسیٰ!

اما ان تلقی واما ان نکون نحن الملقین..... (ب ح ع)

اے موسیٰ! یا تو آپ اپنا عصا ڈالیے..... یا پھر ہم اپنے سونٹے رسیاں وغیرہ ڈالتے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم ہی پہلے ڈال لو..... اور نکال لو جو سانپ نکالنا

ہے..... چنانچہ انہوں نے اپنی اپنی رسیاں اور سونٹے ڈالے تو جادوگروں کے جادو سے سارا میدان سانپوں سے بھر گیا..... اور ہر طرف ہزاروں کی تعداد میں سانپ ہی سانپ دوڑتے پھرتے نظر آنے لگا..... فرعون بڑا خوش تھا کہ اب حضرت موسیٰ علیہ السلام جیت نہیں سکتا.....

خدا تعالیٰ فرماتا ہے..... ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! اب تم بھی اپنا عصاء ڈالو..... اور پھر دیکھو کہ یہ نبی کا سونٹا اپنا کیا کمال دکھاتا ہے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصاء مبارک زمین پر ڈالا..... تو

فاذا ھی تلقف ما یافکون .....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ سونٹا ایک عظیم اژدھا بن گیا..... اور سارے میدان میں منہ کھول کر چکر لگانے لگا..... اور ایک ہی چکر میں سارے جادوگروں کے ہزاروں سانپوں کا ایک ہی لقمہ بنا گیا..... اللہ کے نبی کے سونٹے کے ایک ہی چکر نے جادوگروں کی مہینوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا..... تمام رسیاں اور لاٹھیاں جو انہوں نے جمع کی تھیں..... اور جو سانپ بن کر پھر رہی تھیں..... اور جو تین سو اونٹ کا بوجھ تھیں..... سب کا خاتمہ کر دیا.....

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دست مبارک میں لیا..... تو پہلے کی طرح وہ پھر عصاء بن گیا..... اور اس کا حجم اور وزن اپنے حال پر رہا..... یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا..... کہ عصائے موسیٰ سحر نہیں ہے..... اور قدرت بشر ایسا کرشمہ نہیں دکھا سکتی..... ضرور یہ امر آسمانی ہے.....

عصائے موسیٰ کا کرشمہ

66.....ابن جریر کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصاء دس ہاتھ کا تھا..... اور آپ علیہ السلام کا قد بھی دس ہاتھ کا تھا..... اور دس ہاتھ زمین سے اچھل کر آپعلیہ السلام نے عوج بن کر عنق کو وہ عصاء مارا تھا..... جو اس کے ٹخنے پر لگا اور وہ مر گیا..... اس کے جثے سے نیل کا پل بنایا گیا تھا..... جس پر سے سال بھر تک اہل نیل آتے جاتے رہے..... نوف بکالی کہتے ہیں کہ اس کا تخت تین سو گز کا تھا.....

(حوالہ تفسیر مظہری)

جادوگروں کا قبول اسلام

67.....وہ جادوگر یہ اعجاز دیکھ کر سب کے سب سجدے میں جا پڑے اور کہنے لگے.....

"امنا بر ب العالمین .رب موسیٰ وھا رون"

ہم موسیٰ و ہارون کے رب اور سارے جہانوں کے رب پر ایمان لے آئے..... سبحا ن اللہ! نبی کے سونٹے نے وہ کمال دکھایا کہ ہزاروں جادوگر ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے..... اور فرعون پر لعنت بھیجنے لگے.....

فرعون نے جو یہ منظر دیکھا تو گھبرایا..... اور ان جادوگروں کو ڈرانے دھمکانے لگا..... مگر انہوں نے یہ جواب دیا کہ کچھ بھی کر..... مگر اب ہم ایمان لا چکے اور سچے رب کو پا چکے..... اب ہم اس ایمان سے پھسل نہیں سکتے..... اور تمہیں کبھی سچا نہیں مان سکتے.....

میرے بزرگو! دیکھا آپ نے نبوت کے کمال کو؟..... اور نبی کے رعب وجلال کو؟..... کہ اس کے ایک سونٹے ہی سے دنیا ادھر ہو گئی.....

میرے بھائیو! ان پاک ہستیوں کو کبھی عام سطح پر نہ رکھو..... اور اس بات پر یقین

رکھو کہ ہم اگر فرش ہیں تو وہ عرش ہیں..... ہم کچھ بھی نہیں اور وہ سب کچھ ہیں.....
خدا تعالیٰ ہمیں صحیح عقیدہ پر قائم رکھے..... اور بدعقیدگی سے محفوظ رکھے.....

(آمین)

فرعون کے جادوگروں کا قتل عام

68..... امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ لسلام اور جادوگروں کے امیر کی ملاقات ہوئی..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: تیری کیا رائے ہے..... اگر میں تجھ پر غالب آ گیا تو کیا تو میرے ساتھ ایمان لے آئے گا..... اور تو شہادت دے گا کہ جو دین میں لے کر آیا ہوں وہ حق ہے؟.....

جادوگر نے کہا:

میں بالیقین کل ایسا جادو لاؤں گا..... جس پر کوئی جادو غالب نہیں آ سکے گا..... قسم بخدا! اگر تم مجھ پر غالب آ گئے تو میں بالیقین تمہارے ساتھ ایمان لاؤں گا..... اور میں یہ شہادت دوں گا کہ آپ حق پر ہیں.....

فرعون ان کی اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا.....

اور یہ فرعون کا قول ہے.....

''ان هذا المکر مکر تموه فی المدینة''

بے شک یہ ایک فریب ہے جو تم نے شہر میں کیا تھا..... جب تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کے لئے ملے تھے..... کیا تم دونوں شہر سے اس کے باسیوں کو نکال دو گے؟.....

(حوالہ تفسیر طبری وکتاب بحظرہ مزید تفصیل کے لئے احقر کی کتاب مستند قصص القرآن ۴ جلد کا مطالعہ فرمائیں جو کہ سیکڑوں تصاویر اور

نقشوں سے مزین ہے)

اللہ اللہ اللہ

اسلام لاتے ہی جادوگروں کو جنت کی زیارت کا انعام

69..... امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "فوقع الحق" کا معنی ہے..... حق ظاہر ہو گیا..... اور "وبطل ما کانو ایعملون" کا معنی ہے..... اور وہ فریب جو وہ کرتے تھے وہ ختم ہو گیا..... (مٹ گیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ

"والقی السحرۃ سجدین"

کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی حالت سجدہ اس میں اپنے وہ محلات اور منازل دیکھ لیے..... جو ان کے لئے بنائے جائیں گے..... (یعنی جو انہیں عطا کیے جائیں گے).....

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جادوگر سجدے میں گرے تو ان کے لئے جنت (کے حجابات) اٹھا دیے گئے..... اور انہوں نے اسے دیکھ لیا..... (حوالہ تفسیر قرطبی)

صورت کا اثر سیرت پر:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صورت کا اثر سیرت پر اور ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے..... اسی لئے اسلام میں اپنی شکل وصورت اور لباس و پوشاک کو انبیاء وصالحین کی شکل وصورت اور لباس وپوشاک کی طرز پر رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے..... اور اس کے لئے خصوصی احکامات دیے گئے ہیں..... تاریخ کے حوالے سے ہم چند واقعات نقل کرتے ہیں..... جن سے یہ حقیقت نکھر کر سامنے آتی ہے..... اور ماننا پڑتا ہے کہ واقعی صورت کا اثر سیرت پر ضرور پڑتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنیوالے جادوگروں کے مسلمان ہوجانیکی وجہ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں..... سیر کی روایت میں ہے کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے ساحرین (جادو گروں) کو جمع کیا..... تو وہ لوگ اسی لباس میں آئے تھے..... جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لباس تھا..... آخر مقابلہ ہوتے ہی تمام ساحرین (جادوگر) مسلمان ہوگئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خداوندی میں عرض کیا کہ یاالٰہی یہ سامان فرعون کے اسلام کے لئے ہوا تھا یا سبب کہ اس پر فضل نہ ہوا..... اور ساحرین کو ایمان کی توفیق ہو گئی؟.....

ارشاد ہوا: اے موسیٰ! یہ تمہاری سی صورت بن کر آئے تھے..... ہماری رحمت نے پسند نہ کیا کہ ہمارے محبوب کے ہم وضع لوگ دوزخ میں جائیں..... اس لئے ان کو توفیق ہوگئی..... اور فرعون کو چونکہ اتنی مناسبت بھی نہ تھی..... اس لئے اس کو یہ دولت نصیب نہ ہوسکی..... (حوالہ جواھر پارے)

فرعون کی باندی کا قبول اسلام

70..... سورۃ الفجر میں ارشاد ہے.....

"وثمود الذین جابوا الصخر بالواد ﴿۹﴾ وفرعون ذی الاوتاد ﴿۱۰﴾

صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے فرعون لوگوں کو کسی ستون سے باندھ کر اس کے ہاتھ اور پاؤں میں لوہے کی بڑی بڑی کیلیں گاڑ دیتا تھا..... مذکورہ آیات کی تفسیر میں صاحب مظہری نے لکھا مقاتل اور کلبی نے کہا: اوتاد، وتد کی جمع ہے..... فرعون لوگوں کو چومیخا کرتا تھا..... سزا دینے کے لئے کسی ستون میں چومیخا کرتا..... مجاہد اور مقاتل بن حبان نے کہا: آدمی کو زمین پر چت لٹا کر ہاتھ، پاؤں سیدھے کر کے ان میں میخیں ٹھونک دیتا تھا.....

سدیؒ نے کہا: آدمی کو لمبا لمبا لٹا کر میخیں ٹھونکتا..... پھر سانپ..... بچھو اس پر چھوڑ دیتا تھا.....

قتادہ اور عطاء نے کہا:

فرعون نے اپنے سامنے اپنے خزانچی حزقیل کی بیوی کو چومیخا کرایا تھا.....

بغوی نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس کی طرف اس بیان کی نسبت کی ہے کہ فرعون کو ذوالاوتاد کہنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا خزانچی حزقیل مؤمن ہو گیا تھا..... اور سو برس تک اپنے ایمان کو چھپاتا رہا تھا..... حزقیل کی بیوی فرعون کی بیٹی کی مشاطہ تھی..... ایک روز مشاطہ فرعون کی بیٹی کے سر میں کنگھی کر رہی تھی کہ کنگھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی..... اس کے منہ سے فوراً یہ الفاظ نکلے کہ اللہ کو نہ ماننے والے ہلاک ہوں.....

فرعون کی لڑکی نے کہا: کیا میرے باپ کے علاوہ تیرا کوئی اور معبود ہے؟.....

مشاطہ نے کہا:

میرے اور تیرے باپ کا اور زمین و آسمان کا الہ ایک ہے..... اس کا کوئی

شریک نہیں.....

لڑکی فوراً کھڑی ہوگئی..... اور باپ کے پاس جا کر رونے لگی.....

فرعون نے رونے کی وجہ پوچھی تو لڑکی نے کہا:

آپ کے خزانچی کی بیوی میری مشاطہ ہے..... اس کا خیال ہے کہ آپ کا اس کا اور زمین و آسمان کا الہ ایک ہے..... جس کا کوئی ساجھی نہیں.....

فرعون نے مشاطہ کو بلوا کر جواب طلب کیا.....

اس نے کہا:

اگر تو ستر مہینے تک مجھے عذاب دیتا رہے گا..... تب بھی میں اللہ کا انکار نہیں کروں گی.....

مشاطہ کی دو لڑکیاں تھیں..... بڑی لڑکی کو پکڑوا کر مشاطہ کے روبرو فرعون نے ذبح کروا دیا..... اور اس سے کہا: اب بھی انکار کر دے..... ورنہ تیرے سامنے ہی میں تیری چھوٹی لڑکی کو بھی ذبح کروں گا..... چھوٹی لڑکی شیر خوار تھی..... مشاطہ بولی: اگر تو تمام روئے زمین والوں کو بھی میرے روبرو ذبح کر دے گا..... تب بھی اللہ کا انکار نہیں کروں گی..... غرض بچی کو لے کر جب اوندھا لٹایا گیا..... اور قاتلوں نے اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ماں بے صبر ہوگئی..... لیکن فوراً بچی کی زبان کو اللہ نے کھول دیا.....

دنیا میں چار بچے بچپن میں بولے ہیں..... ان میں سے یہ بھی ایک بچی تھی.....

بچی نے کہا:

ماں بے صبر نہ ہو..... اللہ نے تیرے لیے جنت میں ٹھکانہ کر دیا ہے.....

صبر کر..... تو بلاشبہ اللہ کی رحمت اور عزت افزائی تک پہنچ گئی.....

غرض بچی کو ذبح کر دیا گیا..... وہ مر گئی اور اللہ نے اس کو جنت میں جگہ عطا فرما دی.....

اس کے بعد اس عورت کے شوہر حزقیل کی طلب میں آدمی بھیجے گئے..... لیکن وہ لوگ گرفتار نہ کر سکے..... کسی نے فرعون کو اطلاع دی کہ حزقیل فلاں پہاڑ میں فلاں مقام پر ہے..... فرعون نے دو آدمی تلاش کیلئے بھیجے..... یہ دونوں پہنچے تو حزقیل نماز پڑھ رہا تھا..... اور وحشی جانورں کی تین صفیں نماز میں شریک تھیں..... دونوں آدمیوں کو حزقیل نے دیکھ کر کہا: واپس چلے جاؤ..... پھر اللہ سے دعا کی کہ بارالہا میں نے اپنا ایمان سو برس چھپایا..... کسی کو میرے ایمان کا علم نہ ہوا..... ان دونوں میں سے جو بھی میرے ایمان کو ظاہر کردے تو فوراً دنیا میں اس کو سزا دے دے..... اور آخرت میں اس کو دوزخ میں بھیج دے..... دونوں آدمی واپس چلے گئے..... ایک مؤمن ہو گیا..... اور اس کو بڑی عبرت ہوئی..... دوسرے نے اسٹاف کے سامنے فرعون کو اطلاع دے دی.....

فرعون نے کہا: کیا کوئی دوسرا بھی تیرے ساتھ تھا؟.....

مخبر نے کہا: ہاں! فلاں شخص تھا..... فرعون نے اس شخص کو بلوایا..... اور پوچھا..... کیا یہ سچ کہہ رہا ہے..... اس شخص نے کہا: نہیں! اس نے جو بات کہی میں نے تو نہیں دیکھی..... فرعون نے اس کو کثیر انعام دیا..... اور مخبر کو مروا ڈالا..... اور صلیب پر چڑھا دیا.....

خاندان میں ایک بڑی حسین عورت تھی..... وہ فرعون کی بیوی تھی..... اس کا نام تھا آسیہ بنت مزاحم..... مشاطہ کے ساتھ فرعون نے جو حرکت کی تھی اس نے اس حرکت پر غور کیا..... اور کہنے لگی: میں مؤمن ہوں..... فرعون کافر ہے..... فرعون کی حرکتوں پر صبر کرنا اب میرے لیے ممکن نہیں..... دل میں یہ کہہ ہی رہی تھی کہ فرعون آ گیا بیوی کے پاس بیٹھ گیا.....

بیوی نے کہا: تو ساری مخلوق سے برا اور سب سے زیادہ خبیث ہے..... تو نے مشاطہ کو قصداً مار ڈالا.....

فرعون نے کہا: کیا تجھے بھی اسی طرح جنون ہو گیا.....

آسیہ نے کہا: مجھے جنون نہیں بلکہ میرا اس کا اور آسمان و زمین کا خدا ایک ہے..... جس کا کوئی شریک نہیں..... فرعون نے اس کو مارا اور اس کے کپڑے پاڑ ڈالے..... اور اس کے ماں باپ کے پاس آدمی بھیج کران کو بلوایا..... وہ آ گئے تو بولا: مشاطہ کو جو جنون تھا وہی اس کو بھی ہو گیا.....

آسیہ کہنے لگی: اللہ کی پناہ مجھے جنون نہیں..... میں شہادت دیتی ہوں کہ میرا مالک اور تیرا مالک اور زمین و آسمان کا مالک ایک ہے..... اس کا کوئی شریک نہیں.....

باپ نے کہا: آسیہ کیا (آج) تو خاندان عمالقہ کی سب سے اعلیٰ عورت نہیں..... اور تیرا شوہر عمالقہ کا خدا ہے.....

آسیہ نے کہا: اعوذ باللہ من ذلک تم جو کچھ کہہ رہے ہو اگر سچ ہے تو اس سے کہو..... مجھے ایسا تاج پہنا دے جس کے سامنے سورج پیچھے چاند اور گرد اگرد ستارے ہوں..... (حوالہ تفسیر مظہری)

آخر فرعون نے آسیہ کے ماں باپ سے کہا: تم دونوں یہاں سے نکل جاؤ..... پھر آسیہ کو لٹا کر چومیخا کر دیا..... اور اللہ نے اس عذاب (کی برداشت) کو اس پر سہل بنانے کے لئے اس کے سامنے جنت کا دروازہ کھول دیا..... اس وقت آسیہ نے دعا کی: الٰہی! جنت کے اندر اپنے قریب میں میرے لئے مکان بنا دے..... اور فرعون اور فرعون کی بد اعمالیوں سے مجھے نجات عطا فرما دے..... (دعا قبول ہوئی) اللہ نے اس کی روح قبض کر لیا..... اور جنت میں اس کو سکونت عطا فرما دی..... (حوالہ سیرت حلبیہ)

فرعون کی بیوی وہی تھی کہ حضرت موسیٰ کی ماں نے فرعون کے خوف سے بحکم خدا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دریا میں پھینک دیا..... اور فرعون کے آدمیوں نے ان کو پا کر نکال لیا تو اسی بیوی نے فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل سے روکا تھا..... اور کہا تھا یہ

میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے..... امید ہے کہ ہم کو اس سے فائدہ پہنچے.....
چنانچہ آسیہ کو بچہ سے فائدہ پہنچا..... وہ مؤمن ہوگئی.....
مصنف ام سیر علامہ حلبیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے.....
شہزادی فرعون کی مشاطہ کے محل کا مشاہدہ سفر معراج میں آنحضرت ﷺ کو فرعون کی شہزادی کی سنگھار کرنے والی عورت کی نہایت بہترین بھینی بھینی خوشبو آئی.....

(حوالہ تفسیر ابن کثیر والبدایہ والنھایہ)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں معراج کی رات میں ایک جگہ سے گزرا تو مجھے نہایت بہترین بھینی بھینی خوشبوں آئی..... جس سے فضا مہک رہی تھی..... میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟..... تو انہوں نے کہا کہ فرعون کی شہزادی کی مشاطہ یعنی سنگھار کرنے والی عورت کا محل ہے..... (جس میں سے یہ خوشبو پھوٹ رہی ہے).....

(حوالہ سیرت حلبیہ)

فرعون کی باندی کی قربانی کا انعام:

امام احمد، نسائی، البزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے..... فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میرے پاس سے ایک پاکیزہ خوشبو کا گزر ہوا.....
میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ خوشبو کیسی ہے؟.....
جبرائیل نے کہا: بنت فرعون کو کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی..... وہ اس کی کنگھی کر رہی تھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گری.....
اس نے کہا: بسم اللہ..... فرعون کی وہ بیٹی نے کہا: اللہ سے مراد میرا باپ ہے.....
کنگھی کرنے والی نے کہا: بلکہ اس سے مراد میرا تیرا اور تیرے باپ کا رب ہے.....

اس نے کہا: کیا تیرا میرے باپ کے سوا بھی کوئی رب ہے؟.....

کنگھی کرنے والی نے کہا: ہاں!

فرعون کی بیٹی نے کہا: میں اپنے باپ کو یہ بات بتاؤں؟.....

کنگھی کرنے والی نے کہا: ہاں!

فرعون کی بیٹی نے فرعون کو یہ واقعہ سنایا تو اس نے اس عورت کو بلایا..... اور پوچھا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟.....

اس عورت نے کہا: ہاں! میرا اور تیرا رب اللہ ہے..... جو آسمانوں میں ہے.....

فرعون نے تانبے کا ایک کڑھالانے کا حکم دیا..... پھر اس عورت کو اور اس کی اولاد کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا.....

عورت نے کہا: مجھے تم سے ایک گزارش کرنی ہے.....

فرعون نے کہا: وہ کیا ہے؟.....

اس نے کہا: میری ہڈیاں اور میری اولاد کی ہڈیاں جمع کی جائیں..... اور انہیں اکٹھا دفن کیا جائے.....

فرعون نے کہا: ٹھیک ہے..... ہم ایسا ہی کریں گے..... کیونکہ تیرا ہم پر حق خدمت ہے..... پس فرعون کے جلادنے اس کی اولاد کو ایک ایک کر کے اس میں ڈال دیا..... حتیٰ کہ وہ ایک دودھ پیتے بچے پر پہنچا تو وہ بچہ بول اٹھا:

اے والدہ محترمہ! جلدی کر پیچھے نہ ہٹ تو بے شک حق پر ہے..... پس وہ اور اس کی اولاد پھینک دیئے گئے.....

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار بچوں نے بچپن میں گفتگو کی تھی..... ایک یہ بچہ دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ..... تیسرا جریج کا ساتھی..... اور چوتھا عیسیٰ بن مریم.....

(دلائل النبوۃ ۲۳)

فرعون کی بیوی کا محبت الٰہی میں عیش وعشرت کو ٹھکرادینے کا واقعہ:

فرعون نے اپنی باندی ماشطہ اوراس کے بچوں حضرت موسیٰ کے رب کو خدا ماننے پر زندہ تیل میں بھون دیا..... مگر ماشطہ نےحضرت موسیٰ کے رب کو نہ چھوڑا.....

اس تمام منظر کو جب فرعون کی بیوی آسیہ نے دیکھا تو اس نے دل میں کہا: کوئی ماں اپنے دونوں بچوں کوایسے قربان نہیں کرسکتی..... سوائے دین حق کے.....

روبروقت شہادت اس باخدا بی بی کے ملائک کا آسمان سے نازل ہونا.....اورروح مبارک کو جنت کے کفنوں میں لپیٹ کرلے جانا..... سب نظر آرہا تھا..... اب کیا تھا محبوب کے گھر کے ملازمین نظر آگئے..... سردو بہ مستان کا مضمون ہوگیا..... جوش الٰہی پیدا ہوگیا.....اور حجاب درمیان سے اٹھ گیا..... عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتا.....

بی بی آسیہؓ دیوانوں کی طرح بکھر بیٹھیں.....اتنے میں فرعون گھر میں بی بی آسیہؓ کے پاس آبیٹھا کہ بے ساختہ آسیہؓ نے بآواز بلند فرمایا:

"یاشرالخلق واخبث الخلق عمدت الی الماشطت فقتلتها"

اے مخلوق میں سب سے برے اور خبیث آدمی تو نے ایسی نیک عورت کو قتل کردیا.....

پھر آسیہ نے فرعون کو قبول اسلام کی دعوت دی..... اور کہا اے گنجے! آفتاب تیرا تاج ہوگیا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیری برائیوں کی پردہ پوشی کی..... اور تجھے دولت باطنی دینا چاہتے ہیں..... گنجے کا عیب تو معمولی ٹوپی چھپاسکتی ہے..... مگر تیرے عیوب کو تو حق تعالیٰ کی رحمت کا تاج چھپانا چاہتا ہے..... میرا مشورہ تو یہ ہے کہ اے فرعون! تو مشورہ نہ کر..... تجھے تو اسی مجلس میں فوراً اس دعوت کو خوشی خوشی قبول

کر لینا چاہئے تھا.....

یہ بات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پیش کی ہے..... یہ ایسی ویسی بات تو نہ تھی..... جس میں تو مشورہ ڈھونڈتا ہے..... یہ تو ایسی بات تھی کہ سورج جیسی رفیع المرتبت مخلوق کے کان میں پڑتی تو سر کے بل اس کو قبول کرنے کیلئے آسمان سے زمین پر آ جاتا..... تجھے معلوم ہے کہ یہ کیا وعدہ ہے..... اور کیا عطا ہے.....

اے فرعون! یہ رحمت تجھ پر خدا کی ایسی ہے..... جیسے ابلیس پر رحمت ہونے لگے..... یہ حق تعالیٰ کا معمولی کرم نہیں کہ تجھ جیسے سرکش اور ظالم کو یاد فرما رہے ہیں..... ارے مجھے تو یہ تعجب ہے کہ اس کرم کو دیکھ کر خوشی سے تیرا پتہ کیوں نہیں پھٹ گیا..... اور وہ برقرار کیسے رہا..... اگر تیرا پتہ خوشی سے پھٹ جاتا تو دونوں جہان سے تجھے حصہ مل جاتا..... دنیا میں نیک نامی اور آخرت میں نجات عطا ہوتی.....

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس کا پتہ خدا کی راہ میں غم یا خوشی سے پھٹ جاوے..... وہ شہید ہوتا ہے..... اور دونوں عالم کے منافع سے متمتع ہوتا ہے.....

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ والوں کو نااہلوں سے پالا پڑتا ہے..... تو ان کو اپنے مذاق کے موافق بنانا چاہتے ہیں..... اور جب وہ ان کے مذاق کے موافق نہیں بنتے تو انھیں اذیتیں دینا شروع کر دیتے ہیں..... اللہ والوں کے آنسو جو زمین پر گرتے ہیں فرشتے ان کو اپنے منہ اور پروں پر ملتے ہیں..... اور حق تعالیٰ شہیدوں کے خون کے برابر انہیں وزن کرتے ہیں.....

ا۔ اے فرعون! اللہ اللہ تو پس و پیش نہ کر اپنے ایک قطرہ کو فوراً دیدے..... تا کہ اس کے عوض میں اس رسول پاک سے دریا پا جاوے..... یعنی اپنے نفس کو جھکا دے..... اور تکبر سے اعراض نہ کرتا کہ دریائے قرب حق سے تو مشرف ہو جاوے.....

۲۔ ایسی دولت عظمیٰ کس قطرہ کو ملتی ہے کہ اسے خود سمندر طلب کرے..... یہ تجھ پر نہایت ہی شفقت ہے کہ تجھے اس اصرار کے ساتھ بلا یا جا رہا ہے..... پس جب دریا خود تجھے بلا رہا ہے تو کیوں دیر کرتا ہے..... جلد اپنے کو ان کے ہاتھوں پر فروخت کر دے..... کیونکہ دریا ئے لطف کی طرف تجھے دعوت دی جا رہی ہے.....

۳۔ ارے جلدی دوڑ اور اس دریا کو طلب کر..... کیونکہ وہ رحمت کا سمندر ہے..... کوئی معمولی ندی نہیں ہے.....

۴۔ ارے اگر تو بے دست و پا ہے..... اور اپنی ذاتی سعی سے اس دریا تک نہیں پہنچ سکتا..... تو اپنے کو حکم حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا بالکل مطیع کر دے.....اور تو چوگان موسوی کے لئے گیند ہو جا..... وہ تیرا پاؤں ہو جاوے گا.....

۵۔ ارے جن انعامات کا تجھ سے وعدہ کیا جا رہا ہے..... تو ان پر بدگمانی مت کر.....اور انھیں فریب و دھوکہ مت سمجھ.....

۶۔ اللہ اللہ ان انعامات کو جلد حاصل کرتا کہ تو غلط بینی سے دھوکہ کھا کر برباد نہ ہو.....

۷۔ اور جب حق تعالیٰ تجھے خود طلب کر رہے ہیں تو دیر مت کر..... جہاں تک ممکن ہو جلدی کر.....اپنی گردن خدا کے سامنے جھکا دے.....

۸۔ اللہ اللہ جلدی عمل کر.....اور اس بشارت سے خوش ہو جا.....

۹۔ اللہ اللہ کب تک سرکشی کرتا رہے گا.....اور گردن تکبر سے اونچی رکھے گا.....

۱۰۔ اللہ اللہ ذرا بھی توقف مت کر.....اور جلد محبوب حقیقی سے مل جا.....

۱۱۔ اللہ اللہ جب وہ اللہ تجھے تیرے گناہوں پر شرمندہ نہیں کر رہا ہے.....
تو اس کا شکر ادا کر.....

۱۲۔ اللہ اللہ جب خدا تجھے اپنے فضل سے اپنے تک رسائی کا راستہ دے
رہا ہے..... تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے سامنے گردن جھکا دے.....

۱۳۔ اللہ اللہ دیکھ تو سہی کہ اے فرعون اس قدر تیرے کفر عظیم کے باوجود
اس کا اکرام تجھے کیونکر قبول کر رہا ہے..... کیا یہ انعام وعطائے شاہی قا
بل قدر نہیں.....

۱۴۔ اب مولانا جوش میں آ کر فرماتے ہیں کہ تمام الطاف اس کے لطف
کے سامنے ہیچ ہیں..... کیونکہ ایک خاکی فلک ہفتم تک پہنچ جاتا ہے.....
اور ناسوتی ملکوتی بن جاتا ہے..... حالانکہ

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

اور حضرت آسیہ نے کہا کہ:

۱۵۔ اے فرعون! ایسا عجیب بازار کس کے ہاتھ لگتا ہے کہ ایک گل کے عو
ض گلزار ملتا ہو.....

۱۶۔ اور ایسا بازار کہ ایک دانے کے عوض سو درخت ملتے ہوں..... اور
ایک فاصلہ حبہ کے عوض سینکڑوں کانیں عطا ہوتی ہوں.....

یہ ساری تقریر سن کر فرعون نے کہا: اچھا ہم اپنے وزیر ہامان سے بھی مشورہ لے لیں.....

حضرت آسیہ نے کہا کہ: اس سے یہ بیان نہ کرو کہ وہ اس کا اہل نہیں بھلا اندھی بڑھیاں بازشاہی کی قدر کیا جانے..... لیکن فرعون نہ مانا..... اور ہامان سے مشورہ لیا.....

فرعون نے کہا: شاید تجھے بھی ایسا ہی جنون ہوا ہے.....

حضرت آسیہؓ نے فرمایا:

"فاقت مالی جنون ولکن الھی والھک والہ السموات والارض الہ واحد لا شریک لہ"

اے فرعون! مجھے جنون نہیں ہے..... میں اس خدا کو ماننے والی ہوں..... جسے ماشطہ مانتی تھی..... اور وہ کوئی ایسا ویسا خدا نہیں ہے..... بلکہ زمین و آسمان اور تیرا بھی..... اے فرعون! وہی خدا ہے.....

جب فرعون نے یہ سنا تو آپ کے کپڑے پھاڑ ڈالے..... اور بہت سا مارا..... اور بی بی آسیہؓ کے متعلقین رشتہ داروں کو بلایا..... اور یہ کہا کہ اسے سمجھاؤ کہ یہ بھی کیوں اپنی جان کی دشمن ہوئی ہے..... متعلقین نے بی بی آسیہؓ کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرو..... فرعون خدا ہے اس کی نافرمانی کرنی ٹھیک نہیں.....

آسیہؓ نے فرمایا کہ: اگر فرعون مجھے ایک تاج ایسا بنا دے کہ سورج اس کے آگے ہو اور چاند پیچھے..... اور ستارے بیچ میں ہوں..... میں پھر بھی اس خدائے حقیقی کو نہیں چھوڑوں گی.....

فرعون نے حکم دیا کہ جاؤ آسیہؓ کو چومیخہ کرو..... بی بی کو زمین پر لٹا دیا..... چاروں ہاتھوں، پیروں میں میخیں گاڑ دیں..... اور چھاتی پر آگ کا طبق بھر کر رکھ دیا..... اور یہ کہا کہ اور بھی زیادہ عذاب کروں گا..... ورنہ اس خدا کو چھوڑ دے.....

آسیہؓ نے کہا:

"فقالت انک عذبت نفسی وقلبی فی عصمۃ ربی لو قطعنی اربا اربا للذرون والاحباء"

اے فرعون! اگر تو عذاب کرے گا تو میرے جسم کو..... لیکن خدا کی محبت

میرے دل سے کم نہ ہوگی.....

اے فرعون! اگر تو میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا..... تو ہر خون کے بدلے میں عشق الٰہی اور زیادہ ہوگا..... ہر پارہ جگر کے عوض میں محبت الٰہی بڑھتی رہے گی.....

"عذل العواذل حول قلب التائبی :وهو ی الا حبة منه فی سوا دنه"

برا کہنا ملامت کرنا لوگوں کا دل کے اوپر اوپر ہے..... اور محبوب کی محبت دل کی تہہ میں ہے.....

اب حالت یہ ہے کہ خون میں نہائے ہوئے ہیں..... طبق آگ کا سینہ پر رکھا ہے..... مگر عشق مولیٰ کی آگ زیادہ بھڑکتی جاتی ہے..... اتنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خبر لگی کہ آج آسیہؓ کے عشق کا امتحان ہے..... گھبرائے ہوئے آئے آسیہؓ نے پکارا کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں نے اس عشق میں یہ ارغوانی جوڑا پہنا ہے..... یہ حالت بنالی یہ تو بتاؤ:

وہ محبوب اب بھی مجھ سے راضی ہوا یا نہیں؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: آسیہ!

"ملائکة سبع سموات فی انتظارک ذاته تعالیٰ یباهی بک ذاته فی ما شئت"

کہا: اے آسیہؓ ساتوں آسمان کے ملائک تیرے انتظار میں ہیں ..... اور رب العزت ملائک سے فرما رہا ہے کہ دیکھو! ہمارے عاشق بندے ایسے ہوتے ہیں.....

کیا کیا سخت تکلیفیں اٹھا رہے ہیں..... مگر محبت ہماری زیادہ ہوتی جاتی ہے..... آسیہؓ مانگ لے جو تیرا جی چاہے.....

آسیہ نے دعا کی:

"رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون و عمله و نجنی من القوام الظلمین"

اے میرے رب! میرے لئے جنت میں اپنے ہاں ایک گھر بنا دے..... اور مجھے فرعون اور اسکے عمل سے نجات دے..... اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے.....

اب اللہ کی رحمت کو جوش آیا..... اور آسمان کے پردے کھل گئے.....

اللہ تعالیٰ نے جنت کے داروغہ رضوان سے کہا: میری بندی کو اس کا جنت کا گھر دکھا دو..... آسیہ نے اپنا گھر دیکھا..... اور لبوں پر مسکراہٹ آ گئی..... اور جان اللہ کے سپرد کر دی..... (مواعظ ابراہمی)

اس واقعہ کو کچھ کمی بیشی کے ساتھ امام غزالیؒ نے مکاشفۃ القلوب میں اور عبدالرحمٰن صفوریؒ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے..... (تفسیر ابن کثیر)

زوجہ فرعون آسیہ جنت میں حضور ﷺ کے نکاح میں:

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ وقت وفات بی بی خدیجہؓ کے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: اے خدیجہؓ! خدا نے تمہارے لئے یاقوت سرخ کا محل بنایا ہے..... جس میں کوئی خلاف مرضی کام نہ ہوگا..... جب تم وہاں جاؤ تو میری دونوں بیبیوں سے سلام کہہ دینا.....

حضرت خدیجہؓ نے فرمایا! کہ وہاں آپ کی دو بیبیاں مجھ سے پہلے کون سی پہنچ گئیں؟.....

فرمایا کہ ایک آسیہ امراۃ فرعون..... دوسری حضرت مریمؑ والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام..... خدا نے ان سے میرا نکاح کر دیا ہے.....

حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ ضرور کہہ دوں گی ..... ان سے آپ ﷺ کا سلام.....

(تفسیر ابن کثیر)

میرے دوستو! ایک اللہ کی بندی جس کو اللہ نے دنیا میں بھی اتنی عزت اور مال دیا تھا..... آج کے زمانے میں اتنے مال کا ہونا تو دور کی بات ہے..... سوچنا بھی در کنار ہے..... اس اللہ کی بندی کے پاس دنیا جہاں کی نعمتیں تھی..... کیونکہ یہ ملعون فرعون کی بیوی تھی..... لیکن جب اللہ کی محبت کی شمع روشن ہو چکی تھی تو فرعون نے جو بعد میں لالچ دیا اس کو بھی ٹھکرا دیا..... پھر فرعون نے سختیاں بھی کیں..... لیکن ساری سختی بے فائدہ رہی..... کیونکہ اللہ کا تعلق بڑی عجیب چیز ہے..... جتنی سختی ہوتی ہے اتنا ہی گہرا ہوتا چلا جاتا ہے.....

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آسیہ کو فرعون نے کوڑوں سے پٹوایا..... ادھر جلاد کے کوڑے یہ اللہ کی محبت اور وشوق میں کھا رہی ہے..... ادھر گوشت اڑ اڑ کر فضا میں بکھر رہا..... ادھر اللہ کی محبت اور ایمان اکٹھا ہو کر دل میں جمع ہو رہا..... ادھر عذاب کی شدت بڑھ رہی ہے..... ادھر محبت کی لہر و شدت بڑھ رہی..... ادھر جلاد و فرعون میں مارنے کے جذبے ادھر آسیہ کے قلب میں مرنے کا جذبہ..... !

میری زندگی کا حاصل میری زیست کا سہارا
تیری عاشقی میں جینا عاشقی میں مرنا

آسیہؓ کے لئے فرشتوں کا استقبال:

امام غزالیؒ نے آسیہ کے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے یہ اضافہ لکھا ہے.....

فرعون آسیہ سے کہنے لگا: اب بھی وقت ہے ایمان کو چھوڑ دو..... مگر حضرت آسیہ نے جواب دیا تو میرے وجود پر قادر ہے..... لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں

ہے..... اگر تو میرا ہر عضو کاٹ دے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا..... آسیہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا: میرا رب مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں..... اور اللہ تعالیٰ تیرے کارناموں پر فخر فرماتا ہے..... سوال کر تیری ہر حاجت پوری ہو گی.....

آسیہ نے دعا مانگی: اے میرے رب! میرے لئے اپنے جوارِ رحمت میں جنت میں مکان بنا دے..... مجھے فرعون اور اس کے مظالم اور ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما.....

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں..... آسیہ کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا..... جب لوگ لوٹ جاتے تو فرشتے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کیا کرتے تھے..... اور وہ اپنے جنت والے گھر دیکھتی رہتی تھیں.....

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب فرعون نے حضرت آسیہ کو دھوپ میں لٹا کر چار میخیں ان کے جسم میں گڑوائیں..... اور ان کے سینے پر چکی کے پاٹ رکھ دیئے گئے..... تو حضرت آسیہ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر عرض کی:

"رب ابن لی عندک بیتا فی الجنة ونجنی من فرعون وعمله و نجنی من القوم الظالمین" (پ ۲۸، ع ۲، سورۃ التحریم آیت ۱۱)

اے میرے رب (عزوجل) میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا..... اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے..... اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش.....

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے طفیل آسیہ کو فرعون سے باعزت رہائی عطا فرمائی..... اور ان کو جنت میں بلا لیا..... جہاں وہ ذی حیات کی طرح کھاتی پیتی ہیں.....

اس حکایت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مصائب اور تکالیف میں اللہ کی پناہ مانگنا..... اس سے التجا کرنا..... اور رہائی کا سوال کرنا مؤمنین اور صالحین کا طریقہ ہے.....

(حوالہ مکاشفۃ القلوب)

میرے دوستو! اس اللہ کی بندی نے دنیا میں سب کچھ اللہ کے لئے قربان کیا..... اور ''والذین امنو اشد حبا للہ'' کی مثال بنی تو اعلیٰ درجہ کی قربان پر اللہ نے اعلیٰ درجہ کے نبی محمد ﷺ کے ساتھ جنت میں نکاح کردیا.....

اور اس اللہ کی بندی نے جو دعا کی تھی کہ اے اللہ تو مجھے اپنے پاس بلائے..... اور جنت میں ایک گھر دے دے..... تو علماء نے لکھا ہے..... اس نے اللہ کا پڑوس پہلے مانگا..... اور جنت کا درجہ ثانی میں..... اور اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ تمام قربانی اتنی پسند آئی کہ اللہ چاہتے تو ویسے ہی حدیث میں ذکر آجاتا..... لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کو لکھ دیا کہ قیامت تک آنے والے لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ جو بھی مرد یا عورت قربانی دے گا..... ہم اسکو ان انعامات سے نوازیں گے.....

اہلیہ فرعون پر پتھر کی چٹان:

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حق وباطل کے اس معرکہ کے وقت فرعون کی بیوی برابر خبر رکھتی رہی کہ انجام کیا ہوا..... جب اس کو بتلایا گیا کہ حضرت موسیٰ وحضرت ہارون غالب آگئے..... تو فوراً اس نے اعلان کردیا کہ میں بھی رب موسیٰ وہارون پر ایمان لے آئی..... فرعون کو اپنی گھر کی خبر لگی تو حکم دیا کہ ایک بڑے پتھر کی چٹان اٹھا کر اس کے اوپر ڈالدو..... آسیہ نے جب یہ دیکھا تو آسمان کی طرف نظر اٹھائی..... اور اللہ سے فریاد کی..... حق تعالیٰ نے پتھر اس کے اوپر گرنے سے پہلے اس کی روح قبض کرلی..... پھر پتھر اس بے جان جسم پر گرا.....

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں ..... فرعون نے بنی اسرائیل کے چالیس بچے لے کر انہیں جادوگروں کے سپرد کیا تھا..... کہ انہیں جادو کی پوری تعلیم دو..... اب یہ لڑکے یہ مقولہ کہہ رہے ہیں کہ تو نے ہم سے جبراً جادوگری کی خدمت لی..... حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؒ کا قول بھی یہی ہے ..... (حوالہ تفسیر ابن کثیرؒ)

فرعون کا قبول اسلام سے متعلق ہامان سے مشورہ:

فرعون کی بیوی کے واقعہ کو سنانے کے بعد مولانا رومیؒ فرماتے ہیں! کہ نااہل کے مشیر بھی نااہل ہوتے ہیں..... چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ السلام کے تو صدیق اکبرؓ تھے ..... اور ابوجہل کا مشیر ابولہب تھا..... ہر شخص اپنے ہم جنس سے مشورہ لینا پسند کرتا ہے.....

الغرض فرعون کی باتیں ہامان نے جب سنیں تو بہت اچھلا کودا..... اور غم سے اپنا گریبان چاک کر ڈالا..... اور شور مچا نا رونا دھونا شروع کیا..... اور ٹوپی وعمامہ کو زمین پر پٹخ دیا..... اور کہا: ہائے حضور کی شان میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے ایسی گستاخی کی..... آپ کی شان تو یہ ہے کہ تمام کائنات آپ کے لئے مسخر ہے..... مشرق سے مغرب تک سب آپ کے پاس خراج لاتے ہیں..... اور سلاطین آپ کے آستانہ کی خاک بخوشی چومتے ہیں..... انھوں نے آپ کی سخت توہین کی..... آپ تو خود پوری دنیا کے لئے مسجود اور معبود بنے ہیں..... اور آپ ان کی بات مان کر ایک ادنیٰ غلام بننا چاہتے ہیں..... آپ خدا ہو کر اپنے ہی بندہ بننے کے لئے مشورہ کرتے ہیں..... میرے نزدیک تو ہزاروں آگ میں جلنا اس توہین سے بہتر ہے..... اگر آپ کو اسلام کی دعوت قبول ہی کرنا ہے..... تو ہمیں پہلے ہی مار ڈالئے..... تاکہ میں حضور کی یہ توہین اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں..... آپ میری گردن فوراً ماردیں کہ میں اس منظر کو دیکھنے کی تاب نہیں رکھتا کہ آسمان زمین بن جاوے..... اور خدا بندہ بن جاوے..... یعنی ہمارے

غلام ہمارے آقا بن جاویں..... اور ہم ان کے غلام بن جاویں.....

اب مولانا اس ہامان بے ایمان کو ڈانٹ پلاتے ہیں..... اور فرماتے ہیں کہ: اے ہامان مردود! کتنی ایسی حکومتیں جو مشرق تا مغرب پھیلی تھیں..... مگر خدا کے قہر سے آج ان کا نام ونشان نہیں ہے..... گویا کہ یہاں کوئی بستی ہی نہ تھی..... مشرق ومغرب تو خود باقی رہنے والے نہیں ہیں..... تو یہ دوسروں کو کس طرح باقی رکھ سکتے ہیں.....

ایں تکبر زہر قاتل داں کہ ہست
از مئے پسر زہر گشت آں گیج ومست

یہ تکبر جو ہامان میں تھا..... اور اسی زہر آلود شراب سے ہامان بدمست ہوکر احمق ہوگیا تھا..... اور اس ملعون کے مشورہ سے فرعون نے قبول حق سے انکار کر کے خود کو دائمی رسوائی وعذاب کے حوالہ کر دیا..... حق تعالیٰ ہم سب کو استنکاف اور تکبر سے محفوظ فرمادیں..... (آمین)

جب فرعون ہامان کے بہکانے میں آگیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار کر دیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم نے تو بہت سخاوت اور عنایت کی تھی..... مگر تیری قسمت ہی میں نہ تھی ہم کیا کریں. (حوالہ معارف مثنوی)

ایک مؤمن آدمی کی فراست

71..... روایت کیا گیا ہے کہ قوم فرعون کے دو آدمی ایک ایمان دار شخص کو پکڑ کر فرعون کے پاس لے آئے..... فرعون نے اس کو بھی اور ان دونوں کو اپنے دربار خاص میں حاضر کیا..... اور پہلے لانے والے دونوں سے پوچھا: تمہارا رب کون ہے؟.....

انہوں نے جواب دیا: ''تو ہی ہے'' پھر ایماندار سے سوال کیا:

تیرا رب کون ہے؟..... اس نے جواب دیا: جوان دونوں کا رب ہے..... وہ میرا رب ہے.....

(یعنی اس نے اس سے مراد اپنا حقیقی رب لیا..... کیونکہ وہی ان دونوں کا رب ہے..... جبکہ فرعون نے اپنا آپ مراد لیا..... کیونکہ اسی وقت وہ دونوں اس کے رب ہونے کی گواہی دے چکے تھے)

تو یہ سن کر فرعون نے کہا: تم دونوں میرے پاس ایسے آدمی کو اس لئے گرفتار کر کے لائے کہ میں اسے قتل کر دوں..... جو کہ میرے دین پر ہے..... چنانچہ فرعون نے ان دونوں کو قتل کر دیا.....

علماء فرماتے ہیں..... اسی طرف اشارہ ہے..... اللہ تعالیٰ کے اس قول کا جس میں فرمایا ہے:

''فو قه الله سیا ت ما مکر وا وحاق بال فرعون سوء العذا ب''

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے مکر کی برائیوں سے محفوظ رکھا..... اور آل فرعون کو عذاب کی برائی نے گھیر لیا..... (حوالہ کتاب العقلاء)

رب موسیٰ پر ایمان لانے والے کی عاشقانہ موت

72..... ایک شخص تھا جو نہایت بوڑھا ہو چکا تھا..... اسے ایمان لانے کی پاداش میں شہید کر دیا گیا..... اس کا واقعہ نہایت عجیب و غریب ہے.....

محققین نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ایک شخص اگر فلاں مقام پر کوئی حرکت کرے تو اس کا برا مت مناتا..... اگر وہ شخص مال و دولت طلب کرے تو ایک خفیہ خزانہ اس کے گھر کے دروازے میں دفن ہے وہ اسے دیدیا جائے..... اس حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو تلاش کیا..... اور جب وہاں پہنچے تو گھر کا

دروازہ بند تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دروازے پر پتھر پھینکا..... جس پر وہ دوڑا ہوا آیا..... اور اس نے دروازہ کھولدیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے جادوگر! یہاں کس لئے آیا ہے؟.....

جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دین کی دعوت دی.....

اس نے کہا: میں گذشتہ دوسو سال سے فرعون پرست ہوں..... اور اب تمہارے جادو کی وجہ سے خدا پرستی نہیں کروں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ دوسو سال کی فرعون پرستی میں تم نے کیا حاصل کیا؟.....

اس نے کہا کہ مجھے دنیوی فائدہ ہوا..... میں پوچھتا ہوں کہ تمہیں خدا پرستی کے عوض میں کیا ملا؟.....

آپ نے جواب دیا کہ میں دنیا کا حاصل کرنے کے لیئے خدا پرستی نہیں کر رہا..... بلکہ اس لئے کرتا ہوں کہ عبادت کے لائق وہی ہے.....

تب اس شخص نے کہا کہ میں تو فرعون کی پرستش صرف دنیا کمانے کیلئے کرتا ہوں.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تو دنیا چاہتا ہے تو میرا پروردگار تجھے ایسا خزانہ عطا فرمائے گا کہ تجھے دنیا کی حاجت نہیں رہے گی.....

اس شخص نے کہا کہ آپ مجھے بتائیں وہ خزانہ کہاں پر ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے گھر کے دروازے پر نشان لگا دیا..... اس شخص نے اسی وقت اپنے بیٹے کو بلا کر وہاں کھدائی کرائی تو وہاں سے خزانہ مل گیا..... وہ شخص اسی وقت ایمان لے آیا..... اور فوراً یہ کہتا ہوا بازار میں گھومنے لگا کہ لا الـہ الا الـلـه

موسیٰ کلیم اللہ.....

یہ خبر فرعون کو ملی تو اس نے فوراً اس کی گرفتاری کا حکم دیا..... اسے پکڑ کر فرعون کے سامنے لایا گیا.....

فرعون نے کہا کہ تجھے (حضرت) موسیٰ نے مجھ سے پھیر دیا؟.....

اس نے جواب دیا..... نہیں! انہوں نے تو مجھے سیدھا راستہ بتلایا ہے.....

اس پر فرعون نے کہا کہ اگر تو توبہ نہیں کرے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا..... لیکن اس نے توبہ سے انکار کر دیا.....

فرعون نے اسے ابلتے ہوئے تیل کے کڑھائی میں ڈلوا دیا..... لیکن ایک فرشتے نے اسے وہاں سے نکال کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس چھوڑ گیا..... اس طرح چار دفعہ ہوا..... چوتھی دفعہ اس شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ میرے لئے بہتر یہ ہے کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں..... آپ مجھے بچانے کی کوشش مت کیجئے گا..... پھر اس شخص کو فرعون نے تیل کی دیگ میں ڈالا تو وہ شہید ہو گیا.....

جادوگروں پر فرعون کا ظلم و ستم

73..... سارے ہی جادوگر اور اس کے سردار بھی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے..... ان کی دیکھا دیکھی فرعونیوں نے بھی جن کی تعداد چھ لاکھ بتائی جاتی ہے..... ایمان لے آئے.....

فرعون کے سب سے بڑے مخالف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام تھے..... اس وقت جادوگروں کا ایک بہت بڑا گروہ با اثر اور قوم میں اقتدار کا حامل تھا..... وہ بھی ان چھ لاکھ کے ساتھ ایمان لے آیا..... اس طرح فرعون کے مخالفین کی تعداد بڑھ جانے سے خود فرعون کو خوف پیدا ہوا..... لہٰذا اس نے سب سے پہلے تو

جادوگروں پر ریاست کے خلاف بغاوت کا الزام لگایا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی خفیہ سازشوں کے ذریعے فرعون کے حکومت کا تختہ الٹنے کا الزام عائد کیا..... اس طرح اس نے اسے قومی مسئلہ بنا دیا.....

حالانکہ اس مسئلے کا قوم سے کوئی تعلق ہرگز نہیں تھا..... اس نے جادوگروں کی کیلئے یہ سزا تجویز کی کہ پہلے ان کے ہاتھ اور پھر پیر کاٹ دیئے جائیں..... اور پھر ان سب کو پھانسی دے دی جائے..... ان سزاؤں کا مقصد عوام کو خوفزدہ کرنا تھا..... لیکن اسلام اور ایمان بہت بڑی قوت ہیں..... جو ایک دفعہ انسان کے دل میں گھر کر جائے تو پھر انسان دنیا بھر کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے.....

قوم فرعون پر مختلف قسم کے عذاب کی بارشیں

(۱) طوفان کا عذاب:

74..... جب جادوگروں کے ایمان لانے کے بعد فرعونی اپنے کفر اور سرکشی پر جمے رہے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پے در پے نشانیاں آنے لگیں.....

"فارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین" (پ ۹ سورت اعراب ۱۳۲)

تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی، گھن (یا کلنی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی.....

کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب تعالیٰ کے حضور عرض کر دیا تھا کہ:

اے اللہ فرعون اس دنیا میں بہت سرکش ہو چکا ہے..... لوگوں کو گمراہ کر رہا ہے..... اسے اور اس کی قوم کو ایسے عذاب میں گرفتار کر..... جو ان کے لئے اور میری قوم اور بعد

میں آنے والے کیلئے عبرت کا سبب بنے..... تو اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیجا..... ابر آیا..... اندھیرا ہوا..... کثرت سے بارش ہونے لگی.....

قبطیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا..... یہاں تک کہ وہ اس میں کھڑے ہوگئے..... اور پانی ان کی گردنوں کی ہنسلیوں تک آگیا..... ان میں سے جو بیٹھا ڈوب گیا..... نہ ہل سکتے اور نہ کچھ کام کر سکتے تھے..... ہفتہ کے دن سے پھر ہفتہ کے دن تک سات روز اسی مصیبت میں مبتلا رہے..... اور باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل کے گھر ان کے گھروں سے متصل تھے..... ان کے گھروں میں پانی نہ آیا.....

جب یہ لوگ عاجز ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کرنے لگے..... ہمارے لئے دعا فرمایئے..... کہ یہ مصیبت دور ہو تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے..... اور بنی اسرائیل کو آپ کے پاس بھیج دیں گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی..... طوفان کی مصیبت دور ہوئی..... زمین میں سرسبزی و شادابی آئی..... جو پہلے نہ دیکھی تھی..... کھیتیاں خوب ہوئیں..... درخت خوب پھلے تو فرعونی کہنے لگے..... یہ پانی تو نعمت تھا..... اور وہ ایمان نہ لائے..... ایک مہینہ اسی طرح ان کا عافیت میں گزر گیا.....

(۲) ٹڈیوں کی کثرت کا عذاب:

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ''ٹڈی'' بھیجی..... وہ کھیتیاں اور پھل..... درختوں کے پتے..... مکانوں کے دروازے..... چھتیں..... تختے..... سامان یہاں تک کہ لوہے کی کیلیں تک کھا گئی..... اور قبطیوں کے گھروں میں بھر گئیں.....

اور بنی اسرائیل کے گھروں میں نہ گئیں...... اب قبطیوں نے پریشان ہوکر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی..... ایمان لانے کا وعدہ

کیا..... اس پر عہد و پیمان کیا..... سات روز تک ٹڈی کی مصیبت میں گرفتار رہے.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے نجات پائی..... کھیتیاں اور پھل جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں دیکھ کر کہنے لگے..... یہ ہمیں کافی ہیں..... ہم اپنا دین نہیں چھوڑتے..... چنانچہ ایمان لانے کا وعدہ انہوں نے ایفاء نہ کیا..... اور اپنے برے اعمال میں مبتلا رہے..... ایک ماہ پھر ان کا اس طرح عافیت میں گزر گیا.....

(۳) جوؤں کا عذاب:

اس کے بعد ان پر ''قمل'' کا عذاب آیا..... قمل سے مراد گھن یا جوؤں یا کوئی اور چھوٹا سا کیڑا ہے..... اس کیڑے نے جو کھیتی اور پھل باقی بچے تھے وہ کھا لئے..... کپڑوں میں گھس جاتا تھا..... اور جلد کو کاٹتا تھا..... کھانے میں بھر جاتا تھا..... اگر کوئی دس بوری گیہوں چکی پر لے جاتا تو تین سیر واپس لاتا..... باقی سب کیڑے کھا جاتے..... یہ کیڑے فرعونیوں کے بال بھنویں پلکیں چاٹ گئے.....

جسم پر چیچک کی طرح بھر جاتے..... سونا دشوار کر دیا تھا..... اس مصیبت سے فرعونی چیخ پڑے..... اور انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: ہم توبہ کرتے ہیں..... آپ اس بلا کے دفع ہونے کی دعا فرمایئے.....

آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مصیبت کو بھی سات روز کے بعد دور فرمایا..... لیکن فرعونیوں نے پھر وعدہ توڑ دیا..... اور ایمان نہ لائے..... بلکہ پہلے سے زیادہ برے اعمال شروع کر دیئے..... ایک ماہ ان کا پھر آرام سے گزر گیا.....

(۴) مینڈکوں کا عذاب:

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ''مینڈک'' بھیجے..... اور یہ حال ہوا کہ آدمی بیٹھتا تھا تو اس

کی مجلس میں مینڈک بھر جاتے تھے..... بات کرنے کے لئے منہ کھولتا تو مینڈک کود کر منہ میں داخل ہو جاتا..... ہانڈیوں میں مینڈک..... کھانے میں مینڈک..... اور چولہوں میں مینڈک بھر جاتے تھے..... آگ بجھ جاتی تھی..... مینڈک اوپر سوار ہو جاتے تھے..... اس مصیبت سے فرعون رو پڑے.....

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا: اس دفعہ ہم پکا وعدہ کرتے ہیں کہ توبہ کریں گے ایمان لائیں گے..... آپ دعا کریں یہ مصیبت ہم سے ٹل جائے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان لے کر پھر دعا فرمائی..... سات روز یہ عذاب بھی ان پر رہا..... آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یہ بھی دور ہوا..... ایک مہینہ ان کا پھر امن و عافیت میں گزر گیا..... لیکن انہوں نے پھر وعدہ توڑ دیا..... اور اپنے کفر پر برقرار رہے.....

(۵) خون کا عذاب:

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خون کا عذاب نازل کیا..... ان کے تمام کنوؤں کا پانی نہروں اور چشموں کا پانی دریائے نیل کا پانی غرضیکہ ہر پانی ان کے لئے تازہ خون بن گیا..... انہوں نے فرعون سے اس کی شکایت کی تو کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جادو سے تمہاری نظر بندی کی ہے.....

انہوں نے کہا: نظر بندی کیسے..... ہمارے برتنوں میں خون کے سوا پانی کا نام نشان ہی نہیں..... تو اس نے حکم دیا کہ قبطی اور بنی اسرائیل ایک ہی برتن سے لیا کریں..... لیکن اس کا بھی انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا.....

بنی اسرائیل جب نکالتے تو پانی ہی نکلتا..... لیکن جب اسی برتن سے قبطی نکالتے تو خون نکلتا..... یہاں تک کہ فرعونی عورتیں پیاس سے عاجز ہو کر بنی اسرائیل کی عورتوں

کے پاس آئیں..... اوران سے پانی مانگا تو وہ پانی ان کے برتن میں آتے ہی خون ہو گیا.....

تو فرعونی عورت کہنے لگی کہ تو پانی اپنے منہ میں لے کر میرے منہ میں ڈال دے..... جب تک وہ پانی اسرائیل عورت کے منہ میں رہا پانی تھا..... جب فرعونی عورت کے منہ میں آیا خون بن گیا.....

فرعون کا شدت پیاس کی وجہ سے برا حال تھا..... درختوں کا رس چوس رہا تھا..... وہ بھی منہ میں پہنچتے ہی خون بن جاتا..... پھر اس مصیبت سے تنگ آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی..... اور ایمان لانے کا وعدہ فرمایا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دعا کی: اس طرح یہ عذاب بھی سات روز رہنے کے بعد ختم ہو گیا..... مگر یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لائے..... (حوالہ تفسیر طبری و قرطبی و مظہری)

(۶) بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب

75..... جب میدان تیہ میں بنی اسرائیل نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ہم زمین سے اگنے والے غلے اور ترکاریاں کھائیں گے..... تو ان لوگوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھایا کہ تم لوگ ''من وسلویٰ'' کے نفیس کھانے چھوڑ کر گیہوں..... دال اور ترکاریوں جیسی خسیس اور گھٹیا غذائیں کیوں طلب کر رہے ہو؟.....

مگر جب بنی اسرائیل اپنی ضد پر اڑے رہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم لوگ میدان تیہ سے نکل کر شہر بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ..... اور وہاں بے روک ٹوک اپنی پسند کی اور من بھاتی غذائیں کھاؤ..... مگر یہ ضروری ہے کہ تم لوگ بیت المقدس کے دروازے میں کمال ادب و احترام کے ساتھ داخل ہونا..... اور داخل ہوتے وقت یہ دعا مانگتے رہنا کہ:

یا اللہ! تو ہمارے گناہوں کو معاف فرمادے..... تو ہم تمہارے گناہوں کو بخش دیں گے.....

مگر بنی اسرائیل جو ہمیشہ سے سرکشی اور شرارتوں کے عادی..... اور خدا کی نافرمانیوں کے خوگر تھے..... بیت المقدس کے قریب پہنچ کر ایک دم ان لوگوں کی رگ شرارت پھڑک اٹھی..... اور یہ نافرمان لوگ بجائے جھک کر داخل ہونے کے اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے دروازے میں داخل ہوئے..... اور حطہ (معافی کی دعا مانگنے ہیں) کے بدلے حبۃ فی شعرۃ (ایک دانہ ہے ایک بال میں) کہتے ہوئے اور مذاق و تمسخر کرتے ہوئے بیت المقدس کے دروازے میں گھستے چلے گئے..... فرمان ربانی کی اس نافرمانی اور حکم الٰہی کے ساتھ تمسخر کی وجہ سے ان لوگوں پر قہر خداوندی بصورت عذاب نازل ہوگیا کہ اچانک لوگوں میں طاعون کی بیماری وبائی شکل میں پھیل گئی..... اور گھنٹہ بھر میں ستر ہزار بنی اسرائیل درد و کرب سے مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر مر گئے.....

(صاوی ج ۱ ص ۲۲، جمل ج ۱ ص ۶۱)

طوفان ایک مہلک بیماری ہے جس کو ڈاکٹر ''پلیگ'' کہتے ہیں..... اس بیماری میں گردن اور بغلوں اور کنج ران میں آم کی گٹھلی کے برابر گلٹیاں نکل آتی ہیں..... جن میں بے پناہ درد اور ناقابل برداشت سوزش ہوتی ہے..... اور شدید بخار چڑھ جاتا ہے..... اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں..... اور دردناک جلن سے شعلہ کی طرح جلنے لگتی ہیں..... اور مریض شدت درد اور شدید بے چینی و بے قراری میں تڑپ تڑپ کر بہت جلد مر جاتا ہے..... اور جس بستی میں یہ وبا پھیل جاتی ہے..... اس بستی کی اکثر آبادی موت کے گھاٹ اتر جاتی ہے..... اور ہر طرف ویرانی اور خوف و ہراس درد راہ پھیل جاتا ہے.....

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

"اور جب ہم نے فرمایا کہ تم اس بستی (بیت المقدس) میں جاؤ..... پھر اس میں جہاں چاہو بے روک کھاؤ..... اور دروازہ میں جھکتے ہوئے داخل ہو..... اور یہ کہو کہ ہمارے گناہ معاف ہوں تو ہم تمہارے خطائیں بخش دیں گے..... تو ان ظالموں نے وہ بات بدل دی..... جو ان سے کہی گئی تھی..... تو ہم نے ان پر آسمان سے عذاب (طاعون) اتار دیا..... ان کے فسق اور بے حکمی کا بدلہ دینے کے لئے....." (سورۂ بقرہ رکوع ۶)

(۷) بنی اسرائیل پر قحط کا عذاب

قحط کی دوری کے لئے بدخ عابد کی دعا:

76..... امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قحط سالی کے ساتھ فرعونیوں کو پکڑا..... تو ان کی ہر شے خشک ہوگئی..... ان کے مویشی مر گئے..... یہاں تک کہ دریائے نیل بھی خشک ہوگیا..... وہ فرعون کے پاس اکھٹے ہوئے..... اور اسے کہا: اگر تو اس طرح ہے جیسے تو گمان کرتا ہے..... تو پھر ہمارے لئے دریائے نیل میں پانی لے آ..... اس نے جواب دیا..... کل صبح تمہیں پانی مل جائے گا..... سو جب وہ اس کے پاس سے نکل گئے تو اس نے کہا:

میں نے کون سی شے بنائی ہے؟.....

کیا میں دریائے نیل میں پانی جاری کرنے پر قادر ہوں..... کل صبح ہوگئی تو وہ مجھے جھٹلا دے گے..... جب نصف رات ہوئی..... وہ اٹھا اور اس نے غسل کیا..... اور اون سے بنی ہوئی قمیص پہنی..... پھر ننگے پاؤں باہر نکلا..... یہاں تک کہ دریائے نیل تک

پہنچ گیا..... اور اس کے اندر کھڑے ہوئے یہ دعا مانگی:

اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ دریائے نیل کو پانی کے ساتھ بھر دینے کی قدرت رکھتا ہے..... سوتو اسے بھر دے.....

پس اسے یقین ہو گیا کہ پانی کا ریلا آئے گا..... تو وہ باہر نکل آیا..... اور دریائے نیل پانی کے ساتھ ابلنے لگا..... جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک اور تباہ کرنے کا ارادہ فرمایا:

یدخ نامی عابد کی دعا سے قحط دور ہو گیا..... جب بنی اسرائیل نے یہ منظر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب ہم سچی توبہ کرتے ہیں.....

تفسیر مظہری نے لکھا ہے..... بنی اسرائیل کی توبہ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل سے قحط کا عذاب دور کرانے کے لئے برخ اسود سے دعا کی درخوست کریں..... بنی اسرائیل تقریباً سات سال سے اس قحط میں گرفتار تھے..... اس حکم سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام ستر ہزار نفوس کا ایک کارواں لے کر جنگل میں پہنچے تھے..... اور باری تعالیٰ سے باران رحمت کی دعا کی تھی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد میں فرمایا تھا:

اے موسیٰ! میں ان لوگوں کی دعا کیسے قبول کروں گا..... گناہوں کی تاریکی انہیں گھیرے ہوئے ہے..... ان کے دل سیاہ باطن خبیث ہیں..... وہ مجھ سے بے یقینی کے ساتھ دعا کرتے ہیں..... اس کے باوجود میری پکڑ سے محفوظ ہیں..... جاؤ میرے ایک بندے کے پاس جاؤ..... اس کا نام برخ ہے..... اس سے نکلنے کے لئے کہو..... تب میں دعا قبول کروں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا..... کسی کو اس

کے حال کی خبر نہ تھی.....

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی راستے سے گذر رہے تھے..... کہ اچانک ایک سیاہ رو نظر آیا..... اس کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کی درمیان سجدوں کی اثر سے مٹی لگی ہوئی تھی..... اور اس نے ایک چادر گلے میں باندھ رکھی تھی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نورِ الٰہی کے ذریعے معلوم کر لیا کہ یہ شخص برخ اسود ہے..... آپ نے اسے سلام کیا..... اور اس سے اس کا نام دریافت کیا.....

اس نے کہا: میرا نام برخ ہے.....

آپ نے فرمایا: تو ایک مدت سے ہمارا مطلوب بنا ہوا ہے..... ہمارے ساتھ چل..... اور بارش کی دعا کر.....

چنانچہ وہ شخص حضرت موسیٰ کے ساتھ گیا..... اور اس نے یہ دعا کی:

اے اللہ! نہ تیرا کام ہے..... اور نہ یہ تیرا حلم ہے..... تجھے کیا ہوا کہ تو نے اپنے چشمے خشک کر دیے ہیں..... یا بندوں نے تیری اطاعت سے انکار کر دیا ہے..... یا تیرے پاس جو ذخیرۂ آب ہے وہ ختم ہو گیا ہے..... یا گناہ گاروں پر تیرا غضب شدید ہو گیا ہے..... کیا تو گناہگاروں کی تخلیق سے پہلے غفار نہیں تھا..... کیا تو نے رحمت پیدا نہیں کی..... اور شفقت کا حکم نہیں دیا..... کیا تو ہمیں دکھلانا چاہتا ہے کہ تجھ تک کسی کی رسائی نہیں ہے..... یا تجھے مخلوق کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہے..... اور اس خوف سے جلد از جلد سزا دینا چاہتا ہے.....

غرض وہ شخص اسی طرح کی باتیں کہتا رہا..... یہاں تک کہ بارش برسنے لگی..... اور اللہ تعالیٰ نے صرف آدھے دن میں اس قدر گھاس پیدا کر لی..... کہ لوگوں کے گھٹنے چھونے لگی.....

"ادع لنا ربک بما عھد عندک، لئن کشفت عنا الرجز لنؤمنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل"

دعا کرو ہمارے اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے ساتھ ہے..... اگر تم ہٹا دو گے ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور ایمان لائیں گے..... تم پر اور ضرور روانہ کر دیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل.....

اس آیت میں رجز سے مراد طاعون ہے.....

چنانچہ آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسے دور رہٹا دیا..... ان تمام سے بڑھ کر فرعون نے وعدہ وفا کیا..... اور کہا: بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر جہاں چاہو چلے جاؤ..... (حوالہ تفسیر قرطبی و مثنوی)

بنی اسرائیل کو مصر سے لے جانے کا حکم:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو رات میں مصر سے نکال کر لے جاؤ..... یعنی اب بنی اسرائیل کی نجات اور فرعون اور اس کی قوم کی تباہی کا وقت آچکا ہے.....

رات کو نکالنے کا حکم دیا..... تا کہ بنی اسرائیل کا اجتماع دشمن کے سامنے نہ ہو..... اور وہ ان کی مراد کی تکمیل میں مانع نہ بنے..... رات کو نکالنے کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ فرعون اور اس کا لشکر ان کا پیچھا کر کے ان کو روک نہ سکے..... اور فرعون کی عظیم لشکر کو دیکھ کر بنی اسرائیل خوف نہ کریں.....

چنانچہ ارشاد ربانی ہے

"ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر بعبادی فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشی"

برخ اس دعا کے بعد واپس چلا گیا..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے میرا جھگڑا اور میرے ساتھ اس کا انصاف پسند آیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کچھ کہنے کا ارادہ ہی کیا تھا..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ برخ مجھ سے دن میں تین مرتبہ ہنسی مزاق کرتا ہے..... (حوالہ کتاب التوابین)

عذاب الٰہی سے بچنے والوں کے لئے

دروازہ پر خون لگانے کا حکم

77..... امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیتے ہوئے فرمایا: تم میں ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ مینڈھا ذبح کرے..... پھر اپنے ہتھیلی اس کے خون سے رنگ لے..... پھر اسے اپنے دروازے پر لگا دے..... تو قبطیوں نے بنی اسرائیل کو کہا: تم یہ خون اپنے دروازے پر کیوں لگا رہے ہو؟.....

انہوں نے جواب دیا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر رہا ہے..... ہم اس سے بچ جائیں گے..... اور تم ہلاک ہو جاؤ گے.....

قبطی نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ علامت بتائی ہیں؟.....

انہوں نے جواب دیا: اسی طرح ہمیں ہمارے نبی مکرم نے حکم دیا ہے..... پس انہوں نے صبح اس حالت میں کی کہ قوم فرعون کے ستر ہزار افراد مر چکے تھے..... اور شام کے وقت حالت یہ تھی کہ وہ دفنائے نہیں جا سکتے تھے..... تو

اس وقت فرعون نے کہا:

(پ۱۶ سورۃ طہٰ ۷۷)

اور بے شک ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے چل..... اور ان کے لئے دریا میں خشک راستہ نکال دے..... تجھے ڈر نہ ہو گا فرعون آ لے اور نہ خطرہ.....

چاندنی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ساتھ لے کر چلے..... بنی اسرائیل کے پاس کافی مقدار میں سونے اور چاندی کے زیورات بھی تھے..... جو انہوں نے قبطیوں سے مانگ کر لئے ہوئے تھے..... کہ ہم انہیں اپنی عید میں استعمال کریں گے..... وہ پہلے بھی ان سے زیورات لیتے رہتے تھے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت انہیں لے کر نکلے..... جبکہ ان کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار سے کچھ اوپر تھے.....

اس کے متعلق فرعون نے کہا تھا: ''ان ھو لاء لشر ذمة قلیلون'' ﴿۵۴﴾

فرعون نکلا..... اس کا مقدمۃ الجیش پانچ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا.....

دونوں جانب اور درمیان والا لشکر الگ تھا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت یوشع بن نون اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے اور پانی پر چلے..... دوسرے بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ داخل ہو گئے..... اور پانی میں کود گئے..... سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرعون ان کی تلاش میں نکلا.....

فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا..... اس کے مقدمۃ الجیش پر ہامان امیر تھا..... لشکر کی تعداد دس لاکھ تھی..... اور سات لاکھ گھوڑے تھے..... جن میں ایک ایسا نہیں تھا جو پالتو ہو.....

اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے.....

''فارسل فرعون في المدآئن حشرين ﴿۵۲﴾ان هؤلآء لشرذمة قليلون''

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساقہ پر تھے..... جبکہ ہارون علیہ السلام ان کے آگے جا رہے تھے.....

ایک مومن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا؟.....

فرمایا: سمندر کا..... اس نے ویسے ہی سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سمندر میں داخل ہونے سے منع کر دیا.....

بنی اسرائیل نے فرعون کے لشکر کو کہا ہم مارے گئے

78..... بنی اسرائیل نے فرعون کو دیکھا کہ وہ ان کے پیچھے آ رہا ہے.....

انہوں نے کہا:

اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں..... میرے ساتھ میرا رب ہے..... وہ مجھے ہدایت عطا فرمائے گا.....

سدی کہتے ہیں..... سیھدین کا معنی وہ مجھے کافی ہوگا..... حضرت ہارون آگے بڑھے..... سمندر میں عصاء مارا تو سمندر نے راستہ دینے سے انکار کر دیا.....

اور کہا: وہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے؟..... یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے..... سمندر کو ابو خالد کی کنیت دی..... قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے (۱۲) راستے بن گئے.....

حضرت موسیٰ نے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا..... تو ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح

ہوگیا..... کہتے ہیں..... ''کالطود العظیم'' کا معنی بڑا پہاڑ ہے..... بنی اسرائیل اس سمندر میں داخل ہوگئے..... سمندر میں بارہ راستے تھے..... ہر راستے میں ایک ایک قبیلہ تھا..... جب راستے دیواروں کے ساتھ جدا ہوئے تو ہر قبیلہ نے کہا کہ ہمارے ساتھی مارے گئے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو ان کے لئے پل بنادئے..... جو طبقات کی صورت میں تھے..... آخری آدمی کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ سب سمندر سے پار نکل گئے.....

قوم موسیٰ کا ڈر وخوف اور دعاء موسیٰ:

تفسیر درمنثور میں یہاں یہ اضافہ لکھا ہے کہ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:
اے موسیٰ! ہمیں ڈر ہے کہ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جائیں گے.....
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دعا کی: ان پر ہوا چلی تو اس نے راستے خشک کر دیے..... انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ ہم میں سے بعض غرق ہو جائیں گے..... اور ہمیں شعور بھی نہ ہوگا..... آپ نے اپنے عصاء سے پانی میں نقب لگائی تو ان کے درمیان روشن دان بن گئے..... یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے..... پھر بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہوگئے..... یہاں تک کہ سمندر کو عبور کرلیا..... فرعون آیا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا..... جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کیا تھا..... جبکہ راستے اسی طرح موجود تھے..... راستہ بتانے والے نے فرعون سے کہا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر جادو کر دیا ہے..... یہاں تک کہ سمندر بھی ایسا ہوگیا ہے..... جیسے تم دیکھ رہے ہو..... اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی ہے ''و اتـــرک

البحر رھوا“..... (الدخان:۲۴)

یہاں سے چلو تاکہ ہم انہیں جالیں..... جبکہ سمندر میں تین دن کی مسافت تھی.....

(حوالہ تفسیر در منثور)

جبرائیل کے گھوڑے کو دیکھ کر.....

79..... علامہ دمیریؒ نے حیات الحیوان میں لکھا ہے..... بنی اسرائیل کے سمندر پار کرنے کے بعد جب فرعون سمندر کے قریب پہنچا..... اور اس کو منتشر پایا تو اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ دیکھو میرے خوف سے دریا کس طرح پھٹ گیا..... اور میں نے ان غلاموں کو پا لیا..... جو بھاگ آئے تھے..... تم لوگ دریا میں داخل ہو جاؤ..... اس کی قوم دریا میں داخل ہونے سے گھبرا رہی تھی.....

فرعون کی قوم کہنے لگی:

آپ رب ہیں تو پہلے آپ داخل ہو جائیں..... جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام داخل ہو گئے..... فرعون گھوڑے پر سوار تھا..... اور اس کے لشکر میں کوئی گھوڑی نہیں تھی.....

لہٰذا جبرائیل علیہ السلام جفتی کی خواہش مند گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے لشکر کے آگے آئے..... اور دریا میں داخل ہو گئے..... جب فرعون کے گھوڑے نے اس کی بو سونگھی تو اس گھوڑی کے پیچھے دریا میں کود پڑا..... اور فرعون بے بس و لاچار ہو گیا..... اس کو جبرائیل علیہ السلام کی گھوڑی نظر نہیں آ رہی تھی..... اس کے (فرعون) گھوڑے کے پیچھے ہی پورا لشکر دریا میں کود پڑا..... اور پیچھے حضرت جبرائیلحضرت میکائیل گھوڑے پر سوار ہو کر اس لشکر والوں کو یہ کہہ کر کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ ہو جاؤ..... سب کو دریا میں دھکیل رہے تھے.....

یہاں تک کہ تمام کا تمام لشکر سمندر میں داخل ہوگیا..... اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ان سب سے پہلے سمندر سے نکل گئے..... تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو حکم دیا کہ فرعون کو غرق کردو..... چنانچہ دریا پہلے کی طرح مل گیا..... اور سب کو غرقاب کردیا.....

دریا کے دونوں کناروں کے درمیان کی مسافت چار فرسخ تھی..... کنارے سے ہی بنی اسرائیل فرعون کی غرقابی کا منظر دیکھ رہے تھے.....

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وانتم تنظرون'' اس سمندر کا نام بحر قلزم ہے..... یہ بحر فارس کا ایک کنارہ ہے.....

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ یہ وہ سمندر ہے جو مصر کے قریب ہے..... اور اس کو اساف کہتے ہیں..... یہ بات مسلم ہے کہ فرعون کفر پر مرا ہے..... بعض لوگوں نے اس کے برخلاف کہا ہے.....

علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ ان کی بات قابل توجہ نہیں ہے..... (حوالہ حیات الحیوان)

غرق فرعون کے وقت قوم موسیٰ وقوم فرعون کی تعداد:

80..... امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ''ان ھولآء لشرذمة قليلون'' کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے بات کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن بنو اسرائیل کو لے کر سمندر سے گزرے تھے..... ان کی تعداد چھ لاکھ جنگجو اور بیس ہزار سے کچھ اوپر تھی..... اور فرعون نے دس لاکھ فوج اور دو لاکھ گھوڑوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تھا.....

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایات نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی..... (تفسیر طبری ۱۹، ۸۹)

موت کے وقت فرعون کے منہ میں جبرائیل نے کیچڑ کیوں ڈالا؟

81..... امام ابن حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے آخری آدمی باہر نکل گیا..... اور فرعون کے ساتھیوں میں سے آخری آدمی بھی سمندر میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا ان پر مل جا.....

چنانچہ فرعون نے ایک انگلی باہر نکالی کہ کوئی الٰہ نہیں..... مگر وہی جس کے ساتھ بنی اسرائیل ایمان لائے.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ رب تعالیٰ رحیم ہے..... اور مجھے یہ خوف ہوا کہ اسے رحمت آ لے گی..... (حوالہ شعب الایمان ۷، صفحہ ۴۵)

چنانچہ میں نے اسے اپنے پروں کے ساتھ چھپا لیا..... اور میں نے کہا:

”آلئٰن وقد عصیت قبل“

کیا اب؟..... اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا.....

پس حضرت موسیٰ السلام اور آپ کے ساتھی نکل گئے..... تو فرعون کی قوم میں سے شہروں میں پیچھے رہنے والوں نے کہا: فرعون غرق نہیں ہوا..... اور نہ اس کے اصحاب غرق ہوئے.....

سمندر نے فرعون کی لاش کو بطور عبرت باھر پھینک دیا:

بلکہ وہ سمندر کے جزیروں میں شکار کھیل رہے ہیں..... تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم فرمایا کہ فرعون کو برہنہ حالت میں باہر پھینک دے..... چنانچہ سمندر نے اسے برہنہ حالت میں باہر پھینک دیا..... وہ سر سے گنجا..... چپٹی اور سر سے اٹھی ہوئی ناک والا اور کوتاہ قد تھا..... اور جنہوں نے یہ کہا ہے کہ فرعون غرق نہیں ہوا..... انہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''فا لیوم ننجیک ببد نک لتکو ن لمن خلفک الایة''

سو آج ہم بچا لیں گے تیرے جسم کو (سمندر کی تند موجوں) سے..... تا کہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لئے (عبرت کی) نشانی..... تو اس کی یہ نجات باعث عبرت تھی..... نہ کہ باعث عافیت.....

پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا: کہ جو کچھ تجھ میں ہے اسے باہر پھینک دے..... تو اس نے ان تمام کو ساحل پر پھینک دیا..... حالانکہ سمندر اپنے اندر غرق ہونے والے کو باہر نہیں پھینکتا..... بلکہ وہ اسی کے اندر باقی رہتا ہے..... یہاں تک کہ مچھلیاں اسے کھا جاتی ہیں..... پس سمندر قیامت کے دن تک کسی غرق ہونے والے کو قبول نہیں کرے گا.....

سمندر میں ڈوبتے وقت فرعون کے کلمات

82..... امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے.....

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے..... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ عزوجل نے فرعون کو غرق کیا..... تو اس نے کہا:

''امنت انه لا اله الا لذی امنت به بنو ااسر آء یل'' (سورۃ یونس)

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا: اے محمد ﷺ اگر آپ مجھے اس حال میں دیکھے کہ میں سمندر کے درمیان سے مٹی اٹھا رہا ہوں..... تو میں اسے رحمت کے پا لینے کے خوف سے اس کے منہ میں دھنسا دیتا..... (حوالہ ا۔معجم کبیر، جلد ۱۲، صفحہ ۲۱۶ (۱۲۹۳۲) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد ۲۔شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار والمفسدین، جلد ۷، صفحہ ۳۵ (۹۳۹۳).....)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا

83..... ایک روایت میں بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کے ہلاک و برباد ہونے کے واسطے دعا مانگی..... اور اس بددعا پر حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہا: اور خداوند تعالیٰ نے اسی وقت وحی کے ذریعے جتلایا کہ آپ کی دعا قبول ہوگئی ہے..... لیکن سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کے اور اس کے قبول ہونے کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے..... یعنی مذکورہ بددعا چالیس سال کے بعد قبول ہوئی..... (حوالہ تنبیہ الغافلین)

فرعون کی سرکشی کے باوجود اللہ کی رحمت

84..... حضرت بابا فریدؒ نے ایک اور ملفوظ میں فرمایا:

اے درویش! جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام کو حکم ہوا کہ سرکش فرعون کے پاس جائیں..... اور اس کو صحیح راستہ پر چلنے دیں تو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ اس کو نرمی اور آہستگی سے سمجھائیں کہ اس کو رنج نہ پہنچے..... اس جگہ حضرت شیخ الاسلام پہنچ کر رونے لگے: اور فرمایا کہ جو ذات خدائی کا دعویٰ کرتی ہے..... اور اپنے کو ''انا ربکم الاعلی'' کہتی ہے..... جب کوئی شخص پانچ وقت اس کے سامنے سربسجود ہو کر سبحان

ربی الاعلیٰ کہے گا..... اور اس کی محبت کا دم بھرے گا..... کیسے نہیں اس کی رحمت کا امیدوار رہے گا.....

بیشک اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے..... ہرگز ہرگز اس سے ناامید مت ہو..... اور تم نے جب اپنا فرض ادا کر دیا ہے تو پھر دیکھو مالک تمہارے لئے کیا کرتا ہے..... (ملفوظات بابا فریدؒ)

فرعون نے ایک تو خدائی کا خود دعویٰ کیا..... اور کہا کہ میں سب سے بڑا رب ہوں..... اللہ تعالیٰ نے پھر بھی اس کو کھلایا پلایا کہ شاید فرعون میرا محبوب بن جائے..... اور میری رحمت کی چادر میں آ جائے..... اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے محبوب نبی کو بار بار بھیجا..... یہی بات اللہ کی رحمت اور محبت کی دلیل کے لئے کافی ہے.....

علامہ سیوطیؒ نے در منثور میں اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے.....

فرعون سے اللہ تعالیٰ کو محبت

85..... ایسے رحیم اللہ کی ہم نافرمانی کریں کہ جو قارون جیسے کو معاف کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے کہ توبہ تو کرے..... جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کلمہ پڑھا..... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آگے بڑھ کے مٹی اس کے منہ میں ڈال دی کہ کہیں اللہ اس کی توبہ قبول نہ کرے.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خود حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ جب فرعون کلمہ پڑھنے لگا..... تو مجھے یہ ڈر لگا کہ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے..... کہ کہیں اب فرعون کی توبہ قبول نہ ہو جائے..... اور اس کے ظلم دیکھ کر دل میں یہ تھا..... کہ یہ خبیث کہیں توبہ کر کے نہ مر جائے..... میں نے منہ بند کر دیا کہ توبہ نہ کر سکے..... جس

رب کی رحمت اتنی وسیع ہو..... اسکے سامنے جھکنا ہی تو انسانیت کی معراج ہے..... نہ یہ کہ الٹا فلسفہ.....

چونکہ اللہ مہربان ہے..... لہٰذا جو مرضی کرتے پھرو..... یہ بھی کوئی فلسفہ ہے..... کتا آپ کی روٹی کھائے تو گردن جھکا دے..... اور میں رب کا رزق کھاؤں تو گردن اٹھاؤں..... تو کیا میرا اخلاق کتے سے بھی نیچے چلا جائے..... گھوڑے کو چارہ ڈالو تو وہ سر جھکا کے ساری منزلیں طے کرنے کو تیار ہو جائے..... اور میرا اللہ مجھے دے اور میں گردن اکڑا لوں یہ بھی کوئی طریقہ ہے.....

گنہگار سے اللہ تعالیٰ کو محبت:

میرے عزیزو میرے بھائیو! اللہ پاک کی بارگاہ میں جھکیں وہ انتظار میں بیٹھا ہے..... سمندر کہتا ہے اجازت ہو تو غرق کردوں..... زمین کہتی ہے اجازت ہو تو پھٹ جاؤں..... فرشتے کہتے ہیں اجازت ہو تو اتر جائیں..... ہلاک کردیں.....

اور اللہ فرماتے ﴿ان کان عبد کم فکان کن به﴾ تمہارا بندہ ہے تو ماردو..... ﴿ان کا ن منی فعلیه عندی﴾ میرا بندہ ہے تو دخل نہ دو..... میں اس کی توبہ کا انتظار کررہا ہوں..... کبھی تو توبہ کرے گا..... اچھا پھر مزے کی بات یہ ہے کہ صرف معاف ہی نہیں کرتا توبہ پر

''فا ولٰئک یبدل الله سیا ءتہم حسنا ت و کان الله غفو ر رحیما''

کہ اللہ تعالیٰ پچھلے گناہوں کو بھی نیکیوں میں بدل دیتا ہے..... ایک آدمی کو اللہ بلائے گا قیامت کے دن جو توبہ کر چکا ہے..... میرا بندہ تو نے یہ گناہ کیا؟.....

جی ہاں یہ گناہ کیا..... جی ہاں..... اللہ گناہ گنا تا جائے گا..... اور وہ کانپتا جائے گا

کہ اب مر گیا تو جب اس کی حالت غیر ہوگی نا..... تو اللہ فرمائے گا اچھا سنو تو نے جتنے گنا
ہ کیئے ہیں نا! ہم نے سب کو نیکیوں سے بدل دیا..... تو وہ جلدی سے کہے گا.....
یا اللہ اور میرے گناہ تو تو نے گنوائے ہی نہیں..... جو پچھلے کیئے ہوئے ہیں تا کہ اور
نیکیاں مل جائیں..... یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی آگے ہے کہ ان کے گناہوں کو بھی اللہ
نیکیوں سے بدل دیگا..... (از عبرت انگیز بیانات مرتب مولانا ارسلان بن اختر)

قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی تلاش

86..... صاحب مظہری نے لکھا ہے کہ جب فرعون کے ہلاک ہونے کا
زمانہ قریب آیا اور حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لے کر
چلے جاؤ..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب کو کہہ دیا کہ راتوں رات یہاں سے چل
نکلو..... اور کوچ کا سب سامان اپنے اپنے گھروں کے اندر ہی کریں..... حتیٰ کہ گھوڑوں
کے زین بھی اندر ہی اندر کسیں..... تا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو.....

اور قبطیوں میں جس قدر بنی اسرائیل کے ولد الزناء تھے.....

ان سب کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں جمع کر دیا..... اور بنی اسرائیل میں جو
قبطیوں کے ولد الزناء تھے..... خدا نے انہیں وہاں بھیج دیا..... اور قبطیوں میں ایسی
مرض (موت، ۱۲) پڑی کہ بہت سے آدمی ان کے مر گئے..... اور وہ صبح تک بلکہ طلوع
شمس تک ان کے کفن دفن ہی میں لگے رہے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ یا
زیادہ بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے نکلے.....

حضرت یعقوب علیہ السلام جب مصر میں آئے تھے تو کل بہتر آدمی ان کے ساتھ
تھے..... (اب اتنا سلسلہ بڑھا) القصہ یہ کے سب کے سب ابھی حدود مصر سے نکلے بھی
نہ تھے کہ ایک میدان ایسا بے پایاں دکھائی دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران رہ گئے

کہ کس طرف چلیں..... بوڑھے بوڑھے لوگوں کو بلا کر پوچھا کہ کیا تدبیر کرانی چاہئے..... انہوں نے عرض کیا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے بھائیوں کو بلا کر وصیت کی تھی کہ جب تم مصر سے نکلو تو مجھے ساتھ لے کر نکلنا..... میرے بغیر یہاں سے نہ نکلنا..... تو یہ اس وصیت کا اثر ہے کہ اب ہم راہ بول گئے..... جب تک ان کا جسد مبارک اپنے ساتھ نہ لیں گے..... راستہ نہ ملے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کی قبر کا پتہ دریافت کیا تو سب نے کہا: ہمیں خبر نہیں ان کی قبر کہاں ہے؟.....

پھر آپ نے پکار کر کہا کہ میں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جو تم میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر سے واقف ہو..... وہ مجھے بتلا دے..... اور جو نہ جانتا ہو اس کے کانوں میں میری آواز نہ پہنچے..... اللہ کی قدرت کہ آپ کی آواز کو ایک بڑھیا کے سوا اور کسی نے نہ سنا.....

اس نے کہا: اگر میں تمہیں بتا دوں تو جو مانگوں گی وہ مجھے دو گے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اپنے پروردگار سے پوچھ لوں..... اگر حکم ہوا تو تجھ سے وعدہ کرلوں گا.....

جناب باری سے ارشاد ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام! تم اس سے وعدہ کرلو جو مانگے گی دیں گے..... اور اس سے پوچھو کیا مانگتی ہے؟.....

بڑھیاں نے کہا: دو چیزیں مانگتی ہو..... ایک دنیا کی ایک آخرت کی..... دنیا کی تو یہ ہے کہ مجھ سے چلا نہیں جاتا مجھے تم یہاں سے کسی طرح لے چلو..... اور آخرت کی یہ ہے کہ جنت میں جس بالا خانہ پر آپ تشریف لے جائیں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں.....

حضرت موسیٰ نے فرمایا: دونوں باتیں منظور ہیں.....

بڑھیا نے کہا: حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دریائے نیل کے بیچ میں ہے..... یہ

سن کر آپ نے جناب باری میں عرض کیا: دریا پھٹ گیا قبر شریف ظاہر ہوگئی..... آپ نے وہاں سے تابوت نکلوا کر لدوادیا اور پھر ملک شام میں لا کر دفن کیا..... حاصل کلام یہ کہ راستہ مل گیا..... اور وہاں سے چلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سب سے پیچھے..... اور حضرت ہارون علیہ السلام آگے آگے تھے..... ادھر سے تو یہ گذریں.....

اب فرعون کی سنئے کہ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل نکل گئے..... قوم کو حکم دیا کہ مرغ کے بولتے ہی بنی اسرائیل کی تلاش میں چل نکلو..... خدا کی قدرت اس رات کوئی مرغ ہی نہ بولا..... صبح کو فرعون اور اس کے آگے آگے ہامان ایک کروڑ سات لاکھ آدمی لے کر نکلا..... ستر ہزار سیاہ گھوڑے بھی ہمراہ تھے.....

بنی اسرائیل ابھی دریا ہی تک پہنچے تھے کہ دن نکل چکا تھا..... اور دریا خوب سناٹے سے بہہ رہا تھا کہ دیکھتے کیا ہیں..... فرعون مع اپنی قوم کے پیچھے کئے چلا آرہا ہے..... پاؤں تلے کی زمین نکل گئی..... اور حیران رہ گئے..... چنانچہ حق تعالیٰ اس قصہ کو دوسرے مقام پر اس طرح ذکر فرماتا ہے.....

''فلما ترآی الجمعا ن قال اصحاب موسیٰ انا لمدر کونَ قال کلا ان معی ربی سیھدین''

(یعنی دونوں جماعتیں جب ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو حضرت موسیٰ کے لوگ کہنے لگے: ہم تو پکڑے گئے.....

حضرت موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں..... میرے ساتھ میرا رب ہے..... جو مجھے راہ دکھائے گا).....

حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا:

''ان اضرب بعصاک البحر فا نفلق فکان کل فرق کا لطود العظیم''

تو اپنا عصاء دریا پر مار..... (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مارا) پس دریا پھٹ گیا تو ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ جیسا ہو گیا..... بارہ گروہ کے لئے بارہ راستے پیدا ہو گئے..... اور سب راستوں کے مابین اتنا پانی اونچا ہو گیا کہ پہاڑ کی طرح نظر آنے لگا.....

اور اللہ تعالیٰ نے ہوا اور دھوپ کے ذریعہ سے دم کے دم میں راستے خشک کر دیئے..... اور ہر گروہ نے اپنا اپنا راستہ لیا اور پانی چونکہ اونچا چڑھ گیا تھا..... اس لیے چلتے میں ایک گروہ دوسرے کو دیکھتا نہ تھا.....

وہ خوف کھانے لگے کہ کہیں ہمارے بھائی ڈوب نہ گئے ہوں..... حق تعالیٰ نے اس خوف کو بھی دور کر دیا..... اور پانی میں دریچے کھول دیئے کہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے اور باتیں سننے لگے..... اس طرح عافیت کے ساتھ صحیح و سالم دریا سے پار ہوئے.....

(حوالہ تفسیر مظہری: تفصیل کے لئے احقر کی کتاب اللہ کے [illegible] کی موت کا [illegible])

حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے چاند و سورج روکنے کا واقعہ

87..... علامہ بغوی نے لکھا ہے کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج کو روکا گیا تھا..... اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی اس کو طلوع ہونے سے روکا گیا تھا..... جیسا کہ بیان ہوا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے چاند کو بھی طلوع ہونے سے روکا گیا تھا.....

چنانچہ حضرت عروہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے ساتھ بیت المقدس کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا..... تو ان کو یہ بھی حکم فرمایا کہ اپنے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم مبارک کی ہڈیاں بھی نکال کر لے جائیں..... ان کو سرزمین مصر میں نہ چھوڑیں..... بلکہ اپنے ساتھ لے

جائیں..... اور ان کو بیت المقدس کی سرزمین میں دفن کر دیں..... تاکہ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی وصیت پوری ہو جائے.....

اس کا مفصل واقعہ:

چنانچہ روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ کا یہ حکم ملا تو انہوں نے لوگوں سے تحقیق کی کہ کس کو حضرت یوسف علیہ السلام کا مزار معلوم ہے یا نہیں..... مگر کسی کو بھی مزرا کا پتہ نہیں تھا..... آخر بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا ملی..... اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ کر کہا:

دوسری روایت:

کتاب انس جلیل میں یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک بے حد بوڑھا شخص آیا جس کی عمر تین سو سال تھی..... اس نے ان سے کہا:

اے خدا کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق میری والدہ کے سوا کوئی نہیں جانتا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ اپنی والدہ کے پاس چلو..... یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے کر اپنے گھر آیا..... اندر جا کر یہ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک ٹوکری کے پاس لایا ... جس میں اس کی ماں تھی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا:

"کیا تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کی جگہ جانتی ہو؟....."

مزار کی نشان دہی کے لئے عجیب شرط:

اس نے کہا: ہاں! میں جانتی ہوں..... مگر آپ کو اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب

تک کہ آپ میرے لئے یہ دعا نہیں فرمائیں گے کہ میری وہ جوانی لوٹ آئے جو سترہ سال کی عمر میں تھی..... اور میری عمر اتنی ہی اور بڑھ جائے جتنی گزر چکی ہے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے لئے دعا فرمائی..... اور بڑھیا سے کہا:

''تمہاری عمر کتنی ہے؟.....''

اس نے کہا: نوسوسال..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی..... اور اس کے بعد وہ عورت مزید نوسوسال تک زندہ رہی..... اور اٹھارہ سوسال کی عمر میں مری.....

غرض اس بڑھیا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھلائی..... یہ قبر دریائے نیل کے بیچ میں تھی..... تاکہ اس کے اوپر سے پانی گزرتا رہے..... اور وہ پانی سارے مصر کے لوگ استعمال کریں..... اور سب کو برکت حاصل ہو..... (حوالہ حیات الحیوان وتفسیر طبری و در منثور)

مصر کی عورتوں کا دبدبہ:

جب فرعون اور اس کا لشکر اور اس کے امراء ہلاک ہوئے..... اور مصر میں عام لوگوں اور رعایا کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہا..... تو ان لوگوں نے امراء کی عورتوں سے نکاح کیا..... اور اس وقت عورتوں سے نکاح کرنے والے کم درجہ کے لوگ تھے..... اور ان عورتوں کا مردوں پر دبدبہ اور غلبہ آج تک ہمیشہ باقی رہا ہے..... (حوالہ کتاب القلیوبی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا اثر

88..... فرعون اور اس کے لشکر کے غرق کے وقت اس کا خزانہ بھی لشکر والوں کے پاس تھا لوگوں میں اس کے مال کو حاصل کرنے کی رغبت دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مال کے لئے بددعاء کی.....

قرآن مجید میں یہ بدعا ان الفاظ میں ہے.....

''ربنا اطمس علیٰ اموالهم''

ترجمہ: یعنی اے میرے پروردگار! ان کے اموال کی صورت بدل کر مسخ و بیکار کر دے.....

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس دعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ قوم فرعون کے تمام زر و جواہرات اور نقد سکے اور باغوں کھیتوں کی سب پیداوار پتھروں کی شکل میں تبدیل ہو گئے.....

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک تھیلا پایا گیا..... جس میں فرعون کے زمانے کی چیزیں تھیں..... ان میں انڈے اور بادام بھی دیکھے گئے جو بالکل پتھر تھے..... ائمہ تفسیر نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام پھلوں، ترکاریوں اور غلّہ کو پتھر بنا دیا تھا..... (حوالہ معارف القرآن)

جس نے نماز کی پابندی نہ کی اس کا حشر قارون و فرعون کے ساتھ ہوگا

89..... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا! کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا تذکرہ فرمایا..... اور فرمایا:

جس نے نماز کی پابندی کی وہ اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی..... اور (اس کے ایمان کی) دلیل ہوگی..... اور (اس کی) نجات (کا سامان) ہوگی..... اور جس نے اس کی پابندی نہ کی اس کے لئے نہ نور ہوگی نہ دلیل ہوگی اور نہ نجات کا سامان ہوگی..... اور وہ قیامت کے دن قارون و فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا.....

(رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان کما فی المشکوٰۃ ص ۵۹)

علماء حدیث نے حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ نماز کی پابندی نہ کرنے والے کئی قسم کے لوگ ہیں..... کچھ لوگ مال کی وجہ سے نماز کی پابندی نہیں کرتے..... یہ لوگ قارون کے ساتھی ہوں گے..... اور کچھ لوگ حکومت کی وجہ سے نماز کی پابندی نہیں کرتے..... یہ لوگ فرعون کے ساتھ ہوں گے..... اور کچھ لوگ ملازمت کی وجہ سے نماز کی پابندی نہیں کرتے..... یہ لوگ ہامان کے ساتھ ہوں گے..... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح اچھے لوگ اچھے لوگوں کے ساتھ ہوں گے..... اسی طرح بدعمل برے لوگوں کے ساتھ ہوں گے..... (حوالہ تفسیر انوار البیان)

اھرام مصر فرعون کے عجائبات کا موجودہ ثبوت

90..... مصری زبان میں ''اہرام'' مقبرے کو کہتے ہیں..... قدیم مصری بادشاہوں کو ''فرعون'' کہا جاتا تھا..... ان بادشاہوں کو ان اہراموں میں دفن کیا جاتا تھا..... اہرام مصر دنیا کے سات عجائبات میں سے ایک ہیں..... یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تقریباً 2600 سال پہلے تعمیر کیے گئے.....

اتنا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود قدیم طرز تعمیر کے یہ حیرت انگیز نمونے اسی طرح کھڑے ہیں..... ماہر آثار قدیمہ آج تک حیران ہیں کہ ہزاروں سال پہلے جب مشینیں وجود میں نہیں آئی تھیں..... مصری معماروں نے اتنے بڑے دیواریں کس طرح اتنی بلندی پر پہنچائے..... اور کس طرح اہرام تعمیر کیے.....

ان میں تین بڑے اہرام بہت مشہور ہیں..... سب سے بڑا اہرام فرعون خوفو نے تیرہ ایکڑ جگہ پر تعمیر کرایا..... اس میں 23 لاکھ پتھر کی سلیں استعمال کی گئیں..... ہر ایک سل کا اوسط وزن 3 ٹن تھا.....

یہ تیس برس میں تقریباً ایک لاکھ آدمیوں کی مسلسل محنت سے تعمیر ہوا.....

دوسرا اہرام خافرا بادشاہ کا ہے جو بڑے اہرام سے تھوڑا چھوٹا ہے.....

تیسرا اہرام منکارا بادشاہ کا ہے..... یہ بڑے اہرام کے نصف کے برابر ہے..... یہ تینوں اہرام وادیٔ غزہ میں واقع ہیں..... ان کے علاوہ مصر میں بہت سے اہرام ہیں سکارا کے اہرام بھی مشہور ہیں..... یہیں پر وہ اہرام ہے جسے ''زمینوں والا اہرام'' کہتے ہیں..... یہ سات زمینوں میں تعمیر کیا گیا..... اس کی کل بلندی 204 فٹ تھی.....

ایک نظریے کے مطابق اہرام کی دیواروں کے ساتھ مٹی اور اینٹوں کے ڈھلوان سطح والے ٹیلے تعمیر کیے جاتے تھے..... پتھر کی سلوں کو ہزاروں مزدور لکڑی کے بڑے بڑے تختوں پر رکھ کر کھینچ کر اوپر لے جاتے..... جہاں سے معمار انہیں زیرِ تعمیر دیوار پر ٹکا دیتے..... اس طرح دیوار بتدریج اٹھتی چلی جاتی تھی..... (بشکریہ حافظ محمد صدیق)

فرعون کی لاش کو بطورِ عبرت محفوظ رکھنے کا اعلان

91..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تمام ساتھی دریا کو عبور کر گئے تو فرعون کے تمام ساتھی دریا میں داخل ہو گئے..... دریا ان کے اوپر مل گیا..... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا عبور کر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا: ہم تو یقیناً پکڑے گئے..... ہمیں اندیشہ ہے کہ فرعون غرق نہ ہوگا..... اور اس کی ہلاکت سے امن میں نہیں ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کا بدن باہر نکال دیا..... حتیٰ کہ اسرائیلیوں کو یقین ہو گیا کہ فرعون مر گیا.....

فرعون کی لاش:

مولانا اسحاق دہلویؒ نے لکھا ہے کہ کتب تفاسیر و تواریخ میں مرقوم ہے کہ یہاں فرعون اور اُس کی قوم دریائے قلزم میں غرق ہوگئی..... وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو ابھی یہی خدشہ ہے کہ مبادا فرعون کہیں اپنا جرار لشکر لے کر نہ چلا آئے اور ہم سب کو تہ تیغ نہ کر دے..... چنانچہ ان کے اطمینان کے لیئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت انتقامی کا اظہار فرماتا ہے.....

یعنی یہ کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اور یہ وہ عورت ہے کہ جو قبطیوں کے ظلم سے پہاڑوں کے پتھر ڈھویا کرتی تھی جس کی مزدوری فرعون کی طرف سے ذرا نہیں ملتی تھی.....

غرضکہ یہ عورت اپنے بنی اسرائیلی لشکر گاہ سے پانی بھرنے کے لیئے دریائے قلزم کے کنارے پر آئی تو سامنے سے کیا دیکھتی ہے کہ دریا میں ایک شاہی لاشہ بہا چلا آ رہا ہے..... اور آتے آتے وہ شاہی لاشہ عورت کے قریب کنارے پر آ کر ٹھہر گیا.....

اب جو غور سے یہ عورت دیکھتی ہے تو وہ فرعون کی لاش ہے..... جس کی داڑھی کے بال بال میں سچے موتی پروے ہوئے ہیں..... چنانچہ عورت نے وہ سچے موتی مع بالوں کے نوچ لیئے..... ادھر اس نے ڈاڑھی کے موتی نوچے.....

پھر بنی اسرائیل کی یہ عورت خوشی خوشی اپنی لشکر گاہ میں پہنچی..... اور حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرعون کی لاش کا تمام حال بیان کیا..... جو اسی وقت مع سرداران قوم کے دریائے قلزم کے کنارے پر آئے تو دیکھا کہ فی الحقیقت فرعون کی لاش دریائے قلزم کے کنارے پر پڑی ہے..... اور جانور اس کا گوشت پوست نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں.....

اللہ اللہ یہ عبرتناک سزا دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے..... کیونکہ پورے تیس سال تک آپ نے اس کے دستر خوان پر پرورش پائی

تھی..... اور پھر آپ نے فرمایا! کہ اے فرعون! افسوس تجھے ایمان نصیب نہ ہوا..... اور انجام کار کیسی ذلت کی موت تو مرا..... پھر آپ نے بنی اسرائیل سے خطاب کر کے فرمایا کہ یہ وہی ہے.....

جو ﴿انا ربکم الاعلی﴾ یعنی میں سب سے بڑا خدا ہوں کہا کرتا تھا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے اس پر عبرت لاش کو دیکھ چکے تو اب فرعون کی لاش یہاں سے تیرتی ہوئی دریا کے بہاؤ پر چلی..... اور دریائے قلزم کے اس کنارے پر جو مصر کی جانب تھا..... پہونچی تو یہاں پہلے قوم عاد و قبطی نے اسے دیکھا جو مصر میں رہ گئے تھے..... جن میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو رہی تھیں.....

کوئی کہتا تھا کہ فرعون مع لشکر ڈوب گیا تھا.....

کوئی کہتا تھا کہ نہیں بلکہ وہ اپنے لشکر سمیت پہاڑوں اور جزیروں میں نکل گیا.....

کوئی کہتا تھا کہ نہیں بلکہ وہ اپنے لشکر سمیت پہاڑوں اور جزیروں میں نکل گیا.....

کوئی کہتا تھا کہ اس نے شکار شروع کر دیا کہ یکا یک مچھیروں نے انہیں خبر دی کہ فرعون کی لاش دریا کے کنارے پر پڑی ہے..... جسے شک ہو وہ ہمارے ساتھ چل کر دیکھ لے..... اب جو بقیہ قبطیوں اور قوم عاد کے لوگوں نے آ کر دیکھا تو فی الحقیقت وہ فرعون کی لاش تھی..... اور چیل کوے اس کا گوشت نوچ رہے تھے..... پھر سب کو یقین ہو گیا..... کہ واقعی میں فرعون کو شکست ہوئی..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فتح مند ہو کر دریا پار اُتر گئے.....

لکھا ہے کہ فرعون کی عمر چار سو برس ہوئی..... جس میں اس نے جو کچھ مظالم نہ کرنے تھے وہ کیے..... اور آخر کار دنیا سے وہ نہایت ذلت کی موت مر کر ابدی جہنمی ہو گیا..... ﴿''فاعتبرو یا اولی الابصار''﴾

اللہ اللہ اللہ

فرعون کی نعش دوبارہ کیسے ملی؟

92..... منقول ہے کہ فرعون کی باقیماندہ قوم جو مصر میں تھی اس کو کسی طرح یقین نہ آتا تھا کہ فرعون غرق ہو گیا..... وہ سمجھتے تھے کہ شکار مرغ وماہی میں مشغول ہے..... چنانچہ سمندر کی موجوں کو حکم ہوا کہ اس کی لاش کو بہا کر کنارہ پر ڈال دیں تا کہ ایک طرف تو بنی اسرائیل اللہ کی قدرت کا مشاہدہ کر کے طمانیت قلب اور ایمانی قوت حاصل کریں..... اور دوسری طرف مصری قوم کی غلط فہمی دور ہو جائے..... اور وہ اللہ کی قدرت کو دیکھ کر ڈریں.....

چنانچہ موجوں نے فرعون کی لاش کو ایسی جگہ لا کر ڈالا کہ سب نے دیکھ لیا..... اور مصری قوم نے اس ذلت آمیز شکست کو چھپانے کیلئے بہ عجلت تمام اس لاش کو حنوط کر کے دفن کر دیا..... اور ہزاروں سال نامعلوم رہنے کے بعد انیسویں صدی کے اواخر میں مصر کے آثار قدیمہ کی اکتشافی مہم میں یہ لاش برآمد ہو گئی.....

اور آج قاہرہ کے عجائب خانہ میں تماشا گاہ خاص وعام بنی ہوئی ہے..... کہتے ہیں کہ ڈوبتے وقت کسی پتھر سے ٹکرا کر اس کی ٹھوڑی کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی..... یہ ہڈی اب بھی ٹوٹی ہوئی ہے..... باقی تمام لاش اسی طرح بجنسہ آج بھی موجود ہے.....

"فاعتبروا یا اولی الابصار" (حوالہ ذکر انبیاء)

اب جو لوگ مصر کی دارالسلطنت قاہرہ میں سیر وسیاحت کرنے پہونچتے ہیں وہ تصدیق کرتے ہیں کہ فرعون کی لاش اس کا مردہ بدن اب تک میوزیم میں موجود ہے.....

چنانچہ سفرنامہ ارض القرآن میں مولانا محمد عاصم صاحب نقل کرتے ہیں کہ

اس قیام کے دوران ہم نے قاہرہ کے میوزیم کو دیکھا..... اس میں پرانے زمانے کے بادشاہوں کی لاشیں تین ہزار برس سے اسی طرح چلی آرہی ہیں کہ ان کے چہروں کے نقوش اور سروں کے بال اب تک اپنی شکل میں محفوظ ہیں..... انہی لاشوں میں ایک لاش فرعون کی ہے..... جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں غرق ہوا تھا.....

(حوالہ سفرنامہ ارض قرآن)

اس سیر وسیاحت اور مشاہدہ سے قرآنی آیات کریمہ کی تصدیق اور ایمان ویقین کی روشنی بھی حاصل ہوئی.....

قصص القرآن میں مولانا حفظ الرحمان سیوہاردی نے لکھا ہے کہ فرعون کی لاش مصری عجائب خانہ میں آج بھی محفوظ ہے..... تماشا گاہ خاص وعام ہے..... اور سمندر میں تھوڑی دیر غرق رہنے کی وجہ سے اس کی ناک کو مچھلی نے کھالیا ہے..... علاوہ ازیں توراۃ میں تصریح ہے کہ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے غرق شدہ مصریوں کی نعشوں کو کنارے پر پڑے ہوئے دیکھا.....

بعض تحقیق دانوں نے لکھا ہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک فرعون منفتاح کی لاش یا مدفن کا کسی کو کوئی علم نہیں تھا..... اس کو عجلت میں تھبس Thebes کے مقام پر دفن کردیا گیا تھا..... ۱۸۹۸ء ۱۸۹۹ء میں باب الملوک کی وادی کی کھدائی کے دوران میں لوویٹ (Lovet) نے اس کی لاش شاہ امین نیپ ثانی (Amenhetep ll) کے مقبرہ کے ذیلی کمرہ سے برآمد کی..... کفن پر اس کا نام واضح حروف میں لکھا ہوا تھا جو اچھی طرح پڑھ لیا گیا..... اس کی لاش یک چوبی تابوت میں رکھی ہوئی تھی..... پانچ چھ یوروپین فاضلوں کی موجودگی میں یہ تابوت کھولا گیا تو کفن کی عبارت سے ثابت ہوا کہ وہ

منفتاح ابن رعمسیس دوم کی لاش ہے..... جو بحر قلزم میں ڈوب کر مر گیا..... یہ لاش وہاں سے قاہرہ لائی گئی اور اب وہاں کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے.....

منفتاح کا دوسرے فراعین مصر کی طرح کوئی علیحدہ مقبرہ نہیں بنایا گیا..... اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کی موت اچانک اور قطعی غیر متوقع طور پر واقع ہوئی..... اور مصریوں نے اپنی شکست اور ذلت و رسوائی کو چھپانے کیلئے جلدی سے اس کی لاش کو حنوط کر کے شاہ امین ہتیپ کے مقبرہ ہی کے ایک کمرہ میں دفن کر دیا.....

"فالیوم ننجیک ببدنک لتکون لمن خلفک الأیة"

"پس آج ہم تجھ کو تیرے بدن کے ساتھ محفوظ کئے دیتے ہیں..... تاکہ تو ان لوگوں کیلئے جو تیرے بعد آئینگے (عبرت کی) نشانی ہو.....

کیا دنیا اب بھی قرآن کی صداقت کا ثبوت تلاش کرنا چاہتی ہے!!

منفتاح (Mer-en-path) فرعون مصر کی لاش جو ۹۹-۱۸۹۸ء میں باب الملوک کی کھدائی میں برآمد ہوئی..... منفتاح نے خدائی کا دعویٰ کیا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق کو ٹھکرایا..... اور آپ کا تعاقب کرتا ہوا بحر قلزم میں ڈوب کر مرا..... یہ تصویر تابوت کی ہے جس پر اس زمانے کی رسم کے مطابق کمال صناعی سے فرعون کی زندگی کی ہو بہو شکل اور نقوش بھی کندہ ہیں..... دائیں جانب کی تصویر میں تابوت کا ڈھکنا الگ کر دیا گیا ہے..... اور فرعون کی لاش نظر آرہی ہے.....

مصری ایسا مصالحہ جانتے تھے جس کے مل دینے سے لاش خراب نہیں ہوتی تھی..... لاش کے شکم کے اندرونی حصہ کی صفائی کا کوئی خاص مخصوص طریقہ ہوتا ہوگا (چونکہ دریافت شدہ لاشوں کے شکم پر کہیں زخم کا نشان موجود نہیں ہے) ان لاشوں کی دھجیوں سے مضبوطی سے باندھ دیا جاتا تھا..... اوپر سے ریشمین کفن پہنا دیا جاتا تھا..... (حوالہ ایضاً)

اس موضوع پر ڈاکٹر غلام جیلانی برق لکھتے ہیں کہ عہد رسالت میں عرب اقوام عالم

کی تاریخ تہذیب، تمدن ان کے آثار اور علوم وفنون سے مطلقاً نا آشنا تھے..... انہیں یہ قطعاً معلوم نہ تھا کہ فرعون کتنے تھے..... اور وہ کب سے مصر پر حکومت کر رہے تھے..... رہی کھدائیاں تو مصر میں ان کا آغاز پچھلی صدی (انیسوی) کے اواخر میں ہوا تھا..... اور فرعون موسیٰ کی لاش ۱۹۰۷ء میں ایک انگریز مفتش سر گرافٹن سمتھ کی کوششوں سے برآمد ہوتی.....

ابوالاعلیٰ مودودی ڈاکٹر صاحب کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں:

''برٹانیکا کے مضمون ''ممی'' میں ذکر ہے کہ ۱۹۰۶ء میں ایک انگریز ماہر علم وتشریح سر اگرافٹن ایلیٹ سمتھ نے ممیوں کو کھول کھول کر ان کے خنوط کی تحقیق شروع کی تھی..... اور چوالیس ممیوں کا مشاہدہ کیا تھا..... گولڈنگ لکھتا ہے کہ ۱۹۰۷ء میں سمتھ کو منفطہ کی لاش ملی تھی (یہ منفطہ وہی فرعون ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں غرق ہوا) اس کی پٹیاں کھولی گئیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس کے جسم پر نمک کی ایک تہہ جمی ہوئی تھی..... جو کسی اور ممی کے جسم پر نہیں پائی گئی''.....

گولڈنگ یہ بات بیان کرتا ہے کہ فرعون بحیرۂ مرہ میں غرق ہوا تھا..... جو اس زمانے میں بحیرۂ احمر سے ملی ہوئی تھیں..... آگے چل کر وہ لکھتا ہے کہ جزیرہ نما سینا کے مغربی ساحل پر ایک پہاڑی ہے..... جسے مقامی لوگ جبل فرعون کہتے ہیں..... اس پہاڑی کے نیچے ایک غار میں نہایت گرم پانی کا ایک چشمہ ہے..... جسے لوگ حمام فرعون کہتے ہیں..... اور سینہ بہ سینہ روایات کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اسی جگہ فرعون کی لاش ملی تھی.....

میں ان معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بحیرات مرہ میں ڈوبنے کے بعد اس کی لاش پانی کی سطح سمندر پر تیرنے اور حمام فرعون تک پہنچنے میں کافی وقت لگا ہوگا..... جس

کے دوران میں اس کے گوشت پوست میں سمندری پانی کا نمک جذب ہو گیا ہوگا..... یہ نمک اس کی لاش کو حنوط کرتے وقت خارج نہیں کیا جا سکتا تھا..... تین ہزار برس کے دوران میں یہ رفتہ رفتہ اس کے جسم سے خارج ہو کر ایک تہہ کی صورت میں جم گیا تھا..... اور پٹیاں کھولی گئیں تو یہ نمک اس پر جما ہوا پایا گیا.....

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ تمام اسرار جو جدید سائنس کو اس دور میں معلوم ہوئے قرآن مجید میں اس طرح سے بیان ہو گئے؟..... وہ کون ہے جس نے محمد ﷺ کو آج سے چودہ سو سال پہلے یہ تفصیل بیان کر دیں..... جبکہ نہ دوربینیں تھیں..... نہ خوردبینیں..... اور نہ سائنسی تحقیق و تفتیش کے آلات.....

ہر سمجھدار انسان یہ بات اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ باتیں قرآن مجید میں انسانی تخیل کا نتیجہ نہیں ہو سکتیں..... بلکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی وحی ہے..... وہ فرماتا ہے.....

''قل انزله الذی یعلم السرفی السمٰوٰت والارض'' (الفرقان:٦)

''اے نبی کہہ دیجئے! اسے اس ہستی نے نازل کیا ہے..... جو آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہے.....''

یہ تمام حقائق جو سائنس کو آج معلوم ہوئے..... لیکن محمد رسول اللہ کو ڈیڑھ ہزار سال قبل معلوم تھے..... اپنی اپنی جگہ پر حجت قاطعہ ہیں..... اور اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے وجود کی کھلی ہوئی نشانیاں اور محمد ﷺ کی رسالت پر روشن دلائل ہیں..... ایسے دلائل جن کا کوئی ہوشمند انسان انکار نہیں کر سکتا..... (حوالہ وجود باری تعالیٰ)

علامہ شبلی نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

قرآن اور تورات کی مشترک تصریحات ونصوص سے یہ قطعی متعین کیا جا سکتا ہے کہ بنی اسرائیل نے بحر قلزم کے کسی کنارے اور دہانہ سے عبور کیا

یا درمیانی کسی حصہ سے؟

اس کیلئے ایک مرتبہ نقشہ میں اس حصہ پر نظر ڈالئے..... جہاں بحر احمر (قلزم یا ریڈ سی) (Red Sea) واقع ہے..... دراصل یہ بحر عرب کی ایک شاخ ہے جس کے مشرق میں سرزمین عرب واقع ہے..... اور مغرب میں مصر، شمال میں اس کی دو شاخیں ہوگئی ہیں..... ایک شاخ (خلیج عقبہ) جزیرہ نمائے سینا کے مشرق میں اور دوسری (خلیج سویز) اس کے مغرب میں واقع ہے..... یہ دوسری شاخ پہلی سے بڑی ہے..... اور شام میں بڑی دور تک چلی گئی ہے..... بنی اسرائیل اسی کے درمیان سے گذرے ہیں..... اس شاخ کے شمالی دہانہ کے سامنے ایک اور سمندر واقع ہے..... جس کا نام بحر روم (Mediterranean Sea) ہے.....

اور بحر روم اور بحر احمر کے اس شمالی دہانہ کے درمیان تھوڑا سا خشکی کا حصہ ہے یہی وہ راستہ تھا..... جہاں سے مصر سے فلسطین اور کنعان جانے والے کو بحر احمر عبور کرنا نہیں پڑتا تھا..... اور اس زمانہ میں یہ راہ قریب کی راہ سمجھی جاتی تھی..... اور بنی اسرائیل نے بحکم الٰہی یہ راہ اختیار نہیں کی تھیں..... اب اسی خشک زمین کو کھود کر بحر احمر (ریڈ سی) کو بحر روم سے ملا دیا گیا ہے..... اور اس ٹکڑے کا نام نہر سویز ہے..... اور ریڈ سی کے شمالی دہانہ پر سوئز کے نام سے ایک شہر آباد ہے..... جو مصر کی بندرگاہ شمار ہوتا ہے..... (حوالہ قصص القرآن)

سمندر کے راستہ دینے کا معجزہ دیکھنے کے باوجود بت پرستی کا مطالبہ

93..... غرق فرعون کے بعد اسرائیلی ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں کے پاس جم کر بیٹھے تھے..... انہوں نے کہا:

اے حضرت موسیٰ! ہمارے لیے بھی اس قسم کا بت بنا دو..... جس طرح ان کے لیے ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم ایک جاہل قوم ہو..... یہ سب کچھ تباہ و برباد ہونے والا ہے..... جس میں یہ مگن ہیں..... اور ان کا یہ عمل باطل ہے..... تم نے دریا عبور کرنے کا معجزہ دیکھا جو تمہارے لیے کافی ہے..... اور تم نے جو سنا وہ تمہارے لیے کافی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام چل پڑے حتی کے ایک جگہ پر پڑاؤ کیا..... پھر اپنی قوم سے فرمایا: تم حضرت ہارون کی اتباع کرو.....

میں اسے تم پر خلیفہ بنا تا ہوں..... اور میں خود اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لیے جا رہا ہوں..... ان کی مدت تیس دن تھی..... (حوالہ تفسیر قرطبی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تمنائے دیدار الٰہی

94..... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب دیدار الٰہی کی تمنا کی "رب ارنی" "میرے رب! مجھے زیارت سے نوازیئے.....

جواب آیا "لن ترانی" "تم ہرگز نہیں دیکھ سکو گے.....

اس کلام کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے غمی اور خاموشی کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: جسے اس کا مالک فرمادے تو مجھے دیکھ نہیں سکتا تو وہ غمناک کیوں نہ رہے.....

ایک مرتبہ آپ کوہ طور پر مناجات میں محو تھے کہ ارشاد ہوا.....

میرے کلیم! تم نے بھوکا، پیاسا اور پریشان رہنا کیوں پسند کرلیا ہے؟.....

آپ کے دل سے ایک ہوک سی بلند ہوئی..... اور پھر عرض گزار ہوئے.....

الٰہی! تجھے سب کچھ معلوم ہے..... جب تو نے فرمادیا ہے ''لن ترانی '' اسی وقت سے میری بھوک اور پیاس مٹ چکی ہے..... آرام وسکون ختم ہوگیا ہے..... اب میں نے غم کو اپنا مونس وہمدم بنالیا ہے.....

ارشاد ہوا..... اگر تم میرے دیدار کے طالب ہو اور محشر میں میری ملاقات کے تمنائی ہو تو شکم سیری سے پرہیز کرو..... قلب وجگر کو پیاسا رکھو..... آنکھوں کو نمناک اور دل کو ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہنے دو.....

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت تھی..... اور آپ خوب اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے تھے..... آپ کی محبت میں شدت بڑھتی رہی تو ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ سے دیدار الٰہی کی دوبارہ درخواست کی.....

تو فرمان باری ہوا کہ

اے موسیٰ! آپ ہمارا دیدار نہیں کر سکتے..... لیکن چونکہ حضرت موسیٰ کا شرف بڑھا ہوا تھا..... اس لئے آپ نے التجا ودعا کو نہ چھوڑا کہ اے اللہ! آپ مجھے اپنا دیدار کرادیجئے تاکہ میں آپ کو جی بھر کر دیکھ سکوں.....

دوبارہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا.....

اے موسیٰ! آپ ہماری ایک جھلک کی بھی تاب نہیں لاسکیں گے.....

حضرت موسیٰ نے پھر اصرار کیا تو حکم خداوندی ہوا کہ اے موسیٰ! ذرا اس پہاڑ کی طرف دیکھو..... ہم اس پر اپنے انوار کی کچھ تجلی ڈالتے ہیں.....

''فان استقرّ مکانہٗ فسوف ترانی''

یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا..... تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ کی طرف دیکھنا شروع کیا..... اور خدا تعالیٰ نے جب اس پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو

''نجعله دکا وخر موسیٰ صعقا''

اسے پاش پاش کر دیا..... اور حضرت موسیٰ بے ہوش گرے..... پھر جب ہوش میں آئے تو فرمایا:

''تبت الیک وانا اوّل المسلمین''

ترجمہ: ''میں تیری طرف رجوع لایا..... اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں''

بعض تفاسیر میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ کوہ طور پر آ جاؤ..... اور عجز و بندگی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو..... اور باادب دو زانو ہو کر بیٹھ جاؤ..... تب جلوہ الٰہی تم کو نصیب ہوگا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ویسا ہی کیا..... پھر انوار الٰہی کی ایک بجلی سی کوندگی کو، طور تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے..... اور چالیس دن بے ہوش رہے.....

ایک اور قول کے مطابق تین دن بے ہوش رہے..... اور ظہور تجلی کی وجہ سے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا..... (اسرار اولیاء)

تجلی طور کا نکتہ

95..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر طور پہاڑ پر جب تجلی نازل ہوئی تو تمام مفسرین کہتے ہیں کہ پہاڑ برداشت نہیں کر سکا..... ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا.....

لیکن مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نکتہ اور بھی ہے..... جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا..... اور وہ یہ کہ یہ پہاڑ اللہ کے جلوؤں اور تجلیات کا عاشق تھا تو ٹکڑے ٹکڑے اس لیے ہو گیا کہ وہ تجلی میرے اندر بھی آ جائے..... ورنہ تجلی اوپر ہی اوپر رہتی.....

مولانا رومی رحمہ اللہ فرماتے ہیں.....

اب برون کہہ چوز دنور صمد

پارہ شد تا در درونش ہم زند

جب طور کی ظاہری سطح پر اللہ تعالیٰ کی تجلی نازل ہوئی..... اللہ تعالیٰ کی شان صمدیت کی تجلی جب پہاڑ کی ظاہری سطح پر ظاہر ہوئی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا..... تاکہ میرے اللہ کا نور میرے اندر بھی داخل ہو جائے..... عاشق تھا یہ ظالم! تھا تو پہاڑ مگر ٹکڑے ہو گیا گویا بزبان حال اس نے یہ مصرع پڑھ دیا.....

''آ جا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں''

مولانا کی یہ شرح عاشقانہ ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دیدار الٰہی کے لئے روانگی

96..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدار الٰہی کے لئے روانگی سے قبل ایک مہینہ تک روزہ رکھا.....

ابن جریرؒ نے تفسیر طبری میں لکھا ہے..... کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے..... اور اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا ارادہ فرمایا..... تو آپ نے ان تیس دنوں میں دن رات کا روزہ رکھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناپسند کیا..... کہ جب وہ بات کریں تو ان کے منہ سے روزہ دار کے منہ جیسی بدبو آ رہی ہو ..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کچھ نباتات منہ میں لے کر چبا لیں.....

اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو نے روزہ کیوں افطار کر دیا..... حالانکہ اللہ تعالیٰ سب

کچھ جانتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یارب! میں نے ناپسند کیا کہ میں تجھ سے بات کروں تو میرے منہ سے بد بو آ رہی ہو.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تجھے علم نہیں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے..... تم واپس جاؤ..... دس دن روزہ رکھو.....اور پھر میرے پاس آؤ.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کیا..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مدت میں واپس تشریف نہیں لائے..... جو سے کی گئی تھی..... (حوالہ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد ۹ صفحہ ۶۲، دار احیاء التراث العربی بیروت)

کیا حضرت موسیٰ کو دیدار الٰہی ہوا تھا؟:

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ "رب ارنی انظر الیک" تلاوت فرمائی.....اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! کوئی زندہ مجھے نہیں دیکھے گا..... مگر وہ مرجائے گا..... کوئی خشک (جامد) مجھے نہیں دیکھے گا..... مگر وہ لڑھک جائے گا..... اور کوئی تر مجھے نہیں دیکھے گا..... مگر وہ متفرق ہو جائے گا..... مجھے وہ اہل جنت دیکھیں گے..... جن کی آنکھیں نہیں مریں گی.....اور نہ ان کے جسم بوسیدہ ہوں گے.....

(حوالہ نوادر الاصول، صفحہ ۱۳۲، دار صادر بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے

97..... امام عبد بن حمید رحمۃ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے..... البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھو..... کیونکہ یہ تم سے بڑا ہے اور خلقت کے اعتبار سے انتہائی مضبوط اور سخت ہے..... فرمایا: پھر جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی..... اور آپ نے پہاڑ کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو قائم نہیں رکھ سکا..... اور پہاڑ پہلی بار ہی ہموار ہونا شروع ہوگیا ہے تو جب پہاڑ کو ایسا کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا..... تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے.....

اللہ تعالیٰ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلامی

98..... امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں طور سینا پہاڑ پر آپ کو شرف کلام سے نوازوں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام سے لے کر طور سینا تک سولہ فرسخ کا فاصلہ تھا..... گرج تھی..... بجلی چمک رہی تھی..... کڑک تھی اور رات انتہائی ٹھنڈی تھی.....

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے..... اور جب طور کی ایک چٹان کے سامنے ٹھہر گئے..... وہاں ایک سبز درخت تھا..... اس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے..... اور اس کے اندر سے آگ ظاہر ہونے لگی..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام متعجب ہو کر ٹھہر گئے..... تو درخت کے اندر سے آواز آئی.....

اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام آواز کو سنتے ہوئے ٹھہرے رہے..... اور کہا کیا یہ کوئی عبرانی زبان میں مجھ سے بات کر رہا ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا: اے موسیٰ! میں عبرانی نہیں ہوں..... بے شک میں اللہ

العالمین ہوں..... تو اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے ستر لغات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا..... اوران میں سے ہر لغت دوسری سے مختلف تھی..... اس مقام پر آپ کو تورات عطا فرمائی.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے خدا! مجھے دیکھنے کی قوت عطا فرما تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں.....

اے موسیٰ! جو مجھے دیکھے گا وہ مرجائے گا:

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! جو مجھے دیکھے گا وہ مرجائے گا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے خدا! مجھے اپنے دیدار سے نواز اور اسی کے ساتھ میری موت واقع ہوجائے..... تو طور سیناء پہاڑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: اے حضرت موسیٰ بن عمران! علیہ السلام تو نے امر عظیم کے بارے سوال کیا ہے.....

تحقیق ساتوں آسمان اوران میں موجود ہر شے..... اور ساتوں زمینیں اوران میں موجود ہر شے کانپ اٹھی..... پہاڑ ہل گئے ہیں..... اور اے ابن عمران! تیرے سوال کی عظمت کے سبب سمندروں میں اضطراب آگیا ہے..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی: اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت عطا فرما تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں.....

تجلی الٰہی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا:

تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! پہاڑ کی طرف دیکھ..... اگر یہ اپنی جگہ پر ثابت وقائم رہا تو پھر تو مجھے دیکھ

سکے گا..... پھر جب آپ کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے اسے پاش پاش کردیا..... اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوکر گر پڑے..... اور ایک ہفتہ کی مقدار اسی طرح رہے..... پھر آپ کو افاقہ ہوا..... تو اپنے چہرے سے مٹی صاف کی اور یہ کہنے لگے

''سبحٰنک تبت الیک وانا اوّل المؤمنین''

پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں..... اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں.....

پس اس مقام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو بھی دیکھتا تھا وہ مر جاتا..... تو پھر آپ نے اپنے چہرے پر حجاب ڈال لیا..... اور آپ اپنی گردن پھیر کر لوگوں کے ساتھ باتیں کرنے لگے..... پس اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن صحرا میں گئے تو وہاں دیکھا تین آدمی قبر کھود رہے ہیں..... یہاں تک کہ انہوں نے قبر مکمل کرلی.....

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور ان پر جھانکتے ہوئے انہیں فرمایا:

یہ قبر کس کے لیے کھود رہے ہو؟.....

تو انہوں نے کہا:

ایک آدمی کے لیے..... وہ یا تو آپ ہیں یا وہ آپ کی مثل ہے..... اس کی قد و قامت آپ کے برابر ہے یا آپ کی طرح ہے..... پس اگر آپ اس میں اتریں گے تو ہم یہ قبر آپ کے لیے مختص کردیں گے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں اترے..... اور اس میں لیٹ گئے..... تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا اور وہ آپ پر بند ہوگئی..... (حوالہ تفسیر طبری جلد نمبر ۵)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرویہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ''فلما تجلّٰی ربّہٗ للجبل'' کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خنصر انگلی کی مقدار تجلی ڈالی ''جعلہٗ دکا'' تو اس نے

اسے مٹی بنادیا" وخرّ موسیٰ صعقا "اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گر پڑے..... دار آنحالیکہ آپ پر غشی طاری تھی.... (تفسیر طبری ۹/۶۵)

تجلی طور اور 6 پہاڑ

99..... امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس کی عظمت وجلال کے سبب چھ پہاڑ اڑ گئے..... ان میں سے تین مدینہ طیبہ میں جاگرے..... اور وہ احد، وقاران اور رضی ہیں..... اور تین مکہ مکرمہ میں جاکر گرے..... اور وہ حراء، شبیر اور ثور ہیں.....

اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کتنا قرب بخشا

100..... امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتنا قرب بخشا کہ قلم الٰہی تختیوں پر تورات کو لکھتا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے چلنے کی آواز سنتے تھے.....

موسیٰ اور اللہ کے درمیان ایک حجاب کا فاصلہ تھا

101..... امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں داخل کیا..... اور کلام کی.....

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت

مجاہد سے ''وقربناه نجیا'' کے تحت روایت کیا ہے کہ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجابات ہیں..... حجاب نور..... حجاب ظلمت..... حجاب نور..... حجاب ظلمت..... حجاب نور..... حجاب ظلمت..... حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب ہوتے گئے..... حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صرف ایک حجاب رہ گیا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عظمت دیکھی اور قلم کے چلنے کی آواز سنی تو عرض کی:

''رب ارنی انظر الیک'' (الاعراف 143) (حوالہ تفسیر طبری جلد: 111/16)

غرق فرعون کے بعد حضرت موسیٰ اور شیطان کی ملاقات

102..... امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ملاقات کے لیے مقررہ جگہ پر آئے..... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! بے شک تمہاری امت کو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے.....

آپ نے عرض کی: اے میرے رب! انہیں کیسے آزمایا جارہا ہے..... حالانکہ تو نے انہیں فرعون سے نجات دی ہے..... تو نے انہیں سمندر سے بچالیا ہے..... اور تو نے ان پر انعام فرمایا ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! انہوں نے تیرے بعد ایک بچھڑا بنایا ہے..... جو فقط ڈھانچہ ہے..... اس سے گائے کی آواز آتی ہے.....

تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! تو اس میں روح کس نے ڈالی ہے؟.....

رب کریم نے فرمایا: میں نے.....

تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! پھر تو نے انہیں گمراہ کیا ہے.....

فرمایا: اے موسیٰ! اے رأس النبیین..... اے ابوالحکماء! میں نے یہ ان کے دلوں میں دیکھا..... تو میں نے اسے ان کے لیے آسان بنا دیا..... (حوالہ تفسیر طبری و در منثور)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انمول قبہ

103..... امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قبہ (گنبد) تھا..... اس کی طوالت (بلندی) چھ سو ذراع تھی..... اس میں آپ اپنے رب سے ہم کلام ہوا کرتے تھے.....

اللہ کے کلام کی حقیقی لذت

104..... امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی.....

تو انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیرا کلام اس طرح ہے؟.....

تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میں دس ہزار زبانوں کی قوت سے تیرے ساتھ کلام کر رہا ہوں..... اور میرے پاس تمام زبانوں کی قوت ہے..... اگر میں تیرے ساتھ اپنے کلام کے اصلی اور حقیقی انداز سے گفتگو کروں تو تو کچھ بھی نہ سمجھ سکے.....

(نوادر الاصول، صفحہ 24-23، دار صادر بیروت)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالحویرث عبدالرحمان بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسی قدر

ہی گفتگو فرمائی..... جتنی آپ سمجھنے کی طاقت رکھتے تھے..... اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے جمیع کلام کے ساتھ گفتگو فرماتا تو کوئی چیز بھی آپ نہ سمجھ سکتے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں تک وہاں ٹھہرے رہے..... اور کوئی بھی آپ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا..... جو دیکھتا وہ رب العالمین کے نور کی تاب نہ لا کر مر جاتا..... (مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2 صفحہ 629، بیروت)

نور کی تجلی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چہرہ نور کا ہالہ لگتا تھا

105..... سعید بن منصور، ابو منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

> جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام سے نوازا اس دن آپ اون کا جبہ..... پائجامہ اور ٹوپی پہنے ہوئے تھے..... اور آپ کے نعلین گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے.....

ابو الشیخ نے عبدالرحمان بن معاویہ سے یہ قول نقل کیا ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا..... تو چالیس دن تک آپ وہاں ٹھہرے رہے..... اور کسی میں آپ کو دیکھنے کی تاب نہ تھی..... (اور جو دیکھتا) وہ رب العالمین کے نور (کی چمک) سے مر جاتا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر نورانی نقاب

106..... امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سے اپنے رب سے کلام کیا..... پھر عورتوں کے پاس نہیں آئے..... اور آپ اپنے چہرے پر نقاب پہنے رہا کرتے تھے..... کوئی بھی آپ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا..... مگر وہ مرجاتا..... اور آپ نے جس عورت کے لیے بھی اپنے چہرے کو ننگا کیا..... سورج کی شعاعوں کی مثل شعاعیں اسے ڈھانپ لیتیں..... اور وہ اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیتی..... اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے گر جاتی.....

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہزار مقام سے گفتگو فرمائی..... اور جب بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف کلام بخشا تو آپ نے تین دن تک اپنے چہرہ پر وہ نور دیکھا..... اور جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا: پھر آپ کسی زوجہ محترمہ کے قریب نہیں گئے.....

(حلیۃ الاولیاء 4/50 طبع مصر)

امام ابن منذر نے عروہ بن رویم لخمی رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی نے آپ سے کہا:

بے شک میں چالیس سال سے آپ سے بیوہ ہو چکی ہوں..... آپ مجھے ایک بار تو شرف دیدار سے متمتع فرمائیے.....

چنانچہ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس سے نقاب اٹھایا تو آپ کے چہرے کے نور نے اسے ڈھانپ لیا..... اس کی نظریں چمک اٹھیں..... اور عرض کی: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں آپ کی زوجہ ہونے کا شرف عطا کرے.....

تو آپ نے فرمایا: اس شرط پر کہ تو میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرے..... اور

اپنے ہاتھ کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھائے.....

راوی کا بیان ہے کہ وہ فصل کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے جایا کرتی تھیں..... اور جب وہ یہ دیکھتے تو وہ ان کے لیے بڑی تیزی کرتے (یعنی بڑی تیز رفتاری سے فصل کاٹتے) اور جب آپ یہ محسوس کرتیں تو آپ کٹائی میں ان سے آگے نکل جاتیں.....

(حوالہ تفسیر در منثور ج3)

دیدار کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جلدی کرنا

107..... امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ کے طریق سے کسی صحابی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی جلدی اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ گئے.....

اللہ تعالیٰ نے پوچھا جلدی کیوں آگئے؟.....

عرض کی: وہ میرے پیچھے آرہے ہیں..... اور میں آپ کی بارگاہ میں جلدی آ گیا ہوں..... تاکہ تو راضی ہو جائے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے سایہ میں ایک شخص دیکھا تو بڑے متعجب ہوئے.....

عرض کی یارب! یہ کون ہے؟ فرمایا: میں تجھے اس کی بابت نہیں بتاؤں گا..... لیکن اس کے تین خصائل بتاؤں گا..... اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو جو اپنے فضل سے مال و رزق عطا فرمایا ہے..... اس پر وہ ان سے حسد نہیں کرتا..... اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا..... اور چغلی نہیں کھاتا.....

(حوالہ در منثور)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ سوائےحضرت موسیٰ علیہ السلام کے جنت میں داخل ہونے والا ہر شخص بغیر داڑھی مونچھ کا جوان ہوگا..... صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ناف تک لمبی داڑھی ہوگی.....

(سیرت حلبیہ)

تجلی طور کی بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام چہرہ پر نقاب لگاتے تھے:

مولانا رومیؒ نے لکھا ہے:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر تجلی طور کے بعد ایسی قوی تجلی رہتی تھی کہ بدون نقاب آپ کے چہرہ کو جو دیکھتا اس کی آنکھ کی روشنی چکا چوند ہوکر ختم ہوجاتی..... انہوں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ ایسا نقاب عطا فرمایئے جو اس قوی نور کا ستر بن جائے..... اور آپ کی مخلوق کی آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے.....

ارشاد ہوا کہ اپنے اس کمبل کا نقاب بنالو..... جو کوہ طور پر آپ کے جسم پر تھا..... اور جس نے طور کی تجلی کا تحمل کیا ہوا ہے..... اور بالیقین یہ عارف کا لباس ہے..... اور اس کمبل کے علاوہ اے موسیٰ علیہ السلام! اگر کوہ قاف بھی آپ کے چہرہ کی تجلی بند کرنے کو آجاوے تو وہ بھی مثل کوہ طور ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے گا.....

کمال قدرت الٰہیہ سے مردان خدا کے ابدان نے نور بے کیف کا تحمل پایا..... جس چیز کو کوہ طور نہ برداشت کرسکا..... وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نسل برداشت کرسکا..... حاصل قصہ حضرت موسیٰ نے اپنے کمبل کا نقاب بنالیا..... اور بدون نقاب خلائق کو اپنا چہرہ دیکھنے سے منع فرمادیا.....

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ جونپور میں حضرت قطب المدار صاحبؒ کوئی بزرگ گزرے ہیں..... جن کو نسبت موسوی حاصل تھی..... اور ان کے چہرہ کو بے

السلام کوہ طور پر آئے تو فرمان ہوا کہ نعلین اتار کر آؤ..... تا کہ پہاڑ کی گرد تمہارے پاؤں پر پڑے اور تم بخشے جاؤ..... لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عرش کے نزدیک پہنچے تو حکم ہوا نعلین سمیت آئیے گا تا کہ نعلین مبارک کی گرد عرش پر پڑنے سے اسے جنبش سے قرار آ جائے گا.....

(اسرار اولیاء)

حضرت محبوب الٰہی نظامیؒ نے فرمایا کہ قیامت کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے کنگرے پر ہاتھ مار کر اس قدر فریاد کریں گے کہ ساکنان عرش اپنے تئیں بھول جائیں گے..... پھر حکم ہوگا کہ اے موسیٰ! واپس چلے جاؤ..... دیدار کا وعدہ بہشت میں ہے..... اور جب تک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امتیں مجھے نہ دیکھ لیں گی میں کسی کو دیدار نہ کراؤں گا.....

(افضل الفوائد)

بابا فریدؒ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نور تجلی کی دولت سے مشرف ہوئے تو اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ میرے سوا اور کوئی عاشق نہیں..... اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر فرمان الٰہی سنایا کہ اے موسیٰ ذرا کوہ سینا کے نیچے دیکھو جب نگاہ کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ اسی سال کے بوڑھے اور اٹھارہ برس کے جوان عالم تحیر میں عرش پر نگاہیں جمائے کھڑے ہیں..... اور ''ارنی انظر'' پکارتے ہیں آپ یہ دیکھ کر فوراً سربسجود ہوئے..... اور پوچھا: اے پروردگار یہ کون لوگ ہیں؟..... فرمایا پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے..... (ایضاً)

لیلیٰ کی مجنون سے محبت سے عبرت لو

109..... میرے عزیزو! آج امت میں سے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق

نقاب کوئی دیکھ نہ سکتا تھا..... (واللہ اعلم بالصواب)

اس کمبل کے ٹکڑے نے وہ کام کیا جو آہنی دیواریں بھی نہ کر سکتی تھیں..... اب حضرت صفورا علیہا السلام جو آپ کی اہلیہ تھیں..... اور آپ کے حسن نبوت پر عاشق تھیں..... اس نقاب سے بے چین ہو گئیں..... اور جب صبر کے مقام پر عشق نے آگ رکھ دی تو آپ نے اسی شوق اور بے تابی سے پہلے ایک آنکھ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کے نور کو دیکھا..... اور اس سے ان کی وہ آنکھ غائب ہو گئی..... اس کے بعد بھی ان کو صبر نہ آیا..... اور دوسری آنکھ بھی کھول دی..... اور اس دوسری آنکھ سے جب نظارہ تجلیات طور کا پس منظر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر دیکھنا چاہا تو وہ بھی بے نور ہو گئی..... اس طرح حضرت صفورا علیہا السلام نے فرمایا کہ میری آنکھوں سے نور تو چلا گیا..... مگر آنکھوں کے حلقے کے ویرانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کا خاص نور سما گیا ہے.....

زوجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ سے محبت کا منظر

108..... حق تعالیٰ کو حضرت صفورا علیہا السلام کے عشق کا یہ مقام اور یہ کلام بہت پسند آیا..... اور خزانہ غیب سے پھر ان کی دونوں آنکھوں کو ایسی بینائی کا نور بخش دیا جس سے وہ ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کرتی تھیں..... اور اس میں ایسا تحمل اللہ تعالیٰ نے دیا تھا کہ وہ پھر کبھی اس نور خاص سے ضائع نہ ہوئیں..... اس وقت حضرت صفورا علیہا السلام سے ایک عورت نے پوچھا کہ کیا تمہیں اپنی آنکھوں کے بے نور ہو جانے پر کچھ حسرت و غم ہے..... تو صفورا علیہا السلام نے کہا: اے اللہ کی بندی! اگر مجھے ایسی ہزار ہا آنکھیں دی جاتی ان سب کو قربان کر دیتی.....

بابا فریدؒ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ علیہ

ہی مٹ گیا..... جو اللہ ساری دنیا کی لیلاؤں کو حسن دینے والا ہے..... جس کی ایک ادنیٰ سی حسن کی بخشش سے مجنوں دیوانہ بن گیا..... اور کیسا دیوانہ بنا اس کے بارے میں بابا فرید نے اسرار اولیاء میں لکھا ہے.....

ایک مرتبہ لیلیٰ غریبوں میں کھانا تقسیم کر رہی تھی تو مجنون کو جب پتہ چلا تو وہ بھی لائن میں لگ گیا..... اب جب مجنوں کی باری آئی اور لیلیٰ کی نگاہ جیسے ہی مجنوں پر پڑی اس نے مجنوں کے برتن کو پھینکا اور دوڑتی ہوئی اپنے گھر میں چلی گئی..... لوگوں کو جب پتہ چلا مجنوں کے آنے کا انہوں نے اس غریب کو خوب مارا..... اور یہ لیلیٰ کا عاشق اس کی محبت میں مار کھاتا رہا..... اور اف تک نہ کی.....

پھر اچانک مجنوں نے چلانا شروع کر دیا..... لوگ بڑے حیران ہوئے..... مجنوں سے کہا: اتنی دیر تک تو مار کھاتا رہا..... اور تو نے اف تک نہ کی..... اب کیوں چلا رہا ہے؟.....

تو کہنے لگا کہ وہ سامنے میری لیلیٰ کھڑی مجھے دیکھ رہی تھی..... اس کے دیدار کی وجہ سے مجھے تکلیف کا پتہ نہ چلا..... پھر اس سے پوچھا تجھے روٹی بھی نہیں ملی پلاؤ بھی نہیں ملا پھر تو ناچ کیوں رہا تھا؟.....

تو وہ کہنے لگا میری لیلیٰ نے مجھے ایک نظر دیکھا اس خوشی کی وجہ سے میں ناچ رہا تھا.....

محترم قارئین آج ہم خود سوچ لیں کہ مجنوں کو لیلیٰ کے دیدار کی جتنی تڑپ اور چاہت تھی..... کیا ہمیں دیدار الٰہی اتنی چاہت وتڑپ ہے؟.....

حالانکہ اللہ تعالیٰ تو خالق لیلیٰ ہے جس اللہ نے یوسف علیہ السلام کو اتنا حسن دیا کہ عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے..... جو اللہ جنت کی حوروں کو اتنا حسن دے گا ان کے

چہرے کا نور سورج کی طرح چمک رہا ہوگا..... اور وہ جب ہنسیں گی تو ان کے دانتوں کی چمک کی وجہ سے ساری جنت روشن ہو جائے گی..... تو جو اللہ خالق یوسف ہے وہ خود کتنا حسین ہوگا..... اس کے دیدار میں کتنا مزہ اس کو تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے.....

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس فقیر کو بھی اور ساری انسانیت کو اپنے دیدار کا شوق عطا فرما دے! آمین (حوالہ احقر کی کتاب اللہ کے عاشقوں کی عاشقی کا منظر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے چرواہے کی ملاقات

110..... حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن جنگل میں سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک چرواہے کی آواز سنی..... وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا..... اے میرے جان سے پیارے!

رخسار نہ آب دیدہ شویاں شویاں

نجار وصال یار جویاں جویاں

میں تیری گلی میں دوڑتا دوڑتا آیا ہوں..... تاکہ تیرے نام کی تکرار کرتے ہوئے جان دے دوں..... آنکھوں کے پانی (آنسوؤں) سے رخساروں کو دھوتے دھوتے وصال محبوب کے راستے تلاش کر رہا ہوں..... (حوالہ ایضاً)

اگر کہا جائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کر کے جب لوٹے تھے تو انہوں نے نقاب اوڑھ لیا تھا.....

اور حضرت محمد کئی طرح پر ہے اول یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹے تو خدائے تعالیٰ کے قول ''لن ترانی'' کے موافق رد کا اثر ان پر تھا بعض نے بیان کیا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ''رب ارنی انظر الیک'' کہا تو انہیں پتھر پر لکھا ہوا ملا.....

''ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ھی احسن''

اوراس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابو طالب کے یتیم کے لئے روایت حق ہے..... اور مردودیت کی شرمندگی آنکھیں کھودیتی ہے..... اور حضرت محمد ﷺ جب لوٹے تو آپ کے اوپر قبولیت کا اثر تھا..... اوراس سے بصر کو قوت حاصل ہوتی ہے.....

(۲) دوم یہ کہ جیسے خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنی طرف نظر کرنے سے باز رکھا تھا..... ایسی ہی ان کی قوم کو ان کی طرف نظر کرنے سے باز رکھا.....

(۳) سوم یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ پر ایسا نور چھا گیا تھا کہ اس سے پہلے آپ کے چہرہ پر نہ تھا..... اور حضرت محمد ﷺ ہر حالت میں منور تھے.....

ابو ہریرہؓ کا بیان ہے آپ کا ایک رخسارہ آفتاب اور دوسرا ماہتاب تھا.....

(۴) چہارم یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نور ان کے چہرہ پر تھا..... آپ کو جو دیکھتا نابینا ہو جاتا..... اور حضرت محمد ﷺ کا نور آپ کے قلب میں تھا..... چنانچہ جس نے اپنے نور قلب سے آپ کو دیکھا توفیق خداوندی سے ہدایت پا گیا.....

(۵) پنجم یہ کہ خدا کو منظور ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو سرزنش کرے..... کیونکہ انہوں نے کہا تھا ہم کو کھلم کھلا خدا کو دکھلا دیجئے..... گویا خدائے تعالیٰ نے فرمایا اے حضرت موسیٰ ہیں..... انہوں نے ہماری نشانیاں دیکھی ہیں..... تو تم ان کی طرف نظر نہیں کر سکتے..... پھر تم خالق سبحانہ کو کیسے دیکھ سکو گے..... منجملہ اُن عذابوں کے جسمیں خدا نے بنی اسرائیل کو مبتلا کیا تھا..... ایک یہ ہے کہ چالیس سال تک زمین میں سرگرداں رہے..... رات بھر چلتے تھے..... اور صبح کو وہیں پہنچ جاتے تھے..... جہاں شام کو تھے اور باوجود اس کے ان کو من وسلویٰ کھانے کو ملتا تھا..... اور رات کو نور کا عمود اور دن کو سفید ابر ان کے ساتھ رہتا تھا..... اس کو بیضاوی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے..... اور بغویؒ اور رازیؒ نے اس کا ذکر نہیں کیا.....

تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کی انوکھی خصوصیات

111..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کوہ طور پر خدا تعالیٰ نے جب اپنی تجلی ڈالی تو اللہ کی اس ایک تجلی کی جو جھلک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مبارک آنکھوں نے دیکھی..... اس کی بدولت آپ کی نظر مبارک میں جو برکت پیدا ہوئی وہ بھی سن لیجئے..... سنئے خود حضور سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''لما کلم اللہ موسیٰ کان یبصر دبیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ الظلماء من مسیرۃ عشرۃ فراسخ'' (طبرانی صغیر ص ۵)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب اللہ نے کلام فرمایا..... تو اندھیری اور تاریک رات میں کسی پتھر پر اگر کوئی چیونٹی چلتی تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس چیونٹی کی رفتار کو دس فرسخ دور سے دیکھ لیتے..... سبحان اللہ! دیکھا آپ نے؟ یہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مبارک نظر کہ تیس میل دور سے اندھیری رات میں چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے.....

میرے بھائیو! یہ حدیث پاک ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے..... اور پھر انصاف کرے کہ جس مبارک آنکھ نے تجلی حق کی ایک جھلک دیکھی..... وہ تیس میل دور سے اندھیری رات میں چیونٹی کو بھی دیکھنے لگی..... پھر وہ مبارک آنکھیں جنہوں نے شب معراج خود خداوند عالم کی ذات مبارک کو دیکھا.....

س۔ کوہ طور پر ہمکلامی کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دوسرا کون تھا؟.....

ج۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے..... مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہمکلامی کے دوران جو باتیں ہوئیں وہ نہیں سنیں..... (تفسیر بغوی ص ۱۹۶)

قوم موسیٰ کے لئے حکم کہ مجھ ہی سے مانگو

112..... امام احمد نے الزہد میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا:

"اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ میری طرف رجوع کریں..... اور دس دنوں میں مجھ ہی سے دعا مانگیں..... اس روایت میں عشرہ سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں..... اور جب دسواں دن ہو تو وہ میری طرف نکلیں..... میں ان کی مغفرت فرما دوں گا....."

وہب نے کہا: یہی وہ دن ہے..... جس کو یہود نے تلاش کیا تھا..... اور پھر انہوں نے اس میں غلطی کی..... اور عرب کے عدد سے بڑھ کر صحیح عدد کوئی نہیں.....

(کتاب الزہد، 86، بیروت)

قوم موسیٰ کی دیدار الٰہی کی خواہش

113..... امام عبد بن حمید نے حضرت فضل بن عیسیٰ بن اخی رقاشی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا: کیا تم ہمارے چچا کے بیٹے اور ہم میں سے نہیں ہو..... اور تم گمان یہ کرتے ہو کہ تم نے رب العزت کے ساتھ کلام کیا ہے..... پس ہم تمہارے ساتھ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے..... یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بالکل ظاہر دیکھ لیں..... جب اس کے سوا ہر شے کا انہوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ اپنی قوم میں سے ستر افراد

چن لیں.....

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر شرفاء کو چن لیا..... پھر آپ نے انہیں کہا: تم نکل چلو..... پس جب وہ ظاہر کھلے میدان میں پہنچ گئے تو آپ وہ لے کر ان کے پاس آئے..... جو پہلے ان کے لیے نہیں تھا..... پس انہیں زلزلے نے پکڑ لیا.....

وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! تو ہمیں واپس لوٹا دے.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اب میرے پاس کوئی اختیار نہیں..... تم نے ایک شے کے بارے سوال کیا پس وہ تمہارے پاس آگئی..... چنانچہ وہ سارے کے سارے مر گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا گیا: اے موسیٰ! تم واپس لوٹ جاؤ..... تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب کہاں لوٹ چلوں؟.....

"قال رب لو شئت اهلكتهم من قبل واياى O اتهلكنا بما فعل السفهآء منا" (الاعراف155)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا انہیں اس سے پہلے اور مجھے بھی..... کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں بوجہ اس (غلطی) کے جو کی (چند) احمقوں نے ہم سے الٰی توبہ.....

"فساكتبها للذين يتقون" (الاعراف156)

حضرت عکرمہ نے کہا: اس دن اس امت کے لیے رحمت لکھی گئی..... (حوالہ تفسیر طبری)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت نوف بکالی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر آدمی چنے تو آپ نے انہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف وفد بن کر چلو اور اس سے سوال کرو..... پس ایک سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا..... اور ایک سوال ان کا تھا..... پس جب وہ طور کے پاس پہنچے اور

یہی وہ جگہ تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا: تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو..... تو انہوں نے کہا: ''ارنا الله جهرة'' (النساء، 153)

اے موسیٰ دکھاؤ ہمیں اللہ کھلم کھلا.....

فرمایا: وہ بڑی حکمت والا ہے.....

کیا تم اللہ تعالیٰ سے بار بار یہ سوال کر رہے ہو؟.....

فرمایا: یہی ہمارا سوال ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کھلم کھلا کراؤ..... تو انہیں زلزلے کے جھٹکوں نے آلیا..... اور وہ سب گر پڑے.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں بنی اسرائیل میں سے ستر شرفاء تیرے پاس لایا ہوں..... سو تو انہیں ان کی طرف واپس لوٹا دے..... کیونکہ اب میرے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے..... میں بنی اسرائیل کو کیسے مطمئن کروں گا..... کیا وہ مجھے قتل نہیں کر دیں گے؟.....

پھر آپ سے کہا گیا: تم اپنا مسئلہ پیش کرو.....

تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو انہیں دوبارہ زندہ کر دے.....

پس اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا..... تو اس طرح ان کو سوال اور آپ کا سوال بھی ختم ہو گیا..... اور اس دعا کو اس امت کے لیے بنا دیا گیا.....

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رقاشی رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ستر افراد عمر کے لحاظ سے تیس سال سے اوپر تھے..... اور چالیس سال کو ابھی نہیں پہنچے تھے..... اور ایسا اس لیے تھا کہ تیس سال سے اوپر کی عمر میں جہالت اور بچپنا ختم ہو جاتا ہے..... اور چالیس سال کی عمر کو جو

پہنچ جاتا ہے..... وہ اپنی عقل اور فہم وفراست سے کوئی شے بھی مفقود نہیں پاتا.....

(حوالہ کتاب العظمہ از ابو شیخ)

کوہ طور میں اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نصیحت آموز کلام

آپ کا محبوب کون ہے؟

114..... امام ابن ابی شیبہ احمد نے الزہد میں ابو خیثمہ نے کتاب العلم میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تو کہا:

اے میرے رب! تیرے کون سے بندے تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں؟.....

رب کریم نے فرمایا: وہ بندے جو میرا ذکر کثرت سے کرتے ہیں.....

عرض کی: تیرا کون سا بندہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اپنے نفس کے خلاف اسی طرح فیصلہ کرتا ہے..... جیسے لوگوں کے خلاف کرتا ہے..... پھر عرض کی:

اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے زیادہ غنی کون ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اس پر راضی ہوجائے جو کچھ میں اسے عطا کردوں.....

نیکی اور بھلائی کیا ہے؟

115.....امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اجتماعی نیکی اور بھلائی کے بارے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لوگوں کو ایسی چیزوں کا عادی بنا دے جن کا عادی بننا تو خود پسند کرتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے 3 دن گفتگو کی

116.....امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے جویبر رحمہم اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تین دن میں ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات کے ساتھ گفتگو فرمائی..... اور پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کا کلام سنتے تو آپ انہیں ناپسند کرتے..... کیونکہ آپ کے کانوں میں رب کریم کے کلام کی آواز پڑی ہوئی تھی..... اللہ تعالیٰ نے آپ سے جن چیزوں کے بارے میں گفتگو فرمائی..... ان میں سے یہ بھی ہے کہ فرمایا:

اے موسیٰ! عمل کرنے والوں نے دنیا میں زہد کی مثل کوئی عمل نہیں کیا.....
جو چیزیں میں نے لوگوں پر حرام کی ہیں ان سے اجتناب اور پرہیز کر کے میرا قرب اختیار کرنے والوں کی طرح کسی نے میرا قرب حاصل نہیں کیا..... اور میرے خوف سے رونے کی مثل عبادت گزاروں نے میری عبادت نہیں کی.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

اے رب! اے ساری کائنات کے خدا! اے روز جزا کے مالک! اور اے صاحب جلال واکرام! تو نے ان کے لیے کیا تیار کیا ہے..... اور تو نے انہیں کیا جزا دی ہے؟.....

تو رب کریم نے فرمایا:

دنیا میں زہد اختیار کرنے والوں کے لیے میں نے اپنی جنت مباح کر دی ہے..... وہ جہاں چاہیں اس میں اپنا ٹھکانہ بنا سکتے ہیں..... اور وہ لوگ جو میری حرام کردہ چیزوں سے بچنے والے ہیں..... ان کے سوا قیامت کے دن کوئی آدمی حساب کتاب کے دوران مناقشے اور اپنے اعمال پر جرح وتفتیش سے نہیں بچ سکے گا..... لیکن میں ان سے حیا کروں گا.....

انہیں عزت وتکریم سے نوازوں گا..... اور انہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمادوں گا..... اور وہ لوگ جو میرے خوف سے رونے والے ہیں..... پس ان کے لیے تو صرف رفیق اعلیٰ ہے..... اور کوئی بھی اس میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوگا.....

(مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 73-372 (13776) دار الفکر بیروت)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاص ذکر

117..... امام ابو یعلی..... ابن حبان حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے..... اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی:

اے میرے رب! مجھے ایسی چیز سکھا دے..... جس کے ساتھ میں تیرا ذکر

کروں..... اور تجھے پکاروں.....

تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اے موسیٰ! کہو لا الہ الا اللہ.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: لاالہ الا انت یا رب ..... اے میرے پروردگار! میں ایسی شے کا ارادہ کر رہا ہوں..... جسے تو میرے ساتھ خاص فرمادے..... تو رب کریم نے فرمایا:

اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان میں موجود ہر شے..... اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں..... اور لاالہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں..... تو ان تمام کے مقابلے میں لاالہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوگا.....

(از: الاسماء والصفات مصنف امام بیہقی۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 710 (1936) بیروت

سایہ عرش کے خوش نصیب لوگ کون؟

118..... امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے کتاب الاولیاء میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! کون ہیں وہ..... جنہیں تو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ (ظلم وزیادتی سے) بری ہوں گے..... جن کے دل پاک ہوں گے..... یہ وہ لوگ ہیں جو میری عظمت اور جلال کے سبب ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں..... وہ لوگ ہیں کہ جب میں

ذکر کرتا ہوں..... تو وہ میرے ساتھ ذکر کرتے ہیں.....

اور جب وہ ذکر کرتے ہیں تو میں بھی ان کے ذکر کے ساتھ ذکر کرتا ہوں..... وہ لوگ ہیں جو تکلیف اور مشکل کے لمحات میں اچھی طرح سے وضو کرتے ہیں..... اور وہ میرے ذکر کی طرف سے اس طرح رجوع کرتے ہیں.....

جیسے پرندے اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں..... اور وہ میری محبت کے اس طرح پابند ہوتے ہیں..... جیسے بچے لوگوں کی محبت کے مشتاق ہوتے ہیں..... اور میری حرام کردہ چیزوں کو جب حلال سمجھا جائے تو وہ اس طرح غضب ناک ہوتے ہیں..... جیسے چیتے کو جب کوئی غم اور تکلیف پہنچے تو وہ غیظ وغضب میں ہوتا ہے.....

(کتاب الزہد باب زہد موسیٰ علیہ السلام صفحہ 95)

میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟

119..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قصیر نے کہا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کی:

اے میرے رب! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟.....

تو رب تعالیٰ نے فرمایا: مجھے ان کے پاس تلاش کرو..... جن کے دل عجز وانکساری کرنے والے ہیں..... میں ہر روز ایک قدم ان کے قریب ہوتا ہوں..... اگر اس طرح نہ ہو تو وہ گر جائیں.....

(کتاب الزہد باب زہد موسیٰ علیہ السلام صفحہ 95)

آپ کا محبوب کون ہے؟

120..... امام ابن مبارک اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! مجھے بتایئے لوگوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟.....

رب کریم نے فرمایا: کیوں؟.....

تو عرض کی اس لیے تاکہ میں اس کے ساتھ محبت کروں..... کیونکہ تو اس کے ساتھ محبت کرتا ہے.....

تو رب کریم نے فرمایا:

وہ بندہ جو زمین کے ایک کنارے میں رہ رہا ہے..... اس کے بارے میں زمین کے دوسرے کنارے میں رہنے والے نے سنا..... لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں..... پس اگر اسے وہاں کوئی مصیبت آپہنچے..... (تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے)..... گویا وہ تکلیف اور مصیبت اسے پہنچی..... اور اگر اسے وہاں کوئی کانٹا چبھے (تو اسے اس طرح محسوس ہوتا ہے)..... گویا وہ کانٹا اسے چبھا ہے..... اور وہ یہ سب کچھ میرے لیے کرتا ہے..... تو وہی بندہ مخلوق میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! تو نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو کیا تو انہیں جہنم میں داخل کرے گا یا تو انہیں عذاب دے گا؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: سب کے سب میری مخلوق ہیں.....

پھر فرمایا: فصل کاشت کرو..... پس آپ نے فصل کاشت کی.....

پھر فرمایا اسے سیراب کرو..... آپ نے اسے پانی لگایا.....

پھر فرمایا: اس کی نگہداشت کرو..... سو آپ اس کی نگہبانی کرتے رہے..... پھر اسے کاٹا اور اسے اٹھالیا.....

تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! تیری کھیتی نے کیا کیا؟.....

آپ نے عرض کی: میں اس سے فارغ ہو چکا ہوں..... اور میں نے اسے اٹھالیا ہے.....

رب کریم نے فرمایا: اسی طرح میں بھی عذاب نہیں دوں گا..... مگر انہیں جن میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہوگی.....

بندوں میں غنی کون ہے؟

121..... امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ پوچھا:

تیرے بندوں میں سے کون زیادہ غنی ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وہ بندہ جو اسی پر قناعت کرتا ہے جو اسے دیا جاتا ہے.....

پھر عرض کی: تیرے بندوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو لوگوں کے لیے بھی ایسے ہی فیصلے کرتا ہے..... جیسے اپنے لیے کرتا ہے.....

پھر عرض کی: تیرے بندوں میں سے زیادہ علم والا کون ہے؟.....

فرمایا: جو زیادہ ڈرنے والا ہے..... (حلیۃ الاولیاء مجاہدین جبر جلد 3 صفحہ 293 مطبعۃ السعادۃ مصر)

اللہ اللہ اللہ

اے موسیٰ یتیم کے لئے باپ بن بیوی کے لئے مہربان شوہر کی طرح بن

122..... امام ابوبکر بن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں اور ابونعیم رحہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں چل رہے تھے..... تو اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق اور جبار ہے..... اللہ کی جانب سے آپ کو ندا آئی:

اے موسیٰ علیہ السلام! پس آپ دائیں بائیں متوجہ ہوئے..... لیکن کسی (آواز دینے والے) کو نہیں دیکھا.....

پھر دوسری بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو ندا فرمائی:

اے موسیٰ علیہ السلام بن عمران! پھر آپ دائیں بائیں متوجہ ہوئے..... لیکن کسی کو نہیں دیکھا..... اور آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی..... پھر تیسری بار ندا دی گئی:

اے موسیٰ بن عمران! انـنـی انا اللّٰہ لا الٰہ الا انا (بلاشبہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں).....

تو آپ نے کہا: لبیک لبیک (اے میرے رب میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں).....

پھر آپ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں گر گئے..... تو رب کریم نے فرمایا:

اے موسیٰ! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو اس دن میرے عرش کے سائے میں رہے.....

جس دن میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا..... (لہٰذا) تو یتیم کے لیے رحیم وشفیق باپ کی طرح ہوجا..... اور بیوہ عورت کے لیے مہربان خاوند کی طرح ہوجا.....

اے موسیٰ بن عمران! تو رحم کر تجھ پر رحم کیا جائے گا.....

اے موسیٰ! جیسا تو کرے گا ویسا تیرے ساتھ کیا جائے گا.....

اے موسیٰ بنی اسرائیل کے نبی! جو مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ احمد ﷺ کا انکار کرتا ہو..... میں اسے جہنم میں داخل کروں گا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: احمد ﷺ کون ہیں؟..... تو رب کریم نے فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت محمدیہ میں شامل ہونے کی خواہش

123..... اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی..... جو اس سے بڑھ کر میرے نزدیک عزت وشرف والی ہو..... میں نے زمین وآسمان اور شمس وقمر کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے..... اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جنت میری ساری مخلوق پر حرام ہے..... یہاں تک کہ محمد ﷺ اور آپ کی امت اس میں داخل ہوجائے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: احمد ﷺ کی امت کون لوگ ہیں؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی امت کے لوگ حمادون (بہت زیادہ حمد کرنے والے) ہیں..... وہ اترتے..... چڑھتے..... اور ہر حال میں حمد کرتے رہیں گے..... اپنی کمر کو مضبوطی سے باندھے رہیں گے..... اور اپنے اعضاء کو پاک رکھیں گے..... وہ دن کے

روزہ دار ہوں گے اور رات کے وقت عبادت گزار..... میں ان سے تھوڑا سا عمل بھی قبول کرلوں گا..... اور انہیں لاالٰہ الاالله کی شہادت دینے کے سبب جنت میں داخل کردوں گا.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ''اجعلنی نبی تلک الامة'' مجھے اس امت کا نبی بنادے.....

تو رب کریم نے فرمایا ''نبیھا منھا'' اس امت کا نبی ان میں سے ہوگا.....

تو پھر عرض کی ''اجعلنی من امة ذلک النبی'' (مجھے اس نبی کی امت میں سے بنادے).....

تو رب کریم نے فرمایا:

''استقدمت واستاخر یاموسی ولکن ساجمع بینک وبینه فی دار الجلال''

(اے موسیٰ! تو پہلے آیا ہے اور وہ بعد میں آئے گا..... لیکن میں عنقریب تمہیں دار الجلال میں جمع فرمادوں گا) (حوالہ تفسیر درمنثور)

بندوں میں کون بد بخت ہے

124..... امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے خدا! زبان اور دل کے ساتھ تیرا ذکر کرنے کی جزا کیا ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! قیامت کے دن میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرماؤں گا..... اور میں اسے اپنی حفاظت میں رکھوں گا..... پھر عرض کی:

اے رب! تیرے بندوں میں سے کون زیادہ شقی اور بدبخت ہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ آدمی جسے نصیحت کوئی فائدہ نہ دے..... اور جب وہ تنہائی اور خلوت میں ہو تو میرا ذکر نہ کرے.....

(حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 45، مصر)

یتیم کی خدمت کا انعام کیا ہے

125..... امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! اس آدمی کی جزا کیا ہے..... جو یتیم کو گھر میں پناہ دے رکھے..... یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے..... یا کسی بیوہ کی کفالت کرتا رہے؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اسے اپنی جنت میں سکونت عطا کروں گا..... اور اس دن اسے سایہ مہیا کروں گا..... جس دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا.....

(حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 45، مصر، کعب بن عمرو، جلد 2، صفحہ 20)

سایہ عرش میں رہنے والے کا عمل

126..... امام آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ نے کتاب العلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام کے لیے قریب ہوئے تو آپ نے عرش کے سائے میں ایک آدمی کو دیکھا..... آپ کو اس کے مکان پر رشک آ گیا..... تو اس کے بارے پوچھا تو اس کے نام کے بارے میں تو آپ کو نہ بتایا گیا..... البتہ اس کے عمل سے مطلع کر دیا گیا.....

پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا: یہ آدمی لوگوں کے ساتھ اس پر حسد نہیں کرتا..... جو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل میں سے عطا فرماتا ہے..... والدین کے ساتھ

نیکی فرمانبرداری کا سلوک کرتا ہے..... اور چغل خوری نہیں کرتا.....

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! تو کیا طلب کرنے کے لیے آیا ہے؟..... عرض کی:

اے میرے پروردگار! میں ہدایت طلب کرنے کے لیے آیا ہوں.....

فرمایا اے موسیٰ! تحقیق تو نے پالی ہے..... عرض کی:

اے میرے رب! میری وہ لغزشیں معاف فرمادے..... جو زمانہ ماضی میں ہوئیں..... اور جو مستقبل میں ہوں گی..... اور جو ان کے درمیان ہوں گی..... اور وہ جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے..... اور میں نفس کے وسوسہ اور برے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں.....

تو آپ کو کہا گیا: اے موسیٰ! تیرے لیے کافی ہے..... پھر عرض کی:

اے رب! کون سا عمل تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے..... تا کہ میں وہ کرتا رہوں؟.....

رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میرا ذکر کیا کر.....

پھر عرض کی: اے رب! تیرے بندوں میں سے زیادہ غنی کون ہے؟.....

فرمایا: وہ جو اس پر قناعت کر لیتا ہے..... جو کچھ اسے دیا جاتا ہے.....

پھر عرض کی: اے رب! تیرے بندوں میں سے افضل کون ہے؟.....

فرمایا: وہ جو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے..... اور خواہش نفس کی پیروی نہیں کرتا.....

پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں سے زیادہ عالم کون ہے؟.....

فرمایا: وہ جو اپنے علم کی خاطر لوگوں کے علم کا طالب ہوتا ہے..... شاید وہ کوئی ایسا کلمہ سن لے جو ہدایت کی جانب اس کی رہنمائی کر دے..... یا کوئی ردی اور بیکار عمل اس

سے دور کر دے.....

پھر عرض کی: اے میرے رب! عمل کے اعتبار سے تیرے نزدیک تیرا کون سا بندہ محبوب ہیں؟.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جس کی زبان جھوٹ نہیں بولتی..... اس کی شرم گاہ بدکاری کا ارتکاب نہیں کرتی..... اور اس کا دل فسق و فجور کا مرتکب نہیں ہوتا.....

پھر عرض کی: اے میرے رب! اس اثر پر کون ہوگا؟.....

فرمایا: حسین تخلیق میں بندۂ مومن کا دل.....

پھر عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ مبغوض ہے؟.....

فرمایا: وہ جورات کے وقت مردار ہو اور دن کے وقت ناحق کرنے والا ہو.....

پھر عرض کی: اس اثر پر کون ہوگا؟.....

فرمایا: بدصورت تخلیق میں کافر کا دل.....

اللہ کے یاد کرنیکا پسندیدہ طریقہ

127..... امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالجلد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

جب تو میرا ذکر کرے تو تو میرا ذکر اس طرح کر کہ تیرے اعضاء کانپنے لگیں..... میرا ذکر کرتے وقت تو خشوع کرنے والا اور مطمئن ہو جا..... اور جب تو میرا ذکر کرے تو اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے رکھ..... اور جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو حقیر و ذلیل بندے کے مقام پر کھڑا ہو..... اور اپنے نفس کی مذمت کر..... اور یہی مذمت کا زیادہ مستحق ہے..... اور جب تو میرے ساتھ کلام کر رہا ہو تو خوف زدہ دل اور سچ بولنے والی

زبان کے ساتھ کلام کر..... (کتاب الزہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 85، بیروت)

وضو کے اہتمام کی ترغیب

128..... امام احمد رحمہ اللہ نے اہل کتاب میں سے ایک سخت آدمی (فسی رجل) سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:

اے موسیٰ! اگر تجھے ایسی حالت میں موت آجائے کہ تو بغیر وضو کے ہو تو اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرنا..... مزید کہا:

اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صدقہ کے ساتھ مصائب وآلام کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے.....

مثلاً غرق ہونا..... جل جانا..... چوری اور ذات الجنب.....

راوی نے کہا کہ آپ نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی: کیا جہنم بھی..... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں جہنم بھی..... (حوالہ تفسیر در منثور)

اے موسیٰ علیہ السلام خیر سکھاؤ بھلائی پھیلاؤ

129..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ خیر اور بھلائی سکھاؤ..... اور سیکھو..... کیونکہ میں خیر کی تعلیم دینے والے اور تعلیم حاصل کرنے والے کی قبر کو منور کر دیتا ہوں..... یہاں تک کہ وہ اپنی جگہوں میں کوئی وحشت محسوس نہیں کرتے..... (حوالہ ایضاً)

انگوٹھی پر یہ لکھ لو

130..... امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر تشریف لے گئے..... تو رب جبار نے آپ کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی..... تو فرمایا:

اے موسیٰ! یہ کیا ہے؟..... حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے.....

عرض کی: اے میرے رب! یہ مردوں کے زیور میں سے ایک شے ہے..... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اس پر میرے اسماء کلام میں سے کچھ لکھا ہوا ہے؟..... عرض کی نہیں.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اس پر یہ لکھ لو "لکل اجل کتاب" (الرعد)

"ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے"..... (حوالہ ایضاً)

یتیم کا کفیل اللہ ہے

131..... امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! تو بچے کو اس کے والدین سے یتیم کر کے اسے اس طرح چھوڑ دیتا ہے؟.....

تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تو مجھ سے راضی نہیں ہے کہ میں اس کا کفیل

ہوں.....
(حوالہ ایضاً)

بندوں میں محبوب کون؟

132..... امام ابن مبارک نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟.....

فرمایا: وہ جو میرے متعلق زیادہ علم رکھتا ہے.....
(حوالہ تفسیر درمنثور)

تیری ابتداء کیسے ہوئی؟

133..... امام احمد نے الزہد میں اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے رب! عنقریب وہ مجھ سے سوال کریں گے تیری ابتداء کیسے ہوئی؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم انہیں یہ بتانا کہ بے شک میں شے سے پہلے ہوں..... ہر شے کو بنانے والا ہوں..... اور ہر شے کے بعد بھی ہوں گا.....

(کتاب زہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 84، بیروت)

عدل کو میں نے سب سے کم رکھا ہے

134..... امام احمد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے.....

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

اے میرے رب! کون سی چیز ہے جو زمین میں سب سے کم رکھی گئی ہے؟.....

فرمایا: عدل ان اشیاء میں سب سے کم ہے..... جو زمین میں رکھی گئی ہیں.....

(کتاب الزہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 86، بیروت)

متقی اور عالم کون؟

135..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے رب! لوگوں میں سے کون زیادہ متقی ہے؟.....

فرمایا: وہ جو ذکر کرتا ہے اور بھولتا نہیں.....

پھر عرض کی: لوگوں میں سے کون زیادہ عالم ہے؟.....

فرمایا: وہ جو اپنے علم کی خاطر لوگوں سے علم اخذ کرتا ہے.....

تواضع کرنے والے پر اللہ کے نور کی تجلی

136..... امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب پہاڑوں کو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تجلی ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے..... تو تمام پہاڑوں نے فخر و تکبر کیا..... اور اس پہاڑ نے تواضع و انکساری کی جس پر اس نے تجلی ڈالی.....

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں احمد بن حواری کی سند سے حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں (شان قدرت کے مطابق) جھانک کر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بڑھ کر تواضع کرنے والا کوئی دل نہیں پایا..... لہٰذا اس کی تواضع کے سبب آپ کو شرف ہم کلامی

کے لیے مختص فرمادیا.....

راوی کا بیان ہے کہ ابوسلیمان کے سوا کسی اور نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی طرف وحی فرمائی کہ میں تم پر اپنے بندوں میں سے ایک بندے کے ساتھ کلام کرنے والا ہوں..... تو پہاڑ فخر اور تکبر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بندے سے کلام فرمائے گا..... لیکن کوہ طور نے تواضع اور انکساری کی اور کہا: اگر کوئی شے اس کا مقدر بنائی گئی ہے تو وہ ہو کر رہے گی.....

راوی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طور کی تواضع کے سبب اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا..... (شعب الایمان 6/295)

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کا ایک سوال پوچھنا

137..... امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علاء بن کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! کیا تو جانتا ہے میں نے تیرے ساتھ کیوں کلام کیا ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: نہیں اے میرے رب!.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس لیے کہ میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جس نے میرے لیے تیری مثل تواضع کی ہو.....

انعام انکساری

138..... امام احمد نے الزہد میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت نوف بکالی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی جانب وحی فرمائی: میں تم میں سے کسی پہاڑ پر نزول فرمانے والا ہوں..... تو جبل طور کے سوا تمام پہاڑ فخر

وتکبر سے بلند ہو گئے..... صرف جبل طور نے تواضع اور انکساری کا اظہار کیا اور کہا: جو میرے لیے حصہ بنایا گیا ہے..... میں اس پر راضی ہوں اور امر اسی کے مطابق ہے.....

اور ایک روایت کے الفاظ کا یہ مفہوم ہے..... اگر میرے لیے کوئی مقدر کی گئی ہے تو عنقریب وہ مجھ پر آجائے گا..... تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے لیے تیری تواضع اختیار کرنے کے سبب اور میری قدرت کے ساتھ تیری رضا کے سبب میں عنقریب تجھ پر ہی نزول فرماؤں گا..... (حلیۃ الاولیاء 6/49)

کوہ طور پر حضرت موسیٰ کی شیطان سے ملاقات

139..... امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو خالد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو ابلیس پہاڑ پر ظاہر ہوا..... اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اسے پالیا اور فرمایا: اے لعین! دور ہو جا..... کیا تو یہاں بھی کام کر رہا ہے؟.....

اس نے کہا: میں آیا ہوں اور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہی توقع رکھتا ہوں..... جو میں نے ان کے باپ سے رکھی.....

تو جبرائیل علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے لعین! پیچھے ہٹ جا دور ہو جا..... پھر جبرائیل علیہ السلام بیٹھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوت و طاقت پر رونے لگے.....

اللہ تعالیٰ نے جبے کو قوت گویائی عطا فرمائی..... تو اس نے کہا: اے جبرائیل! یہ رونا کیسا ہے؟.....

انہوں نے کہا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب میں ہوں..... اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا کلام اس طرح سنوں..... جیسے موسیٰ علیہ السلام سنتے ہیں.....

تو جبے نے کہا: اے جبرائیل! میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جبہ ہوں..... اور میں ان کے جسم پر ہوں..... کیا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں یا تم؟..... اے جبرائیل! میں وہ نہیں سن سکتا جو تو سنتا ہے..... (حوالہ تفسیر درمنثور جلد 3)

تقدیر کیا ہے

140..... امام بیہقی نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنے رب سے تقدیر کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تو نے مجھ سے میرے علم کے متعلق سوال کیا ہے..... تیری سزا یہ ہے کہ میں تیرا نام انبیاء میں نہ رکھوں.....

لوگوں سے ان کے اعمال کا پوچھا جائے گا

141..... امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے.....

فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا: اور ان پر تورات نازل کی.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو رب عظیم ہے..... اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے..... اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے..... اور تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو یارب! یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے؟.....

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی جو میں کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا.....

اور لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا.....

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام سوال کرنے سے رک گئے.....

حضرت عزیر علیہ السلام کا اللہ سے سوال

142..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو مبعوث فرمایا: اور ان پر تورات نازل فرمائی..... اس کے بعد کہ وہ بنی اسرائیل سے اٹھالی گئی تھی..... حتیٰ کہ لوگوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا:

انہوں نے عرض کی: اے اللہ! تو رب عظیم ہے..... اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے..... اور اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کیا جائے تو تیری نافرمانی نہیں کی جائے گی..... تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے..... یہ کیسے ہے یا رب!

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں جو کرتا ہوں مجھ سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا سورج کی دھوپ سے تھیلا بھر سکتا ہے؟.....

عرض کی: نہیں.....

فرمایا: تو ہوا کا پیمانہ بھر سکتا ہے؟.....

عرض کی: نہیں.....

کیا تو نور کا مثقال لا سکتا ہے؟.....

عرض: کی نہیں.....

کیا تو نور کا قیراط لا سکتا ہے؟.....

عرض: کی نہیں.....

فرمایا: اسی طرح تو نے جو سوال کیا ہے اس پر تو قدرت نہیں رکھتا..... میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا..... اور لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہوگی..... میں تیری سزا مقرر نہیں کرتا..... مگر یہ کہ تیرا نام میں انبیاء کے اسماء سے ختم کرتا ہوں..... پس تیرا ان میں تذکرہ نہیں کیا جائے گا.....

پس ان کا نام انبیاء سے مٹا دیا گیا..... پس انبیائے کرام میں ان کا تذکرہ نہیں کیا جاتا..... حالانکہ وہ نبی ہیں..... (حوالہ تفسیر در منثور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اللہ سے سوال

143..... جب اللہ تعالیٰ نےحضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا: اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا مرتبہ دیکھا..... اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی..... وہ اکمہ اور ابرص کو درست کرتے تھے..... اور مردوں کو زندہ کرتے تھے.....

انہوں نے عرض کیا: یا اللہ! تو رب عظیم ہے..... اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے گی..... اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے..... تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے..... جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے..... یا رب یہ کیسے ہے؟.....

اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی..... میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا..... جب کہ لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہوگی..... تو میرا بندہ..... میرا رسول..... میرا کلمہ ہے..... میں نے تجھے مریم کے بطن میں ڈالا تو میری طرف سے روح ہے..... میں نے تجھے مٹی سے پیدا فرمایا..... پھر تجھے فرمایا کن (ہو جا) تو تو ہو گیا..... اگر تو ایسے سوال سے باز نہ آیا تو میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جو تیرے سامنے تیرے ساتھی سے

کیا..... میں جو کرتا ہوں اس کے متعلق مجھ سے باز پرس نہیں ہوتی..... جب کہ لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متبعین کو جمع کیا اور فرمایا: تقدیر راز الٰہی ہے..... تم اس کے مکلف نہیں ہو..... (حوالہ معجم الکبیر 260/10)

اے موسیٰ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے قریب ہوتا ہوں

144..... امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور احمد نے الزہد میں حضرت کعب سے روایت کیا ہے.....

فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تو قریب ہے؟ کہ میں تجھ سے مناجات کروں..... یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا کروں.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں اس کے پاس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یارب! میں کبھی ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ میں اس حالت میں تیرا ذکر کرنے سے تیری ذات کو بلند سمجھتا ہوں.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ کون سی حالت ہے؟.....

عرض کی: جنابت اور غائط (پیشاب یا پاخانہ) کا وقت.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو میرا ہر حال میں ذکر کیا کر.....

سوال موسیٰ علیہ السلام! کوئی مجھ سے افضل بھی ہے؟

145..... امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں..... جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا میں ہم کلامی کے شرف سے نوازا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری بارگاہ میں مجھ

سے زیادہ بھی معزز ہے؟..... تو نے مجھ سے سرگوشی کی اور کلام کا شرف عطا فرمایا.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری بارگاہ میں تجھ سے بھی معزز ہیں.....

حضرت موسیٰ نے عرض کی: اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے..... تو نے ان کے لیے سمندر کو پھاڑا..... فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی..... اور انہیں من وسلویٰ کھلایا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے اللہ! وہ مجھے دکھا.....

فرمایا: تو انہیں نہیں دیکھ سکتا..... اگر تو چاہے تو ان کی آواز تجھے سنا سکتا ہوں.....

عرض کی: جی ہاں میرے اللہ..... ہمارے رب نے ندا کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت! اپنے رب کو جواب دو..... انہوں نے جواب دیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے..... جو قیامت تک آنے والے تھے.....

سب نے عرض کی:

"لبیک انت ربنا حقا ونحن عبیدک حقا"

ہم حاضر ہیں..... تو ہمارا برحق رب ہے..... اور ہم تیرے برحق بندے ہیں.....

فرمایا: تم نے سچ کہا: میں تمہارا رب ہوں..... اور تم میرے برحق بندے ہو..... میں نے تمہاری دعا سے پہلے ہی تمہیں بخش دیا ہے..... اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیا ہے..... تم میں سے جو لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کے ساتھ مجھے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا.....

حضرت ابن عباس نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو

آپ کو اور آپ کی امت کو جو عطا فرمایا اس احسان کے ذکر کا ارادہ فرمایا تو فرمایا.....

"وما کنت بجانب الطور اذنادینا"

(حوالہ تفسیر در منشور)

سوال موسیٰ! اے اللہ آپ کا چہرہ کس طرف ہے

146..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا:

اے پروردگار! تیرا چہرہ کدھر ہے؟..... شمال یا جنوب کی جانب؟..... تاکہ میں اس طرف منہ کر کے تیری عبادت کروں.....

اللہ تعالیٰ نےحضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ! آپ آگ جلائیں..... پھر اس کے اردگرد چکر لگا کر دیکھیں کہ آگ کا رخ کس جانب ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ روشن کی..... اور اس کے اردگرد چکر لگایا..... دیکھا تو آگ کی روشنی ہر چہار سو یکساں ہے.....

چنانچہ دربار الٰہی میں عرض کیا: پروردگار! میں نے آگ کا رخ ہر جانب یکساں ہی دیکھا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میری مثال بھی ویسی ہی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے پروردگار! تو سوتا ہے یا نہیں؟.....

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی نازل فرمائی: اے موسیٰ! پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھ لو..... پھر میرے سامنے کھڑے رہو..... اور نیند کی آغوش میں مت جاؤ.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا..... پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہلکی سی اونگھ ڈالی..... پیالہ ان کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا..... اور پانی بہہ گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے چیخ نکلی..... اور گھبرا گئے.....

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں آنکھ کی ایک جھپک بھی سو جاؤں تو یہ آسمان زمین پر دھڑام سے گر پڑے گا..... جیسے تیرا پیالہ زمین پر گر پڑا..... اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے.....

''ان اللہ یمسک السموٰت والارض ان تزولا ......

''یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں..... اور اگر وہ ٹل جائیں تو پھر اللہ کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا..... وہ حلیم وغفور ہے.....''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: میرے پروردگار! تو نے مخلوق کی تخلیق کیوں کی..... جبکہ ان سے تجھے کوئی ضرورت نہیں پڑتی ؟.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ان کی تخلیق اس لیے فرمائی ہے..... تاکہ یہ مجھے پہچانیں..... مجھ سے اپنی مرادیں مانگیں..... اور میں ان کی مرادیں پوری کروں..... اور میری نافرمانی کے بعد مغفرت وبخشش کی درخواست لے کر میری خدمت میں حاضر ہوں..... اور میں ان کے لیے مغفرت وبخشش کا پروانہ جاری کروں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: میرے رب! کیا تو نے کوئی ایسی چیز بھی پیدا کی ہے جو تیری ہی جستجو میں رہتی ہے؟.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں..... مومن بندے کا دل جو میرے لیے خالص ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: یہ کیسے اے پروردگار؟.....

اللہ تعالیٰ نےحضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: جب مومن بندہ مجھے نہیں بھولتا تو اس کا دل میری یاد سے لبریز رہتا ہے..... اور میری عظمت اس پر محیط ہوتی ہے..... اور مجھے جو یاد کرتا ہے میں اس کا ساتھی بن جاتا ہوں.....   (حوالہ تفسیر درمنثور)

تورات کس پر تحریر تھی

147..... امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ تورات سونے کی قلموں سے لکھی گئی۔

حضرت موسیٰ تورات کو لکھنے کی آواز سن رہے تھے:

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیاں لکھیں اور وہ تختیوں میں قلمیں چلنے کی آواز سن رہے تھے۔

تورات جنت کے بیری کے درخت پر لکھی تھی

148..... امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے..... کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ تختیاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئیں..... وہ جنت کے بیری کے درخت سے بنی ہوئی تھیں..... اور ایک تختی کی لمبائی بارہ ذراع تھی.....

تورات کی سیاہی رب کا نور تھا

149..... امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ تختیاں جنت کے زبرجد اور زمرد کی بنی ہوئی تھیں.....

رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا تو وہ جنت عدن سے تختیاں لے کر آئے..... اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دست وقدرت کے ساتھ ان تختیوں پر اس قلم کے ساتھ لکھا..... جس کے ساتھ ذکر (قرآن کریم) لکھا..... رب کریم نے نور کی نہر سے سیاہی حاصل کی..... اور اسی کے ساتھ تختیاں لکھیں.....

تورات کی کتابت سونے کی تھی

150..... امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' وہ کہا کرتے تھے کہ وہ تختیاں یاقوت کی بنی ہوئی تھیں..... اور میں کہتا ہوں کہ وہ زبرجد کی تھیں..... ان کی کتابت سونے کی تھی..... اللہ تعالیٰ نے اپنے دست وقدرت کے ساتھ انہیں لکھا..... اور اہل آسمان نے قلم چلنے کی آواز سنی.....

تورات کی تختیاں زبرجد کی تھیں:

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیاں زبرجد کی تھیں..... (حوالہ العظمہ ابوالشیخ)

وہ تین چیزیں جنہیں اللہ نے چھوا

151..... امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین کے سوا کسی چیز کو مس نہیں کیا.....

وہ تین یہ ہیں.....

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست وقدرت سے پیدا فرمایا:

(۲) جنت میں درخت اپنے دست وقدرت سے لگائے.....

(۳) تورات اپنے دست وقدرت سے لکھی.....

تورات لکھتے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام..... اور اللہ کے درمیان سوا حجاب کے کچھ نہ تھا (حوالہ در منثور)

شیطان کس کے سائے سے بھاگتا ہے؟

152..... امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ اگر تیرے لیے باعث مسرت یہ ہے کہ تو زندہ رہے..... اور تو علم الیقین تک پہنچ جائے تو پھر ہر وقت یہ کوشش کر کہ تو شہوات دنیا پر غالب آجائے..... کیونکہ جو شہوات دنیا پر غالب آجاتا ہے..... تو شیطان اس کے سائے سے دور بھاگتا ہے..... (نوادر الاصول)

تورات جنت کی تختیوں پر لکھی گئی

153..... امام طبرانی نے السنہ میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات لکھے.....

تو فرمایا: اے جبرائیل! تو جنت میں داخل ہو..... اور جنت کے درخت سے میرے پاس دو تختیاں لا..... پس جبرائیل امین علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے..... تو جنت کے یاقوت کے درختوں میں سے ایک درخت آپ کی طرف متوجہ ہوا..... آپ نے اس سے دو تختیاں کاٹیں..... اور اس درخت نے آپ کی اس سارے معاملہ میں اتباع کی..... جس کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فرمایا تھا..... آپ ان دونوں تختیاں کو لے کر رحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہوئے..... اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے ان

دونوں کو پکڑا..... جونہی اللہ تعالیٰ نے انہیں مس کیا تو دونوں تختیاں نور ہوگئیں..... اور عرش کے نیچے ایک نہر ہے جس میں نور چلتا ہے..... حاملین عرش میں سے کوئی نہیں جانتا وہ کہاں سے آرہا ہے..... اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں جارہا ہے..... جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے..... اور جب رب رحمٰن نے اس سے سیاہی حاصل کرلی..... وہ خشک ہوگئی اور پھر جاری نہ ہوئی..... پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات اپنے دست وقدرت سے لکھ دی تو دونوں تختیاں انہیں عطا فرمادیں..... اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں پکڑا تو وہ تختیاں پتھر بن گئیں.....

رب کی نافرنی پر حضرت موسیٰ کا غصہ

154..... پھر جب آپ بنی اسرائیل اور حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ نے قوم کو سونے کے بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا تو انتہائی غصے میں آگئے..... آپ نے انہیں ڈاڑھی اور سر کے بالوں سے پکڑا..... اور انہیں اپنی طرف کھینچنے لگے..... تو حضرت ہارون نے آپ کو کہا:

”قال ابن ام ان القوم استضعفونی و کادوا یقتلونی“ (الاعراف 150)

”حضرت ہارون نے کہا: اے میری ماں جائیا اس قوم نے کمزور و بے بس بنادیا..... مجھے اور قریب تھا کہ قتل کردیں مجھے“

اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے پاس آنے سے خوف زدہ رہا..... اور آپ کہہ رہے ہیں، کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ہے..... اور میرے قول کا انتظار نہیں کیا.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کریم رب سے استغفار کیا..... اور اپنے بھائی

کے لیے بھی استغفار کیا..... اور تختیاں ٹوٹ گئیں..... جب آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پھینکا تھا.....

غصہ میں تورات کی تختیاں ٹوٹ گئیں

155..... امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبرجد کی سات تختیوں میں تورات عطا فرمائی..... ان میں ہر شے کی وضاحت اور پند و نصائح تھیں..... تورات لکھی ہوئی تھی..... پس جب آپ لے کر آئے..... تو آپ نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا..... تو آپ نے تورات کی تختیاں اپنے ہاتھ سے پھینک دی..... اور وہ ٹوٹ گئی.....

پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے..... اور انہیں سر سے پکڑ لیا..... تو اللہ تعالیٰ نے سات میں سے چھ اٹھا لیں..... اور ساتویں باقی رہی..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا..... آپ نے تختیوں کو اٹھا لیا..... تو ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی..... ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں.....

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تحریر ان میں سے باقی رہنے والی تختی میں تھی.....

تورات کی تختی کا وزن کتنا تھا؟

156..... س۔ تورات کی تختیوں میں کتنا وزن تھا..... کتنے سال میں ایک تختی پڑھی جاتی تھی..... اور اس وقت ان کو کون پڑھتا تھا؟.....

ج۔ تورات کی تختیوں میں اتنا وزن تھا جس کو ستر اونٹ اٹھا سکیں..... اور تورات کے

تختیوں کی شکل میں اجزاء بنے ہوئے تھے..... ایک تختی یعنی ایک جز ایک سال میں پڑھا جاتا تھا..... اور حضرت موسیٰ حضرت یوشع حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ ان چاروں کے علاوہ اور کوئی ان کی تلاوت نہ کرتا تھا..... (تفسیر بغوی ص ۱۹۹)

تورات میں لکھا نصیحت آموز کلام:

157..... امام احمد اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے.....

اے ابن آدم! میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنی نماز میں روتے ہوئے عجز کا اظہار نہ کر..... کیونکہ میں اللہ ہوں جو تیرے دل کے قریب ہوں..... اور غیب سے تو میرا نور دیکھتا ہے.....

حضرت مالک نے فرمایا: اس نور سے مراد وہ حلاوت اور سرور ہے..... جو بندۂ مومن کو حاصل ہوتا ہے..... (حلیۃ الاولیاء، مالک بن دینار، جلد 2 صفحہ 359 مطبعہ السعادۃ مصر)

تورات میں لکھے گئے 4 حروف

158..... امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چار حروف ہیں..... جو تورات میں لکھے ہوئے ہیں.....

(۱) جس نے مشاورت نہ کی وہ ندامت اٹھائے گا.....

(۲) جس نے غنا کا اظہار کیا وہ ترجیح پا جائے گا.....

(۳) فقر و افلاس سرخ موت ہے.....

(۴) جیسے تو کرے گا ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جائے گا.....

(حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4 صفحہ 48 مطبعہ السعادۃ مصر)

مالدار بننے کا نسخہ

159..... امام احمد اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے.....

اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو تیرا دل غنا سے بھر جائے گا..... اور تیرے فقر کا ازالہ ہو جائے گا..... اور اگر تو اس طرح نہیں کرے گا تو تیرا دل غم سے بھر جائے گا..... اور تیرا فقر دور نہیں ہوگا..... (ایضاً حلیۃ، جلد 4، صفحہ 17-16)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں نقل کیا ہے..... کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے تورات میں لکھا ہوا ہے.....

اے ابن آدم! ٹوٹا ہوا ٹکڑا (یعنی کھانے کا ٹکڑا) تجھے کفایت کرے گا..... خرقہ (کپڑے کا ٹکڑا) تجھے ڈھانپ لے گا..... اور پتھر تجھے پناہ دے گا.....

(کتاب الزہد، صفحہ 18، بیروت)

تو غصہ میں مجھے یاد رکھ! میں بھی غصہ میں تجھے یاد رکھونگا

160..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہیب المکی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے.....

اے ابن آدم! جب تو غصے میں ہو تو میرا ذکر کر..... اور جب میں غصے میں ہوا..... تو میں تیرا ذکر کروں گا..... اور میں تجھے ان کے ساتھ ہلاک نہیں کروں گا..... جنہیں میں ہلاک کروں گا..... اور جب تجھ پر ظلم کیا جائے..... تو اپنے لیے میری نصرت پر راضی

ہو جا..... کیونکہ تیرے لیے میری نصرت اس سے بہتر ہے..... جو تیری نصرت اپنے آپ کے لیے ہے.....

پڑوسی کے گناہ میں کون شریک ہے

161..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے وہ آدمی جس کا علم بڑھتا ہے..... اس میں خوف اور اضطراب بھی بڑھتا ہے..... اور فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے وہ آدمی جس کا پڑوسی گناہ کا عمل کرتا ہو..... اور وہ اسے منع نہ کرے تو وہ بھی اس کے ساتھ شریک ہوگا.....

میرے بندہ میرا رزق کھا کر بھی میری عبادت نہیں کرتا

162..... امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم!

تو میری یاد دلاتا ہے..... اور خود مجھے بھلا دیتا ہے..... تو میری طرف دعوت دیتا ہے اور خود مجھ سے بھاگتا ہے..... میں تجھے رزق دیتا ہوں اور تو عبادت میرے غیر کی کرتا ہے.....

حضرت عبداللہ اور ان کے بیٹے نے ولید بن عمر رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے:

اے ابن آدم! اپنے ہاتھوں کو حرکت دے..... تیرے لیے رزق کا دروازہ

کھول دیا جائے گا..... اور میں جن کاموں کا تجھے حکم دیتا ہوں..... ان میں میری اطاعت کر..... پس میں بذات خود ان امور کو بہتر جانتا ہوں جو تیری اصلاح کر سکتے ہیں.....

دنیا سے محبت کرنے والے پر اللہ کا غصہ

163..... حضرت عبداللہ نے عقبہ بن زینب رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے تو ابن آدم پر توکل نہ کر..... کیونکہ ابن آدم غافل ہے..... بلکہ تو اس حی (زندہ) پر توکل کر جسے موت نہیں آئے گی..... اور تورات میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو موت آ گئی تو اور کون ہے جسے موت نہیں آئے گی؟.....

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس کتاب میں پایا ہے..... جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی کہ جو آدمی دنیا سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مبغوض جانتا ہے..... اور جو دنیا سے بغض رکھتا ہے..... اللہ اس سے محبت فرماتا ہے..... اور جو دنیا کی عزت وتکریم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر دیتا ہے..... اور جو دنیا کو ذلیل وحقیر جانتا ہے..... اللہ تعالیٰ اسے عزت وتکریم عطا کرتا ہے.....

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: جیسے تم رحم کرتے ہو اسی طرح تم پر رحم کیا جائے گا..... (ایضاً جلد 5 صفحہ 215 (25365))

سکون دل کا نسخہ بذریعہ تورات

164..... امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا..... تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! اپنے رب سے ڈر..... اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر..... اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر..... تو تیرے لیے تیری عمر میں اضافہ کر دیا جائے گا..... آسانی اور خوشحالی کو تیرے لیے آسان بنا دیا جائے گا..... اور تنگی اور تکلیف کو تجھ سے پھیر دیا جائے گا..... (مصنف ابن ابی شیبہ 217/5)

مضمون تورات! پریشانیوں سے نجات گناہوں سے بچنے میں

165..... امام ابن ابی شیبہ نے کردوس ثعلبی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے..... تقویٰ اختیار کر..... تو اس کے سبب بچ جائے گا..... کیونکہ بچاؤ (اور حفاظت) تقویٰ میں ہے تم رحم کرو..... تم پر رحم کیا جائے گا..... تم توبہ کرو..... تمہاری توبہ قبول کی جائے گی.....

حضرت فقیہہ علامہ ثمرقندیؒ سند کے حوالہ کے ساتھ، حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تختیاں منجانب اللہ عطا کی گئی تھیں اُن میں دس باب تھے..... پہلی تختی کا مضمون یہ تھا.....

(۱) اے موسیٰ! تم میرے ساتھ کسی کو بھی شریک قرار نہ دینا..... میری

جانب سے یہ حکم ہو چکا ہے کہ دوزخ کی آگ شرک کرنے والے لوگوں کو ضرور جلائیں گی.....

(۲) یہ کہ تم میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر بجالاتے رہو..... میں تم کو ہلاکتوں اور بربادی سے محفوظ رکھوں گا..... اور تم لوگوں کی زندگی میں برکت عطا کروں گا..... اس کے بعد اس زندگی سے بھی زیادہ عمدہ اور اعلیٰ زندگی دوں گا.....

(۳) کبھی کسی بھی نفس کو نہ قتل کرنا کہ جس کا قتل میں نے حرام قرار دیا ہے..... کہ زمین اپنی تمام وسعتوں اور گنجائشوں کے باوجود اور آسمان اپنے کناروں کے ساتھ تم پر تنگ پڑ جائیں..... اور تم کو میری ناراضگی میں مبتلا ہو کر جہنم رسید ہونا ہوگا.....

(۴) میرے نام کی جھوٹی قسم نہ کھانا..... اور نہ ہی کسی گناہ کے موقعہ پر کوئی قسم کھانا کہ میں اس قسم کے شخص کو پاکیزگی اور طہارت نہیں بخشتا.....

(۵) جو کچھ میں نے لوگوں کو بخشش کر رکھی ہے تم اس پر حسد نہ کرنا..... اس لیے کہ حسد کرنے والا شخص میری نعمت کا دشمن اور مخالف ہے..... اور وہ میرے فیصلہ کو تسلیم کرنے والا نہیں ہے..... گویا وہ میری اس تقسیم کا مخالف ہے کہ جو میں نے اپنے بندوں میں کی ہے..... مجھ سے ایسے شخص کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہے.....

(۶) اور اس چیز کی شہادت ہرگز نہ دینا جو کہ تمہارے کانوں کو یاد نہیں ہے..... تمہاری عقل میں محفوظ نہیں..... اور قلب کو اس پر اعتماد اور بھروسہ نہیں ہے..... میں قیامت کے روز گواہوں کو..... ان کی شہادت کی وجہ سے کھڑا کروں گا..... اور ان سے سوالات کروں گا.....

(۷) چوری نہ کرنا.....

(۸) کبھی زنا نہ کرنا..... خاص طور سے اپنے پڑوسی کی بیوی سے کہ میں تجھ سے اپنا رخ پھیر لوں گا..... اور تم پر آسمانوں کے دروازے بند کر دوں گا..... اور دوسروں کے لیے وہ ہی چیز پسند کرو جو کہ اپنے واسطے پسند کرتے ہو.....

(۹) اور غیر اللہ کے واسطے کوئی جانور ذبح نہ کرنا..... اس لیے کہ میں وہ ہی قربانی پسند کرتا ہوں کہ جس پر میرا نام لیا گیا ہے..... اور وہ صرف اور صرف میری خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے ہے.....

(۱۰) اور میری عبادت کے لیے ہفتہ کا دن مخصوص کر..... اور اپنے گھر والوں کے واسطے بھی میرے واسطے وقت نکال..... اور اپنے تمام گھر والوں کے لیے بھی اس کا حکم کر فرمان نبوی ﷺ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہفتہ کا روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے بنایا..... اور ہم لوگوں کے واسطے عید کے طور پر جمعہ کے روز کو منتخب فرمایا..... (حوالہ تنبیہ الغافلین)

جھوٹی قسم کھانے والے کے اعمال مردود ہیں:

امام ابن حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں لکھا:

اے موسیٰ! میرے بارے میں جھوٹی قسم نہ اٹھانا..... کیونکہ جو میرے بارے میں جھوٹی قسم اٹھاتا ہے میں اس کے عمل کو پاک نہیں کرتا.....

جب تم گناہ کرتے ہو تو میں لعنت بھیجتا ہوں:

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے..... کہ حضرت وہب بن منبہ نے......

''و کتبنا له فی الالواح من کل شئی''

کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھا:

میری عبادت کرو..... اور اہل آسمان اور اہل زمین میں سے کسی شے کو بھی میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ..... کیونکہ وہ سب میری مخلوق ہیں..... کیونکہ جب میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے تو میں غضب ناک ہوتا ہوں..... اور جب میں غضب میں ہوتا ہوں تو میں لعنت بھیجتا ہوں..... اور میری لعنت اولاد کی جانب سے چوتھی نسل تک کو پالیتی ہے.....

اور جب میری اطاعت وفرمانبرداری کی جائے تو میں راضی ہوتا ہوں..... اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت عطا فرماتا ہوں..... اور میری برکت ایک امت کے بعد دوسری امت تک کو پہنچتی ہے..... اور تم میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ کھاؤ..... کیونکہ میرے نام کے ساتھ جو جھوٹی قسم کھاتا ہے میں اس کے عمل کو پاک نہیں کرتا.....

گناہ ہر چیز کا نور چھپانے کا اعلان:

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوحزرہ القاص سے بیان کیا ہے کہ وہ دس آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں لکھیں..... وہ یہ ہیں کہ میری عبادت کرو..... میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ..... میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ کھاؤ..... کیونکہ جو میرے نام کے ساتھ

جھوٹی قسم کھاتا ہے میں اسے پاکیزگی اور طہارت عطا نہیں کرتا..... میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو..... میں تمہارے لیے تمہاری موت کو مؤخر کردوں گا..... اور مصنوعی دوستی کرنے والے سے تمہیں بچاؤں گا..... نہ چوری کرو..... اور نہ زنا کا ارتکاب کرو..... ورنہ میں تم سے اپنے چہرے کا نور چھپالوں گا..... اور تمہاری دعا کے لیے میرے آسمانوں کے دروازے بند کردیئے جائیں گے.....

اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ خیانت اور دھوکہ نہ کرو..... لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو..... اور ایسی چیز کے بارے شہادت نہ دو..... جو چیز تمہیں یاد نہ ہو..... اس لئے کہ میں گواہوں کو شہادت کی بناء پر کھڑا کروں گا..... اور پھر شہادت کے بارے ان سے سوال کروں گا..... اور میرے سوا کسی کے لیے ذبح نہ کرو..... کیونکہ اہل زمین کی کوئی قربانی میری طرف بلند نہیں ہوتی..... مگر وہی جس پر میرا نام ذکر کیا جائے..... (شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 222 (4858)، دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو نازل فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ تم اہل ہوا (خواہش نفس کی پرستش کرنے والے) کی مجالست اختیار نہ کرو..... ورنہ وہ تمہارے دل میں وہ کچھ ڈال دیں گے..... جو اس میں نہیں.....

(ایضاً، جلد 7، صفحہ 60 (9462))

آسمانی فرشتہ کا اعلان

166..... حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت وہب بن منبہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے ہم نے تمہیں شوق دلایا..... اور تم مشتاق نہیں ہوئے..... ہم تمہاری طرف مائل ہوئے اور تم روئے نہیں.....

خبر دار! ہر رات اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے:

اے قتل کرنے والو! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے لیے ایسی تلوار ہے جو کبھی کند نہیں ہوگی..... اور وہ جہنم کی آگ ہے..... چالیس برس کے لوگ اس کھیتی کی مثل ہیں..... جسے ہم نے کاٹ دیا ہے.....

پچاس سال کی عمر کے لوگو! حساب کی طرف آؤ..... تمہارا کوئی عذر نہیں ہے.....

اے ساٹھ برس کی عمر پانے وا ! تم نے آگے کیا بھیجا..... اور پیچھے کیا چھوڑا..... اور اے ستر برس عمر پانے والو! تم کیا انتظار کر رہے ہو..... کاش! مخلوق نہ ہوتی اور وہ پیدا نہ کیے جاتے..... اور جب انہیں پیدا کر دیا گیا تو وہ جانتے ہیں انہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے.....

خبردار سنو! قیامت تمہارے قریب آچکی ہے..... پس اپنی احتیاط کو لازم پکڑو.....

(نوادر الاصول 178)

''سامری'' کا نام بھی ''موسیٰ'' تھا:

167..... ''سامری'' جس نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا پر لگا دیا تھا جس کا ذکر آگے آئے گا..... (ان شاء اللہ) اس کا نام بھی ''موسیٰ'' تھا..... سامری کے نام ونسب اور جائے سکونت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں..... سب سے زیادہ راجح قول یہی ہے کہ اس کا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام ظفر تھا..... اور بنی اسرائیل کے ایک قبیلہ سامرہ سے تھا..... اس قبیلہ کی مناسبت سے اس کی جائے سکونت کا نام بھی ''سامرہ'' ہوا..... اس لئے اس کو سامرہ سے تھا..... اس قبیلہ کی مناسبت سے اس کی جائے سکونت کا نام بھی ''سامرہ'' ہوا..... اس لئے اس کو سامری کہتے ہیں..... یہ شخص خود اور اس کا سارا قبیلہ بلکہ اطراف وجوانب کے تمام لوگ گائے کی پرستش کیا کرتے

تھے..... یہ سامری اس زمانے میں پیدا ہوا جب کہ فرعون بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر لڑکے کو ذبح کرادیتا تھا..... جب یہ پیدا ہوا.....تو اس کی ماں نے اسے پہاڑ کے غار میں چھپادیا..... بنی اسرائیل کے اس قسم کے بچوں کی تربیت کے لئے بھی حضرت جبرائیل امین کو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا..... اس موسیٰ بن ظفر یعنی سامری کی تربیت کے لئے بھی حضرت جبرائیل متعین تھے..... وہ اس کے غار میں تشریف لاتے..... اور اس کا اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دیتے..... جس سے وہ دودھ اور شہد چوستا رہتا..... (تفسیر قرطبی)

بعض علماء نے لکھا ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام خود اپنی انگلیاں اس کے منہ میں دیتے تھے..... جس سے وہ دودھ اور شہد چوستا ہے.....

صاحب روح المعانی نے اس ضمن میں دو شعر بھی نقل کئے ہیں:

اذا المرء لم یخلق سیعد اتحیرت

عقول مربیه و خاب الموئل

فموسی الذی رباه جبریل کافر

وموسی الذی رباه فرعون مرسل

جب آدمی اصل خلقت میں سعادت سے محروم ہو تو اس کی تربیت کرنیوالوں کے دماغ حیرت زدہ اور اس سے بہتری کی امید رکھنے والے خائب و خاسر ہو کر رہ جاتے ہیں..... وہ موسیٰ جس کی پرورش جبرائیل امین علیہ السلام نے کی کافر ہوا..... اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس کی پرورش فرعون نے کی..... اللہ تعالیٰ کا رسول (فرستادہ، بھیجا ہوا) ہے..... (روح المعانی پ۱۶ص۲۷۷)

''سامری'' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بظاہر ایمان لایا مگر پکا منافق تھا.....

سامری کے کرتوت کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر بھی معلوم ہو گیا تھا:

امام ابن مردویہ نے حضرت وہب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے وعدہ فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر نکل پڑے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام تھے تو پیچھے سے ایک آواز سنی.....

عرض کی الٰہی! میں اپنے پیچھے سے آواز سن رہا ہوں؟.....

فرمایا: شاید تیری قوم گمراہ ہو گئی ہے..... عرض کی الٰہی! اس کو کس نے گمراہ کیا ہے؟.....

فرمایا سامری نے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اس نے انہیں کیسے گمراہ کیا ہے؟.....

فرمایا: اس نے اس کے لیے ایک گائے کے بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا ہے..... جو گائے کی طرح ڈکارتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! اس سامری نے ان کے بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا تو اس میں روح کس نے پھونکی..... حتیٰ کہ وہ ڈکارنے لگا؟.....

فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اس میں روح پھونکی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: تیری عزت کی قسم! تیرے علاوہ کسی نے میری قوم کو گمراہ نہیں کیا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے.....

عرض کی: اے حکیم الحکما! کسی حکیم کے لیے مناسب نہیں کہ جو تجھ سے زیادہ محکم

ہو......

امام ابن جریر نے اپنی تہذیب میں حضرت راشد بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے..... اور اپنی قوم سے چالیس راتوں کا وعدہ کر کے آئے تھے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تیری قوم تیرے بعد فتنہ میں مبتلا ہوگئی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یارب! کیسے فتنہ میں مبتلا ہو گئے؟..... حالانکہ میں نے انہیں فرعون سے نجات دلائی..... انہیں سمندر سے نجات بخشی..... میں نے ان پر انعام فرمایا: میں نے ان پر کرم فرمایا؟.....

فرمایا: اے موسیٰ! انہوں نے آپ کے بعد بچھڑے کا ایک ڈھانچہ بنایا جو گائے کی طرح ڈکارتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یارب! تو نے انہیں گمراہ کیا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اے نبیوں کی اصل! اے ابوالحکام! میں نے اس کی محبت ان کے دلوں میں دیکھی تو میں نے پھر ان کو یہ دے دیا.....

سونے کا بچھڑا اور اس کی پرستش

168..... بنی اسرائیل کے گوسالہ کی پرستش کا سبب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تیس یوم کی مدت معین کی تھی..... پھر اس کی تکمیل کے لئے دس دن کا اور اضافہ فرمایا:

چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام عاشورہ کے دن فرعون اور آل فرعون کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو دریائے قلزم عبور کر کے آگے لے کر بڑھے تو ان کا گزر ایک ایسی

قوم پر ہوا..... جو گائے کی شکل کے بتوں کی پوجا کر رہے تھے.....

ابن جریج کہتے ہیں کہ یہ گوسالہ پرستی کا نقطہ آغاز ہے..... یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے بھی ایسے ہی بت بنوادیں..... تاکہ ہم لوگ بھی ان کی طرح پرستش کیا کریں..... اس درخواست سے ان کا منشاء عقیدہ وحدانیت میں کمزوری یا شک نہیں تھا..... کیونکہ یہ لوگ تعلیم سے نابلد تھے..... اور یہ درخواست اسی شدت جہل کا نتیجہ تھی..... جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے.....

''انکم قوم تجھلون''

''بے شک تم ایک جاہل قوم ہو''

قیام مصر کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ فرمایا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کرنے کے بعد تم کو ایک ایسی کتاب دے گا..... جس میں تمہارے لئے دینی دنیوی معاملات کے لئے دستور العمل ہوگا..... چنانچہ جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم وستم سے نجات مل گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اس کتاب یعنی تورات کے لئے درخواست کی.....

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیس دن کے روزے رکھنے کا حکم فرمایا..... جب آپ تیس روزے رکھ کر فارغ ہوئے تو آپ کو اپنے منہ کی بدبو ناگوار معلوم ہوئی تو آپ نے مسواک کر لی..... یا کسی درخت کی چھال پی لی.....

ملائکہ نے کہا: کہ آپ کے منہ سے جو مشک کی خوشبو آتی تھی وہ آپ نے مسواک کر کے ختم کر دی..... لہٰذا آپ نے دس یوم کے روزے اور رکھے..... اس دس یوم کے اضافہ کی مدت میں گوسالہ پرستی کا ظہور ہوا..... جس کا بانی سامری تھا..... (حوالہ حیات الحیوان)

سونے کی گائے کا بت بنانے والا اللہ کی عذاب میں

169 ..... بنی اسرائیل میں سامری نام کا ایک سنار تھا..... بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ سامری جادوگر تھا..... یہ قبیلہ سامرہ کی طرف منسوب تھا..... اور یہ قبیلہ گائے کی شکل کے بت کا پجاری تھا..... سامری جب بنی اسرائیل کی قوم میں آیا..... تو ان کے ساتھ بظاہر یہ بھی مسلمان ہوگیا..... مگر دل میں گائے کی پوجا کی محبت رکھتا تھا..... چنانچہ جب بنی اسرائیل دریا سے پار ہوئے..... اور بنی اسرائیل نے ایک بت پرست قوم کو دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنے لئے بھی ایک بت کی طرح کا خدا بنانے کی درخواست کی..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات پر ناراض ہوئے..... تو سامری موقعہ کی تلاش میں رہنے لگا.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات لانے کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے..... تو موقعہ پا کر سامری نے بہت سا زیور پگھلا کر سونا جمع کیا..... اس سونے کو جمع کرنے کے لئے سامری نے بنی اسرائیل سے کہا: جس قدر سونا ہے وہ لے آؤ..... پھر سامری نے سونے کو پگھلا کر اس سے سونے کی گائے کا پتلا تیار کیا.....

اور پھر اس نے کچھ خاک اس گائے کے بت میں ڈالی..... تو وہ گائے کے بچھڑے کی طرح بولنے لگا..... اور اس میں جان پیدا ہوگئی..... سامری نے بنی اسرائیل میں اس بچھڑے کی پرستش شروع کرادی..... اور بنی اسرائیل اس بچھڑے کے پجاری بن گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے واپس تشریف لائے تو قوم کا یہ حال دیکھ کر بڑے غصے میں آئے..... اور سامری سے دریافت فرمایا کہ اے سامری! یہ تو نے کیا کیا؟.....

سامری نے بتایا کہ میں نے دریا سے پار ہوتے وقت جبرائیل کو گھوڑے پر سوار دیکھا تھا..... اور میں نے دیکھا کہ جبرائیل کے گھوڑے کے قدم جس جگہ پر پڑتے ہیں وہاں سبزہ اُگ آتا ہے..... میں نے اس گھوڑے کے قدم کی جگہ سے کچھ خاک اٹھا لی..... اور وہ خاک میں نے بچھڑے کے بت میں ڈال دی..... تو یہ زندہ ہو گیا ہے..... اور مجھے یہی بات اچھی لگی ہے..... میں نے جو کچھ کیا ہے اچھا کیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اچھا تو جا دور ہو جا..... اب اس دنیا میں تیری سزا یہ ہے کہ تو ہر ایک سے یہ کہے گا کہ مجھے چھونہ جانا..... یعنی تیرا برا حال ہو جائے گا..... کہ تو کسی شخص کو اپنے قریب نہ آنے دے گا.....

چنانچہ واقعی اس کا یہ حال ہو گیا کہ جو کوئی اس سے چھو جاتا تو اس چھونے والے کو اور سامری کو بھی بڑی شدت کا بخار ہو جاتا..... اور انہیں بڑی تکلیف ہوتی..... اس لئے سامری خود ہی چیخ چیخ کر لوگوں سے کہتا پھرتا کہ میرے ساتھ کوئی نہ لگے..... اور لوگ بھی اس سے اجتناب کرے..... تاکہ اس سے لگ کر بخار میں مبتلا نہ ہو جائیں..... اس عذاب دنیا میں گرفتار ہو کر سامری بالکل تنہا رہ گیا..... اور جنگل کو چلا گیا..... اور بڑا ذلیل ہو کر مرا..... (قرآن کریم پ ۱۶ ع ۱۴۔ روح البیان ص ۵۹۹ جلد ۲)

حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بچھڑے کی طرف متوجہ ہوئے..... اور اس کے اوپر ایک رندا رکھ کر اسے چھیل دیا..... اور وہ اس وقت نہر کے کنارے پر تھے (اس کی چھیلن ساری پانی میں گئی)..... چنانچہ بچھڑے کے پجاریوں میں سے جس نے بھی اس نہر کا پانی پیا تو اس کا چہرہ سونے کی طرح پیلا ہو گیا..... اب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہماری توبہ کیا ہے؟.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو.....

چنانچہ انہوں نے چھریاں اٹھائیں..... اور کسی نے اپنے باپ بھائی کو قتل کرنا شروع کر دیا..... اور کسی کو یہ پروانہ تھی کہ کس نے کس کو قتل کیا ہے؟..... یہاں تک کہ ان میں سے ستر ہزار افراد قتل ہوئے.....

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم فرمایا: کہ انہیں حکم دیں کہ ہاتھ اٹھالیں..... پس جو لوگ قتل کر دیئے گئے میں نے ان کی مغفرت کر دی..... اور جو باقی رہ گئے انکی توبہ قبول کر لی..... (حوالہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک ۲/۴۱۲۔)

سامری جادوگر نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھ لیا

170..... امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب فرعون اور اس کے حواری سمندر پہنچے تو فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا..... اس کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا..... سامری نے جبرائیل کو پہچان لیا..... کیونکہ جب اس کی ماں کو اس کے ذبح ہونے کا خدشہ ہوا تھا تو اس نے اسے غار میں چھپا دیا تھا..... اور غار کا منہ بند کر دیا تھا..... جبرائیل امین اس کے پاس آتے تھے اور اسے ایک انگلی کے ذریعے دودھ اور دوسری انگلی کے ذریعے شہد کے ساتھ غذا دیتے تھے..... اور ایک انگلی کے ذریعہ سے اسے گھی کھلاتے تھے..... اس طرح وہ پرورش پاتا رہا..... حتی کہ وہ بڑا ہو گیا.....

جب سامری نے اسے سمندر میں دیکھا تو پہچان گیا..... اس نے جبرائیل کے گھوڑے کے نشان قدم سے مٹھی مٹی کی بھر ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گھوڑے کے سم کے نیچے سے اس نے مٹی لی تھی..... اور سامری کے دل میں یہ بات ڈالی تھی کہ تو اس مٹی کو جس چیز پر ڈالے گا..... اور پھر تو اسے کُنْ (ہو جا) کہے تو وہ ہو جائے گی..... سامری کے پاس وہ مٹی تھی حتی کہ وہ دریا سے تجاوز کر گیا..... جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل دریا سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو غرق کر دیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون سے کہا تھا تم میرے پیچھے میری قوم میں رہو..... اور اصلاح کرتے رہو..... اور مفسدین کے راستہ کی پیروی نہ کرو..... حضرت موسیٰ علیہ السلام خود اپنے رب کی بارگاہ میں مقررہ جگہ اور مقررہ وقت میں پہنچ گئے..... بنی اسرائیل کے پاس آل فرعون کے زیورات تھے تو وہ گویا گناہ سے بچنا چاہتے تھے..... انہوں نے وہ زیور نکالے تاکہ انہیں آگ آئے اور کھا جائے..... جب انہوں نے وہ زیورات جمع کیے تو سامری نے مٹھی سے اشارہ کیا..... اور ان زیورات پر مٹی ڈال دی..... اور کہا تو ایسا بچھڑے کا ڈھانچہ بن جا..... جس میں گائے کی طرح ڈکارنا بھی ہو..... پس وہ اسی طرح بن گیا..... ہوا اس کی دبر میں داخل ہوتی..... اور اس کے منہ سے نکل جاتی..... اس طرح اس سے آواز سنی جاتی تھی..... اس نے بنی اسرائیل سے کہا یہ تمہارا خدا ہے..... اور حضرت موسیٰؑ کا خدا ہے..... پس وہ اس پر جم کر بیٹھ گئے..... اور اس کی عبادت شروع کر دی.....

حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! تم اس کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو..... تمہارا رب تو بے حد مہربان ہے..... تم میری اتباع کرو..... اور میرے حکم کی پیروی کرو.....

انہوں نے کہا: ہم تو اسی پر جمے رہیں گے..... حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف لوٹ کر آ جائیں..... (حوالہ تفسیر طبری)

باتیں کرنے والا سونے کا بچھڑا

171..... علامہ دمیریؒ نے لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ گوسالہ سونے کا ایک قالب تھا..... اوراس میں روح نہیں تھی..... البتہ اس سے ایک آواز آتی تھی..... بعض کا قول ہے کہ یہ گوسالہ صرف ایک مرتبہ بولا تھا..... اور جب یہ بولا تھا تو پوری قوم اللہ کو چھوڑ کر اس کی عبادت میں لگ گئی..... اور وجد و سرور میں اس کے اردگرد رقص کرنے لگے.....

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ گوسالہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ کثرت سے بولتا رہتا تھا..... اور جب یہ بولتا تھا لوگ اس کو سجدہ کرتے تھے..... اور جب یہ خاموش ہو جاتا تو یہ لوگ سجدہ سے سر اٹھا لیتے تھے.....

وہبؒ فرماتے ہیں کہ اس گوسالہ سے آواز تو آئی تھی..... مگر اس میں حرکت نہیں تھی..... سدی کا قول ہے کہ یہ گوسالہ بولتا اور چلتا تھا.....

''جسد'' بدن انسانی کو کہتے ہیں..... اور اجسام مغتذیہ میں سے کسی کے لئے اس کے علاوہ جسد نہیں کہا گیا..... کبھی کبھی جنات کے لئے بھی جسد کا استعمال ہوتا ہے..... پس بنی اسرائیل کا گوسالہ ایک قالب تھا..... جو آواز کرتا تھا..... جیسا کہ گزر چکا..... یہ گوسالہ نہ کھاتا تھا..... اور نہ پیتا تھا..... اللہ کے قول ''واشربوا فی قلوبهم العجل'' کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب میں گوسالہ کی محبت شدت کے ساتھ پیوست اور جاگزیں ہوگئی تھی.....

بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش کتنے دن کی؟

172 ......بنی اسرائیل نے گوسالہ کی پرستش کل چالیس یوم کی تھی.....

جس کی پاداش میں وہ چالیس سال تک میدان تیہ میں مبتلائے عذاب رہے..... اللہ تعالیٰ نے ایک یوم کے مقابلہ میں ایک سال ان کی سزا کے لئے تجویز فرمایا..... اور اس طرح چالیس سال قرار دیئے گئے.....

منصور دیلمی نے ''مسند فردوس'' میں حضرت خذیفہ بن الیمان کی یہ روایت نقل کی ہے.....

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک گوسالہ ہے.....

اور اس امت کا گوسالہ دینار و درہم ہے.....''

حجت الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ قوم موسیٰ یعنی بنی اسرائیل کے گوسالہ کی ساخت سونے اور چاندی کے زیورات کی تھی..... (حوالہ حیات الحیوان)

فرعون کس کو پوجتا تھا؟:

حضرت عباس فرماتے ہیں کہ فرعون گائے کی عبادت کرتا تھا..... اسی وجہ سے سامری نے بچھڑا اپنایا تھا..... (بغوی ص ۱۸۹)

فرعون نے کتنے سال حکومت کی.....اور اس کی عمر کل کتنی ہوئی؟.....

فرعون نے چار سو سال حکومت کی.....اور کل عمر چھ سو بیس سال ہوئی.....

(معالم التنزیل ص ۱۹۰)

سامری نے بچھڑا کتنے دنوں میں بنا کر تیار کیا تھا؟.....

تین دن میں بنا کر تیار کیا تھا..... (الکامل فی التاریخ ص ۱۸۹)

سونے کے بچھڑے کو گویائی حضرت ہارون کی دعا سے ملی تھی:

امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباسؓ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام سامری کے پاس سے گزرے تو وہ بچھڑا تراش رہا تھا.....

آپ نے پوچھا کیا کر رہا ہے؟.....

سامری نے کہا جو نقصان نہ دے گی..... اور نہ نفع دے گی.....

حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا: اے اللہ! اس کے دل کی خواہش پوری فرمادے.....

حضرت ہارون علیہ السلام چلے گئے..... تو سامری نے یہ دعا مانگی:

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ گائے کی طرح ڈکار لے..... پس وہ بچھڑے کا ڈھانچہ ڈکارتا تو وہ سارے اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے..... جب وہ ڈکارتا تو وہ سر اٹھا لیتے..... (حوالہ در منثور 798/4)

سونے کے بچھڑے نے بنی اسرائیل کو فرقوں میں بانٹ دیا:

ایک بچھڑا نما بنایا جو اندر سے کھوکھلا تھا..... اس میں روح نہیں تھی..... اس کے لیے ڈکارتا تھا.....

ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی قسم! اس کی آواز نہیں تھی..... لیکن ہوا اس کی دبر (پچھلا حصہ) سے داخل ہوتی تھی..... اور منہ سے نکل جاتی تھی..... اس وجہ سے آواز پیدا ہوتی تھی..... بنو اسرائیل کئی فرقوں میں بٹ گئے.....

ایک فرقہ نے کہا: اے سامری! یہ کیا ہے تو ہی اسے بہتر جانتا ہے؟.....

اس نے کہا: یہ تمہارا خدا ہے..... لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے

ہیں.....

انہوں نے کہا: ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واپس تشریف لانے تک اسے نہیں جھٹلاتے..... اگر تو یہ ہمارا رب ہوگا تو ہم نے جب سے اسے دیکھا ہے ہم نے اسے ضائع نہیں کیا..... اور ہم نے اس کو نہیں چھوڑا..... اگر یہ ہمارا رب نہیں ہے تو ہم موسیٰ علیہ السلام کے قول کی اتباع کریں گے.....

ایک گروہ نے کہا: یہ شیطان کا عمل ہے..... یہ ہمارا رب نہیں ہے..... ہم نہ تو اس کی تصدیق کرتے ہیں..... اور نہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں..... ایک گروہ کے دلوں میں اس بچھڑے کی محبت رچ بس گئی..... اس سامری کی باتوں کی وجہ سے جو اس نے بچھڑے کی تعریف وتوصیف میں کہی تھیں..... اس گروہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تکذیب کا اعلان کردیا.....

حضرت ہارون علیہ السلام نے کہا: اے میری قوم! تم اس بچھڑے کے ذریعے فتنہ میں مبتلا کیے گئے ہو.....

بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے..... تمہارا رب اس طرح کا نہیں ہے.....

انہوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا ہوا کہ انہوں نے ہم سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا..... پھر انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے..... یہ چالیس راتیں گزر چکی ہیں..... ان کے نادان لوگوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا رب تلاش کر رہے ہیں..... انہیں اپنے رب کے پانے میں غلطی ہوگئی ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف کلام بخشا..... اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں..... اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ سب کچھ بتا دیا جو ان کے چلے جانے کے بعد ان کی قوم نے کیا تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس غضب ناک اور افسوس ناک حالت میں لوٹے..... آپ نے انہیں اس کلام سے تنبیہ فرمائی جو قرآن نے ذکر کیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں نیچے ڈال دیں..... اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا..... پھر اپنے بھائی سے معذرت کی..... اور اپنے رب سے استغفار کیا..... پھر آپ سامری کی طرف متوجہ ہوئے.....

فرمایا: تجھے یہ عمل کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟.....

اس نے کہا: میں نے رسول کے نشان سے مٹی بھری..... میں پہچان گیا تھا اور تم پر یہ پوشیدہ رہی..... پھر میں نے اسے ڈالدیا..... اس طرح میرے نفس نے میرے لیے مزین کردکھایا.....

آپ نے فرمایا: جا زندگی بھر تو لامساس (مجھے کوئی نہ چھوئے) کہتا رہے گا..... اگر وہ بچھڑا خدا ہوتا تو سامری اس حالت تک نہ پہنچتا..... بنو اسرائیل نے آزمائش کا یقین کرلیا..... اور شک کرنے لگے..... وہ لوگ جن کی رائے حضرت ہارون علیہ السلام کی رائے کے موافق تھی.....

انہوں نے کہا: اے موسیٰ! اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھول دے..... ہم توبہ کریں گے..... اور اپنی گزشتہ کوتاہیوں کو مٹانے کی کوشش کریں گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی منتخب فرمائے..... یہ بنی اسرائیل کے نیکوکار افراد تھے..... اور انہوں نے بچھڑے کو شریک نہیں بنایا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام ان ستر آدمیوں کو لے کر چلے تاکہ اپنے رب سے توبہ کا سوال کریں..... زمین ان ستر آدمیوں کے ساتھ لرزنے لگی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم سے حیا محسوس ہوئی..... جب ان کے ساتھ زلزلے کا عمل ہو رہا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو انہیں اس سے پہلے ہلاک کردیتا..... کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس کے عمل کی وجہ سے جو نادانوں

نے کیا..... اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جن کے دل بچھڑے کی محبت سے مخمور تھے..... اور اس پر ایمان لائے تھے..... اسی وجہ سے زمین پر زلزلہ آیا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے..... میں اسے متقین کے لیے لکھ دوں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب! میں نے تجھ سے اپنی قوم کے لیے توبہ کا سوال کیا تھا..... اور آپ نے میرے قوم کے علاوہ کسی اور قوم کے لیے تو نے اپنی رحمت لکھ دی ہے..... اور شاید تو نے مجھے مؤخر کر دیا..... حتی کہ اس شخص کی امت مرحومہ میں نکلوں گا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی توبہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے والد اور بچے جس کو ملے اسے قتل کر دے.....

قوم موسیٰ کی بت پرستی سے توبہ

173..... حسن بصری سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور میں سوال کیا کہ اس کی قوم کی گوسالہ پرستی کے گناہ معاف کرے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی..... مگر جب وہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے پاس آئے..... اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کرنے کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرو..... یہی تمہاری توبہ ہے..... اور یہی تمہارے خالق کے ہاں تمہارے لئے بہتر ہے.....

انہوں نے کہا کہ ہم اللہ کے حکم پر صبر کرتے ہیں..... اور وہ اپنے کیے پر پشیمان ہو گئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے اس بات پر عہد و پیمان لیا کہ وہ اللہ کے اس قتل والے فیصلے پر صبر کریں گے..... انہوں نے ملکر عہد کیا..... صبح سویرے ہی

تمام قبیلہ والے اپنے گھروں کے سامنے جمع ہو گئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں سے ان لوگوں کو حکم دیا جنہوں نے گوسالہ کی پرستش نہیں کی تھی کہ وہ تلواریں اٹھائیں..... اور جس کو دیکھیں قتل کر دیں..... وہ لوگ قوم میں گئے..... اور اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے گا..... ہم اس شخص پر جو حرکت نہیں کرے گا..... اور نگاہ اوپر نہیں اٹھائے گا..... اور نہ ہی ہاتھ یا پاؤں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے گا..... اور نہ ہی اپنی نشست سے اٹھے گا..... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو جائے.....

کہتے ہیں کہ وہ لوگ خوب قتل ہوئے..... یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اپنی قوم کے پاس آ کر کہتا کہ دیکھو یہ شمشیر بردار لوگ تمہارے بھائی ہیں..... تمہیں قتل کرنے آ رہے ہیں..... لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور صبر کرو..... کیونکہ اس شخص پر اللہ اور اس کی ملائکہ کی لعنت ہو گی..... جو اپنے ہاتھ پاؤں سے ان سے بچنے کی کوشش کرے گا..... وہ لوگ کہتے آمین.....

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض نے کہا: ہم اپنے باپ..... بھائی..... بیٹوں کو کیسے قتل کر دیں؟..... تو اس دوران اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک تاریکی نازل کر دی..... جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے کو نہیں پہچان سکے..... اور قتل کرنا شروع کیا..... انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہماری توبہ کے قبول ہونے کی علامت کیا ہے؟.....

آپ نے فرمایا: کہ علامت یہ ہے کہ تلواریں اور اسلحہ خود بخود رک جائیں گے..... اور تاریکی چھٹ جائے گی.....

کہا گیا ہے کہ کشت و خون اس حد تک جاری رہا کہ لوگوں کے ازار بند تک خون میں لت، پت ہو گئے..... بچے چیخ چیخ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے موسیٰ

معافی معافی! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی رونا شروع کر دیا.....

اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا..... اور تلواریں رک گئیں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آواز دی کہ رک جاؤ..... اپنے بھائیوں سے اللہ کی رحمت نازل ہوئی..... اور اندھیرا چھٹ گیا..... اور مقتولین ظاہر ہو گئے.....

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مقتولین شہید ہیں..... اور زندوں کی مغفرت ہوگئی ہے..... (حوالہ ابن قدامہ کی کتاب التواس)

70 ہزار بت پرستوں کا قتل عام

174..... امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے..... فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے رب کا حکم سنایا کہ تم اپنے آپ کو قتل کرو..... پس جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی وہ احتباء کی حالت میں بیٹھ گئے..... اور جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی وہ اٹھ کھڑے ہوئے..... ہاتھوں میں خنجر پکڑ لئے..... انتہائی تاریکی چھا گئی..... پس وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے..... حتی کہ تاریکی اور اندھیرا ختم ہوگیا..... پس ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے..... اس کے لئے یہ قتل ہونا توبہ تھا..... باقی جو بچ گئے تھے اس کے لئے یہی توبہ تھی.....

(تفسیر طبری 329/1)

عاشق خدا کھولتے تیل میں

175..... حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور سے مناجات کر کے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک شخص کو راستے میں فرعون کی پوجا کرتے پایا..... اسے اسلام کی دعوت دی..... اس سے کہا تجھے فرعون کے پوجنے سے کیا حاصل ہوا..... تو وہ

بولا آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے کیا حاصل ہوا.....

آپ نے فرمایا: میں تو اس کی اس لئے عبادت کرتا ہوں کہ ہم پر فرض ہے..... اور تو فرعون کی پوجا صرف مال دنیا کے لالچ میں کرتا ہے..... حالانکہ میں تجھے ایک ایسے خزانے سے آگاہ کرسکتا ہوں جو تیرے گھر میں موجود ہے بشرطیکہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے.....

اس نے کہا: ہاں! میں ایمان لاتا ہوں..... مجھے خزانہ کی خبر دو!

پس آپ نے فرمایا: پڑھو لا الٰہ الا اللہ موسیٰ رسول اللہ بہرحال وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا..... فرعون کو معلوم ہوا تو اس نے گرفتار کر کے گرم گرم تیل میں ڈال دیا.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے نکال لیا..... آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے..... کہ اب مجھے اپنے ہاں بلا لے..... رہائی کی ضرورت نہیں..... کیونکہ حق پر جان دینا بہت ہی اچھا ہے..... چنانچہ اسے پھر گرم تیل میں ڈال کر شہید کر دیا گیا.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

اللہ تعالیٰ نے تیرے صحابی کو اجر عظیم سے نوازا ہے..... اور اس کی روح کے استقبال کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں.....

قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام وادی تیہ میں

176..... واقعہ یہ ہے کہ جب فرعون کا لشکر سمندر میں ڈوب کر ختم ہوگیا..... اور فرعون بھی ہلاک ہوگیا..... اور بنی اسرائیل سمندر پار ہو کر شام کے علاقہ میں داخل ہوگئے تو اب انہیں اپنے وطن فلسطین میں جانا تھا..... یہ لوگ کوئی سو سال کے بعد مصر سے واپس لوٹے تھے..... ”جائے خالی را دیوی گیرد“ ان کے پیچھے عمالقہ نے ان

کے وطن پر قبضہ کرلیا تھا..... یہ لوگ قوم عاد کا بقیہ تھے..... اور بڑے قدو قامت اور بڑے ڈیل ڈول والے اور قوت وطاقت والے تھے.....

اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مقدر فرمادیا تھا کہ یہ سرزمین بنی اسرائیل کو ملے گی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اول تو ان کو اللہ کی نعمتیں یاد دلائیں..... اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی تم پر بڑی بڑی مہربانیاں ہیں..... آئندہ زمانہ میں تم میں کثرت کے ساتھ نبی ہوں گے..... اور تم میں بہت سے بادشاہ ہوں گے..... اس نعمت کے رکھ رکھاؤ کے لیے اپنی جگہ ہونی چاہیے.....

جس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام آزادی کے ساتھ تبلیغ کرسکیں..... اور احکام الٰہیہ پہنچا سکیں..... اور جس میں تمہارے بادشاہ اپنے اقتدار کو کام میں لاسکیں..... اور معاملات کو نمٹا سکیں..... اب تک تم قبط (مصری قوم) کے ماتحت تھے..... جنہوں نے تمہیں غلام بنا رکھا تھا..... اب تم اپنے وطن میں داخل ہوجاؤ..... یہ مقدس سرزمین تمہارے لیے اللہ نے مقدر فرمادی ہے..... تم پشت پھیر کر واپس نہ ہو آگے بڑھو..... جنگ کرو..... جن لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے..... وہ وہاں سے نکل جائیں گے..... ہمت کرو اور حوصلہ سے کام لو..... ورنہ نقصان اٹھاؤ گے.....

اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ فرائض کا حکم دیا تو وہ ان پر بھاری ہوگئے..... انہوں نے ان پر قائم رہنے سے انکار کردیا..... حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان کے اوپر کردیا..... گویا کہ وہ چھتری ہے..... وہ ان کے قریب آیا حتیٰ کہ انہیں اوپر گرنے کا ڈر لاحق ہوا..... پھر وہ چلے حتیٰ کہ ارض مقدسہ پہنچ گئے.....

انہوں نے اس میں ظالموں کا شہر پایا..... ان کی تخلیق بڑی ناپسندیدہ تھی..... انہوں نے اپنے پھلوں کی بڑائی بڑی عجیب انداز میں بیان کی..... اور اس موقع پر چند آدمی بطور نقیب قوم عمالقہ کی خیر خبر لینے کے لیے بھیجے گئے تھے..... انہوں نے جو عمالقہ کا ڈیل ڈول

اور قد و قامت دیکھا تو واپس آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیان کیا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا حال پوشیدہ رکھو..... لشکر والوں میں سے کسی کو نہ بتانا..... ورنہ بزدلی اختیار کرلیں گے..... اور لڑنے سے گریز کریں گے..... لیکن وہ نہ مانے..... انہوں نے اپنے اپنے رشتہ داروں کو بتادیا..... البتہ ان میں سے دو حضرات یعنی حضرت یوشع بن نون اور حضرت کالب بن یوقنا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات پر عمل کیا..... اور نہ صرف یہ کہ بنی اسرائیل سے عمالقہ کا حال پوشیدہ رکھا.....

بلکہ بنی اسرائیل کو ہمت اور حوصلہ دلایا کہ چلو آگے بڑھو..... دروازہ میں داخل ہو..... دیکھو اللہ کی کیسی مدد ہوتی ہے..... تم داخل ہوگے تو وہ نکل بھاگیں گے..... اور تم کو غلبہ حاصل ہوگا..... اگر مومن ہو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو.....

مومن کا کام اللہ پر توکل کرنا ہے..... ہٹنا نہیں ہے..... خصوصا جبکہ تمہیں بشارت دی جارہی ہے کہ یہ زمین اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے تو پھر کیوں پشت پھیرتے ہو..... بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی سمجھایا..... اور حضرت یوشع بن نون اور حضرت کالب نے بھی زور دیا کہ چلو آگے بڑھو..... لیکن انہوں نے ایک نہ مانی..... آپس میں کہنے لگے کہ کاش! ہم مصر سے نہ آتے وہیں رہ جاتے..... (جب غلامی کا ذہن بن جاتا ہے اور ذلت اور پستی دلوں میں رچ اور بس جاتی ہے..... تو انسان تھوڑی سی تکلیف سے جو عزت ملے اس کی بجائے ذلت ہی کو گوارا کرلیتا ہے) دھاڑیں مار کر رو رہے تھے..... اور کہہ رہے تھے..... کہ ہم مصر ہی میں ہوتے تو اچھا تھا..... کبھی کہتے تھے..... کاش! ہم اسی جنگل میں مرجاتے..... اور ہمیں عمالقہ کی سرزمین میں داخل ہونے کا حکم نہ ہوتا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے انہوں نے برملا کہہ دیا کہ ہم ہرگز اس سرزمین میں

داخل نہ ہوں گے..... جب تک کہ وہ وہاں سے نہ نکل جائیں..... اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو ہم داخل ہو سکتے ہیں..... (گویا یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان ہے کہ وہ نکلیں گے تو ہم داخل ہو جائیں گے).....

انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ بھی کہا کہ جب تک وہ لوگ اس میں موجود ہیں..... ہم ہرگز کبھی بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتے..... (لڑنا ہمارے بس کا نہیں) تو اور تیرا رب دونوں جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں..... (حوالہ انوار البیان)

قوم عمالقہ کے مثالی قد

177..... امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد جبابرہ کا شہر ہے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم وہاں پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمیوں کو بھیجا..... یہی وہ نقیب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تا کہ وہ عمالقہ کی خبر لائیں..... یہ لوگ چلے تو انہیں جبابرہ میں سے ایک آدمی ملا..... تو اس نے ان سب کو اپنی اوڑھنی میں لے لیا..... انہیں اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے شہر لے آیا..... اپنی قوم میں منادی کی..... لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے.....

اور ان لوگوں سے اس قوم کے لوگوں نے پوچھا: تم کون ہو؟.....

ان لوگوں نے کہا: ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں..... ہم اس لئے یہاں آئے ہیں تا کہ تمہاری خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچائیں..... جبابرہ نے ان لوگوں کو انار کا ایک دانہ دیا..... جو ایک آدمی کو کافی تھا.....

جبابرہ نے انہیں کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے پاس جاؤ..... اور انہیں کہو ان کے پھلوں کا اندازہ کر لو..... جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس

آئے.....

کہنے لگے: اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جائے..... اور جنگ کرے..... ہم تو یہاں بیٹھے ہیں..... (المائدہ24)

جو لوگ ان میں سے خوف خدا رکھتے تھے وہ اس شہر کے رہنے والے تھے..... دونوں مسلمان ہو گئے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی..... اور دونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی.....

فرمایا اس دروازے سے داخل ہو جاؤ..... (تفسیر طبری 213/6)

وادی تیہ میں 40 سال تک قید ہونا

178..... جب سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کا یہ ڈھنگ دیکھا اور ان کے ایسے بے تکے جواب سنے تو بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اے میرے رب! میرا بس ان لوگوں پر نہیں چلتا..... مجھے اپنے نفس پر قابو ہے..... اور میرا بھائی یعنی ہارون علیہ السلام بھی فرماں برداری سے باہر نہیں..... ہم دونوں کیا کر سکتے ہیں..... لہٰذا ہمارے اور فاسقوں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے.....

اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ یہ سرزمین ان لوگوں پر چالیس سال تک حرام ہے..... اپنی حرکتوں کی وجہ سے اس وقت داخل ہونے سے محروم کئے جا رہے ہیں.....

(من ابن کثیر و معالم التنزیل)

میدان تیہ کا طول وعرض:

چنانچہ یہ مختصر سا میدان جو مصر اور بیت المقدس کے درمیان ہے..... جس کی پیمائش حضرت مقاتل کی تفسیر کے مطابق تیس فرسخ لمبائی اور نو فرسخ چوڑائی ہے..... ایک فرسخ

تین میل کا لیا جائے تو نوے میل کے طول اور ستائیس میل کے عرض کا کل رقبہ ہو جائے..... صرف تیس میل ضرب اٹھارہ میل کا رقبہ ہے..... ہوتا یہ تھا کہ سارے دن کے سفر کے بعد جب شام ہوتی تو یہ معلوم ہوتا کہ پھر پھرا کر وہ اسی مقام پر پہنچ گئے ہیں..... جہاں سے صبح چلے تھے.....

اسی چالیس سالہ دور میں اول حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات ہوگئی..... اور اس کے ایک سال یا چھ مہینہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوگئی..... ان کے بعد حضرت یوشع بن نون کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مامور فرمایا..... اور چالیس سالہ قید ختم ہونے کے بعد بنی اسرائیل کی باقی ماندہ قوم حضرت یوشع بن نون کی قیادت میں جہاد بیت المقدس کے لئے روانہ ہوئی..... اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ملک شام ان کے ہاتھوں فتح ہوا..... اور اس ملک کی ناقابل قیاس دولت ان کے ہاتھ آئی..... (حوالہ معارف القرآن)

وادی تیہ کس جگہ واقع تھی اور اس کا طول کتنا تھا؟.....

وادی تیہ ملک شام اور مصر کے درمیان میں پڑتی تھی جس کی لمبائی نوے میل تھی.....

(حاشیہ جلالین شریف ص ۱۰)

اس وادی تیہ میں بنی اسرائیل کیا کھانا کھاتے تھے؟.....

اس وادی میں اللہ نے بنی اسرائیل پر من اور سلویٰ نازل فرمایا تھا..... من یہ ترنجبین ہے جو برف کی طرح سفید اور شہد کی طرح میٹھا ہوتا تھا..... اور سلویٰ یہ یمن کی طرف ایک پرندہ ہوتا ہے..... چڑیا سے بڑا..... اور کبوتر سے چھوٹا..... ہمارے یہاں اس کو لاوا یا بٹیر کہتے ہیں..... یہ بھنا ہوا آتا تھا اور بعض نے کہا کہ خود بھونتے تھے.....

(حاشیہ جلالین ص ۱۰)

من سلویٰ کس دن نہیں نازل ہوتا تھا؟:

شنبہ یعنی بار کا دن بنی اسرائیل کا خاص عبادت کا دن تھا..... اس دن یہ نہیں اترتا تھا..... بنی اسرائیل جمعہ کے دن دو دن کا توشہ جمع کر کے رکھ لیا کرتے تھے..... اس سے زیادہ دن کا جمع کر کے رکھنے کی اجازت نہ تھی.....

بنی اسرائیل پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے بادل کا سایہ

179..... امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ صحراء میں پیش آیا تھا..... اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کی دھوپ سے بچانے کے لئے بادل کا سایہ کر دیا..... انہیں من وسلویٰ کھلایا..... جب وہ صحراء کی طرف نکلے تھے..... من ان پر برف اور اولوں کی طرح گرتا تھا..... اور وہ برف سے زیادہ سفید اور طلوع فجر سے گرنا شروع ہوتا..... اور طلوع شمس تک باقی رہتا..... ہر شخص اپنے اس دن کی خوراک اٹھا لیتا تھا..... جو زیادہ اٹھاتا تھا وہ خراب ہو جاتا تھا..... اور اس کے پاس باقی نہیں رہتا تھا..... حتی کہ جب چھٹا دن جمعہ اور ساتویں دن کی خوراک بھی لے لیتے تھے..... وہ اضافی دن کی خوراک ان کے پاس باقی رہتی تھی..... تا کہ جب عید کا دن ہو تو معیشت کی طلب کا معاملہ ان کی زندگی کو مکدر نہ کرے..... یہ سب معاملات صحراء میں تھے.....

حضرت عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المن ایک ایسی چیز ہے..... جو اللہ تعالیٰ نے شبنم کی مثل ان پر اتاری تھی..... اور وہ گاڑھے شیرے کی مانند ہوتی تھی..... السلویٰ، چڑیا سے بڑا پرندہ تھا.....

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المن

گوند تھی اور السلویٰ پرندہ تھا..... (حوالہ تفسیر در منثور)

کوہ طور کا معلق ہونا

180..... جب بنی اسرائیل کی خواہش اور فرمائش کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کتاب وشریعت مانگی..... اور حسب الحکم اس سلسلہ میں چالیس راتوں کا اعتکاف کوہ طور پر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب ملی..... اور بنی اسرائیل کو سنائی تو اس میں بہت سے احکام ایسے پائے جوان کی طبیعت اور سہولت کے خلاف تھے..... ان کو سن کر انکار کرنے لگے کہ ہم سے تو ان احکام پر عمل نہیں ہوسکتا..... اس وقت حق تعالیٰ نے جبرائیل امین کو حکم دیا..... انہوں نے کوہ طور کو اس بستی کے اوپر معلق کردیا..... جس میں بنی اسرائیل آباد تھے اس کا رقبہ تاریخی روایتوں میں تین مربع میل بیان کیا گیا ہے..... اس طرح ان لوگوں نے موت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو سب سجدہ میں گر گئے..... اور احکام تورات کی پابندی کا عہد کرلیا..... لیکن اس کے باوجود پھر بار بار خلاف ورزی ہی کرتے رہے.....

(معارف القرآن جلد ۴ صفحہ ۱۰۷، سورۃ اعراف آیت ۱۷۱)

بنی اسرائیل کے لئے عظیم نعمتوں کا ظہور

آسمانی رزق من وسلویٰ کا نزول:

181..... حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک بنی اسرائیل پر ارض مقدس میں داخلہ حرام کردیا تھا تو وہ زمین میں سرگردان ہوکر پھر رہے تھے..... انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی..... اور کہا: ہم نے

کھانا بھی تو کھانا ہے (جبکہ یہاں بیابان میں کھانے کو کچھ بھی نہیں ہے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے پاس عنقریب کھانا بھیج دیں گے..... سوائے اس کے کہ ہم پر روٹی کی بارش ہو اور تو کوئی صورت نہیں ہو سکتی..... فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم پر پکی پکائی روٹی اتاریں گے..... چنانچہ ان پر ''من'' نازل ہونے لگا.....

وہبؒ سے پوچھا گیا کہ ''من'' کیا ہیں؟.....

فرمایا: کہ ہڈی کے گودے کی طرح سفید پتلی روٹی تھی..... بنی اسرائیل نے کہا: ہمارا سالن کیا ہوگا..... کیا گوشت کا بدل ہو سکتا ہے؟.....

فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ بھی دے گا.....

انہوں نے کہا کہ کیسے ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ اس کو ہوا ہی ہمارے پاس لے کر آئے.....

فرمایا: تمہارے پاس ہوا ہی لے کر آئے گی..... چنانچہ ہوا ان پر سلویٰ لے کر آتی تھی.....

حضرت وہبؒ سے پوچھا گیا کہ سلوی کیا ہے؟.....

فرمایا: کبوتر کی مثل ایک موٹا تازہ پرندہ تھا..... جو ان کے پاس آیا کرتا تھا..... یہ اس کو ایک ہفتہ سے دوسرے ہفتہ کے دن تک پکڑ لیتے تھے..... بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم کیا پہنیں گے؟.....

فرمایا کہ تم میں سے کسی کے کپڑے چالیس سال تک پرانے نہیں ہوں گے.....

انہوں نے کہا کہ ہم جوتا کہاں سے پہنیں گے؟.....

فرمایا: تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ بھی چالیس سال تک نہیں ٹوٹے گا.....

انہوں نے کہا کہ ہمارے بچے بھی تو پیدا ہوتے ہیں ہم ان کو کیا پہنائیں گے.....

فرمایا: ان کے چھوٹے کپڑے ان کے بڑی ہونے کے ساتھ ساتھ ہی بڑے ہوتے جائیں گے.....

بنی اسرائیل کے لئے پتھر سے 12 چشموں کا تحفہ

182.....بنی اسرائیل کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

ہم پانی کہاں سے پئیں گے؟.....

فرمایا: وہ بھی تمہیں اللہ تعالیٰ دیں گے.....

بنی اسرائیل نے کہا کہ پتھر کے علاوہ ہمارے لئے پانی کہاں سے نکلے گا؟.....

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ نبینا وعلیہ وسلم تسلیما کو حکم فرمایا..... کہ اپنا عصاء پتھر کو ماریں.....

''پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مارا تو اس سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے بارہ چشمے پھوٹ پڑے.....''

پھر بنی اسرائیل نے عرض کیا: ہم اندھیرے میں کیسے دیکھیں گے؟.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لشکر کے درمیان نور کا ایک ستون گاڑ دیا..... جو ان کے تمام لشکر کے لئے (رات کے وقت) روشنی کرتا تھا.....

انہوں نے کہا کہ ہم کس چیز کے سایہ میں سخت دھوپ کے وقت بیٹھیں گے؟.....

فرمایا: اللہ تعالیٰ تم پر بادل کا سایہ کریں گے.....

حضرت عطیہ عوفیؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل چالیس سال تک بارہ فرسخ (تقریباً ۹۶ کلومیٹر) کے علاقہ میں سرگردان پھرتے رہے..... (سارا دن وادی تیہ سے نکلنے کے لئے بنی اسرائیل سفر کرتے تھے..... اور رات کو سو جاتے تھے کہ کل کو وہیں پڑے ہوتے تھے..... جہاں سے چلے ہوتے تھے)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے بیل کے سر کے برابر ایک پتھر مقرر کر دیا تھا..... جس کو وہ بیل پر لاد لیتے تھے..... جب وہ کسی منزل پر اترتے تھے تو اس کو نیچے رکھ دیتے تھے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو اپنا عصاء مارتے تھے..... اور اس سے بارہ چشمے بہہ پڑتے تھے..... اور جب وہ سفر کرتے اس کو اپنے بیل پر لاد لیتے تھے..... اور پانی رک جاتا تھا..... (بحوالہ اسراط کائنات)

عوج بن عنق اور اس کی عظیم قد و قامت اور حالات زندگی

183..... مولانا امداد اللہ انور صاحب نے لکھا ہے کہ اس عنوان کے تحت ہم حضرت وہب اور دیگر حضرات اہل علم کے حوالہ سے چند ایسی روایت کا ذکر کر رہے ہیں..... جن کا شمار اسرائیلی روایت میں ہوتا ہے..... مگر چونکہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے..

"حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج"

یعنی بنی اسرائیل سے روایت کو بیان کرو..... اس کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں..... (جب وہ روایت مسلمات اسلام کے خلاف اور متضاد نہ ہو) اسی وجہ سے ان روایات کو محدث ابوالشیخ اور دیگر بعض محدثین اور مفسرین نے بھی روایت کیا ہے..... (امداد اللہ انور)

حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ عوج بن عنق کی والدہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں میں سے تھیں..... جو سب بیٹیوں میں زیادہ شفیق..... مہربان اور حسین و جمیل تھیں..... یہ عوج ان لوگوں میں سے ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے گھر میں پیدا

ہوئے تھے یہ شخص بہت ظالم وجابر تھا..... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاہا پیدا کیا نہ تو اس کے قد کی لمبائی بیان کی جاسکتی ہے..... نہ طوالت عمر کی..... اس نے تین ہزار چھ سو سال عمر پائی..... قد کی لمبائی آٹھ سو ہاتھ تھی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا زمانہ بھی پایا ہے..... اس نے حضرت نوح علیہ السلام سے ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے کا مطالبہ بھی کیا تھا..... مگر حضرت نوح علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ مجھے تمہیں سوار کرنے کا حکم نہیں دیا گیا..... اے خدا کے دشمن! مجھ سے دور ہوجا..... طوفان نوح اس کی کمر تک پہنچا تھا اور یہ سمندر سے مچھلی پکڑ کر ہاتھ کے ساتھ ہوا میں بلند کرتا تھا..... پھر اس کو سورج کی تپش سے پکا کر کھاتا تھا..... اس کی ہلاکت کا سبب یہ ہوا تھا کہ اس نے بنی اسرائیل کا لشکر دیکھا اور اس کا اندازہ لگایا کہ ان کا لشکر (تقریباً) چھ چھ میل لمبا چوڑا تھا..... پھر اس نے ایک پہاڑ پر جاکر اس سے لشکر کے برابر ایک چٹان نکالی..... اور اس نیت سے اپنے سر پر اٹھائی کہ اس کو ان لشکریوں پر ڈال دے..... اللہ تعالیٰ نے ایک ہد ہد (پرندہ) بھیجا..... تا کہ اسرائیلیوں کو اپنی قدرت دکھائے..... چنانچہ وہ (اس چٹان پر) اپنی چونچ میں میخ کا حصہ لے کر متوجہ ہوا..... اس میخ میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاصیت رکھی تھی کہ جب وہ اس پتھر کو چھوتا تھا تو آخر تک پگھل جاتا تھا.....

چنانچہ اس نے اس میخ کے ساتھ پتھر میں نوج کے سر پر چونچ مارنا شروع کی..... جس کا عوج کو علم نہ ہوا..... پھر اس نے اپنے ایک پر کے ساتھ ایک ضرب لگائی تو وہ پھٹ کر اس (عوج) کے گلے میں پھنس گیا..... اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عوج کی خبر بتلائی کہ وہ اپنا عصاء اٹھا کر اس کی طرف مارے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد مبارک سات ہاتھ تھا..... اور عصاء کی لمبائی بھی سات ہاتھ تھی..... اور ان کا جمپ بھی آسمان کی طرف سات ہاتھ تھا..... اس وقت انہوں نے اس کو اس کے ٹخنے کے نچلے

حصہ پر اپنا عصاء مارا..... اور اس کو قتل کر دیا..... اور اس کی لاش بنی اسرائیل کے سامنے کئی سال تک پڑی رہی..... (ابوالشیخ کی کتاب العظمہ)

فائدہ: مذکورہ قصہ کا آخری ٹکڑا جس میں عوج کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہونے کا ذکر ہے..... اس کو ابوالشیخ نے مزید تین روایات کے حوالہ سے بھی روایت کیا ہے..... (بحوالہ اسرار کائنات کتاب العظمہ)

قوم عمالقہ کے ایک دانت کا وزن

184..... حضرت ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ خراسان میں ایک قلعہ کی کھدائی کی گئی تو ان کو ایک انسان کی کھوپڑی ملی..... انہوں نے اس کے دانتوں میں ایک دانت کا وزن کیا تو اس کا ایک منوان اور سات ستار یعنی اکتالیس اونس کے قریب وزن کیا گیا..... اس پر امام ابن المبارک نے یہ اشعار کہے:

اتیت بسنین قد رمینا

من الحصن لما اثار وا اللفینا

علی وزن منوین احدھما

تقل به الکف شیئاً رزینا

ثلاثین اخرھا علی قدرھا

تبارکت یا احسن الخالقینا

فما ذا یقوم لافواھھم

وما کان تملاء تلک البطونا

اذاما تذکرت اجسامھم

تصاغرت النفس حتی تھونا

فکل علی ذلک لافوا الاردی

فبادوا جمیعا فھم خامدونا

ترجمہ:

(۱) میرے پاس دو دانت ایسے لائے گئے..... جو قلعہ کے آثار مدفونہ سے ہمیں ملے تھے.....

(۲) ان میں سے ایک کا وزن دو منوان (دو منوان تقریباً (۷۲) اونس کے برابر ہوتے ہیں..... دیوان ابن المبارک) تھا..... جس نے ہتھیلی کو بھر دیا تھا.....

(۳) باقی تمیں دانت بھی اسی وزن کے تھے، اے احسن الخالقین آپ کی ذات بڑی برکت والی ہے.....

(۴) پس کیا کیا روزی ان کے کے مونہوں کے لئے تیار کی جاتی تھی..... اور کون سی چیزیں (ان کے) پیٹ بھرتی تھیں.....

(۵) جب میں ان کے اجسام کو سوچتا ہوں تو نفس چھوٹا ہو کر بے حیثیت رہ جاتا ہے.....

(۶) اس سے سب کے باوجود وہ فنا کو پہنچے اور سب کے سب بالآخر موت کی لپیٹ میں آگئے.....

چار میل کا قد:

حضرت ہریم بن ہمزہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے رب تبارک وتعالیٰ سے دعا فرمائی کہ مجھے قوم عاد کا کوئی شخص دکھادیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے سے پردہ ہٹایا تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا..... جس کا سر مدینہ میں اور پاؤں ذوالحلیفہ میں چار میل کی لمبائی کے برابر کا قد تھا.....

بڑا سائبان:

حضرت قاسم بن فضلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عمار میں ایک ٹوٹا ہوا آدھا سائبان ایسا دیکھا ہے جس کے سائے میں چار سو بکریاں بیٹھ سکتی ہیں.....

ارض مقدسہ کے پھلوں کا وزن:

ادخلوا الارض المقدسۃ کے تحت ارض مقدسہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابو مسلمؒ فرماتے ہیں کہ (اس زمین کی پیداوار کا یہ حال تھا کہ) چھ آدمی مل کر انگور کے گچھہ کو اٹھاتے تھے اور چار آدمی انار کو اٹھاتے تھے..... اور دو آدمی انجیر کو اٹھاتے تھے.....

انگور اور انار کا وزن:

جبارین کا جو واقعہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نقل کیا ہے..... اس کی تفسیر میں حضرت وہبؒ فرماتے ہیں کہ (جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ نقیب قوم عمالقہ کے علاقہ میں گئے تھے) انہوں نے وہاں داخل ہو کر انگور کا ایک گچھہ توڑا جس کو دو دو آدمیوں نے باری باری لکڑی میں لٹکا کر اٹھایا..... اور ایک انار کو چھ آدمیوں نے باری باری اٹھایا.....

(حوالہ اسرار کائنات)

سونے کے بیل کے سر کو چوری کرنے والا

185..... امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک نبی نے اہل شہر سے جہاد کیا..... جب شہر کو فتح کرنے والے تھے تو سورج غروب ہونے لگا..... اس نبی نے سورج سے کہا تو

بھی حکم دیا گیا ہے اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے..... میں تجھے اپنا واسطہ دیتا ہوں کہ تو دن کے وقت میں ہی ٹھہر جا..... تو اللہ تعالیٰ نے اس سورج کو روک لیا یہاں تک کہ اس نبی نے اس شہر کو فتح کر لیا..... اس وقت لوگ جب مال غنیمت حاصل کرتے تو اسے قربان گاہ میں جمع کرتے آگ آتی..... جو اس مال کو کھا جاتی..... جب انہوں نے مال غنیمت کو حاصل کر لیا تو مال کو قربان گاہ میں رکھا..... آگ اسے کھانے کے لئے نہ آئی.....

لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! کیا وجہ ہے ہماری قربانی قبول نہیں ہوئی.....

فرمایا: تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے.....

عرض کی: ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ ہم میں سے کس نے خیانت کی ہے؟..... وہ بارہ قبائل تھے.....

فرمایا: ہر قبیلہ کا سردار میری بیعت کرے گا..... ہر قبیلہ کے سردار نے بیعت کی..... آپ کا ہاتھ ایک آدمی کے ساتھ چمٹ گیا.....

لوگوں نے اس سے کہا: تیرے پاس خیانت کا مال ہے؟.....

اس نے کہا: ہاں! میرے پاس خیانت کا مال ہے.....

پوچھا وہ کیا ہے؟.....

اس نے جواب دیا کہ وہ بیل کا سر ہے..... جو سونے کا بنا ہوا ہے..... وہ مجھے اچھا لگا تو میں نے اسے چوری کر لیا..... وہ اسے لے آیا..... اور غنیمت کے مال میں رکھ دیا..... آگ آئی..... اور اس مال کو کھا گئی.....

حضرت کعبؓ نے کہا: اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا..... اللہ کی قسم تورات میں ایسا ہی واقعہ ہے.....

پھر پوچھا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا نبی کریم ﷺ نے تمہیں بتایا کہ وہ نبی کون تھا؟.....

کہا: وہ حضرت یوشع بن نون تھے.....

پوچھا: کیا تمہیں یہ بتایا کہ وہ کون سا دیہات تھا کہ وہ اریحا کا شہر تھا عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... ہم سے قبل کسی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا..... اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا..... اس کا گمان ہے کہ سورج کسی کے لئے اس سے قبل نہ اس کے بعد روکا گیا..... (مستدرک حاکم 151/2)

قارون کا خوفناک انجام

186..... قارون کتاب تورات کا بہت مطالعہ کرتا تھا..... جب غریب تھا تو ان دنوں غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا تھا..... لیکن جب دولت آئی تو مغرور ہو گیا..... وہ نہایت عیش پرستانہ زندگی گزارتا اور لمبے لٹکتے لباس پہنتا..... اس کے پاس اتنی دولت تھی کہ اپنے خزانے کی چابیاں سنبھالنے کے لئے اس نے ستر نوکر رکھے تھے..... اس بات سے اس کی دولت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے..... اس کے باوجود وہ اپنے گھمنڈ میں رہتا تھا.....

اور اللہ کے احکامات سے غافل تھا..... اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نے جب اللہ کا کلام سنایا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گھمنڈ مت کرو..... اور اپنے ماضی کو فراموش نہ کرو..... اور اللہ نے نیکی کی جو راہ بتلائی ہے اسی کو اختیار کرو..... اللہ کی دی ہوئی دولت کا صحیح استعمال کرو..... اور اس کا شکر ادا کرو..... یہ فرمان جب قارون کے کانوں میں پہنچا تب اس مغرور نے کہا کہ:

''میں نے جو بھی حاصل کیا ہے..... وہ اپنے زور بازو سے حاصل کیا ہے..... خدا نے مجھے نہیں دیا جو اس کا شکر ادا کروں..... اور حقدار کو اس

میں سے کچھ دوں.....''

مفسرین عظام کا کہنا ہے کہ قارون یہ سمجھتا تھا کہ چونکہ تورات کا مطالعہ اس نے سب سے زیادہ کیا ہے..... اور اس کا مفہوم بھی وہ بخوبی سمجھتا ہے..... لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس پر خاص مہربانی کی ہے..... کچھ نے لکھا ہے کہ وہ یہ مانتا تھا کہ وہ محنت کرتا ہے..... اور دماغ لڑاتا ہے..... جس سے دولت پیدا ہوتی ہے.....

قارون مالدار کیسے بنا:

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیمیا گری کا فن بھی جانتے تھے..... اور انہوں نے اپنی بہن کو بھی یہ علم سکھایا تھا جو قارون کی والدہ تھیں..... اور قارون نے اپنی والدہ سے یہ فن سیکھا تھا..... اور اس کی وجہ سے وہ دولت مند ہو گیا تھا.....

قارون کی شان وشوکت:

الغرض قارون کی دولت کے چرچے عام تھے..... ایک دن وہ سرخ بھڑ کیلا (شوخ) لباس پہن کر اور اونٹ پر سوار ہو کر نکلا..... اس کے ساتھ نوے ہزار گھڑ سوار تھے..... ان سب کے لباس ایک ہی رنگ کے تھے..... ان میں ایک ہزار جوان عورتیں بھی ایسے ہی بھڑ کیلئے (شوخ) لباس میں تھیں..... ان کے ہاتھوں میں موتی پروے ہوئے تھے..... اور جسم پر قیمتی پوشاکیں تھیں.....

یہ سب دیکھ کر لوگ حسرت کرتے کہ کاش ہمیں بھی قارون کی طرح ایسی پر تعیش زندگی ملے تو کتنا اچھا ہو..... اور جو لوگ آخرت کی بھلائی چاہتے تھے وہ یہ سب ٹھاٹ دیکھ کر کہتے کہ اس دنیا کے بوجھ سے اللہ کا ثواب لاکھ درجہ بہتر ہے.....

بے خبر لوگ اس کے رعب میں آ گئے تھے..... انہوں نے دنیوی زندگی کو مستقل سمجھ

لیا تھا..... ان کے لئے قارون کی دولت قابل رشک تھی جو آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتے تھے..... ان کی نظر میں یہ سب کچھ ہیچ تھا.....

لیکن قارون کو یہ سب کچھ حاصل ہونے کے باوجود چین میسر نہیں تھا..... وہ مزید دولت سمیٹنے میں ہمہ تن مصروف تھا..... اس کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے کینہ وحسد سے لبریز تھا..... اور وہ اللہ کے ان دونوں برگزیدہ ذرائع کو برا بھلا کہنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی قوم سے کہو کہ وہ اپنی چادروں کے چاروں جانب آسمانی رنگ کے دھاگے لگا لیں اور پھر آسمان کی طرف دیکھیں تا کہ انہیں معلوم ہو کہ تورات وہیں سے نازل ہوئی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے پروردگار پوری چادر کا آسمانی رنگ میں رنگ لینا بہتر ہے کیونکہ بنی اسرائیل والی چادروں میں دھاگے لگوانے میں ہتک محسوس کریں گے..... اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میرا حکم کمتر نہ سمجھا جائے..... اگر اس چھوٹی بات کو مانیں گے تو کل بڑی بات بھی ماننے کو تیار رہیں گے.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل (یہودیوں) کو اپنی چادروں میں آسمانی رنگ کے دھاگے لگا کر اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا..... بنی اسرائیل نے اس حکم پر عمل کیا لیکن قارون نے صاف انکار کر دیا..... یہی نہیں بلکہ اس نے یہاں کہہ دیا کہ یہ غلاموں کی علامت ہے لہٰذا میں اس پر ہرگز عمل نہیں کروں گا.....

حکم الٰہی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو قربانی کے جانوروں کا منتظم بنا دیا تھا.....

بنی اسرائیل کے لوگ اپنی قربانی کے جانور ان کے پاس لے آتے..... آپ ان کو ذبح کر کے ایک خاص مقام پر رکھ دیتے تو آسمان سے ایک قدرتی آگ نمودار ہوتی.....

اوران قربانیوں کوکھاجاتی..... یہ بات قارون کوسخت ناگوارگذرتی تھی.....

اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بھی کہ آپ پیغمبر ہوئے تو آپ کے بھائی حضرت ہارون کوقربانی کاانتظام کرنے کی سعادت ملی..... حالانکہ میں تورات کی تلاوت سب سے زیادہ کرتاہوں..... لہٰذا اب مجھ سے مزید صبرنہیں ہوتا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیاکہ حضرت ہارون کو یہ سعادت میں نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے..... لیکن قارون نے کہا کہ میں اس بات پر ہرگز یقین نہیں کرتا.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم کے سرکردہ لوگوں کوجمع کیااور کہاکہ تم لوگ اپنی اپنی لاٹھیاں اپنے اپنے کھیتوں میں اس طرح کھڑی کردو..... جس طرح کھیتوں میں اگائی جاتی ہیں..... سب نے اسی طرح کیا..... دوسرے دن کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی لاٹھی پرکونپلیں پھوٹی ہیں..... لیکن دوسروں کی لاٹھیاں ہنوز ویسی کی ویسی ہیں..... یہ دیکھ کرقارون بول اٹھا کہ یہ تو نہایت ہی انوکھا جادو ہے..... یہ کہہ کروہ اپنے آدمیوں کے ساتھ بنی اسرائیل سے الگ ہوگیا.....

قارون کے محل کے دروازے سونے کے تھے:

بعدازاں قارون نے اپنے رہنے کے لئے ایک وسیع اور شاندار بنگلہ بنوایا جس کے دروازے سونے کے اور دیواریں چاندی کی تھیں..... اس مکان کودیکھنے کے لئے لوگ ہجوم درہجوم وہاں جاتے..... قارون ان سب کو کھانا کھلاتا..... ان میں سے جولوگ فرعونی مذہب کے قائل تھے..... ان کے سامنے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے خلاف بکواس کرتا..... اور کھانے والے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے بالکل اسی طرح جس طرح آج کے دور میں صلح کل ہونے کے دعویدار کرتے رہتے

ہیں..... اور جن کا اصل مذہب شیخ بھی خوش اور شیطان بھی راضی ہوتا ہے..... ایسے ہی لوگ منافق ہوتے ہیں جو نہ ادھر کے ہوتے ہیں اور نہ ادھر کے.....

بعض مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے بنواسرائیل میں سے حضرت یعقوب بن اسحاق کی اولاد حضرت یعقوب کے ساتھ فلسطین سے مصر آ کر آباد ہوگئی تھی..... کیونکہ حضرت یوسف بن یعقوب مصر کے حاکم تھے۔ بنواسرائیل خدا پرست لوگ تھے..... اور مصری بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے..... لہٰذا اپنے آپ کو بنواسرائیل مصریوں سے بہتر سمجھتے تھے..... فرعون مصر کو یہ بات ناگوار گزری کہ بنواسرائیل جو فلسطین سے آ کر مصر میں آباد ہوئے مصریوں سے بالا رہیں..... لہٰذا اس نے بنواسرائیل پر طرح طرح کے ظلم ڈھانے شروع کر دیے..... حتیٰ کہ وہ غریب مفلس اور ذلیل ہو گئے.....

قارون جو بنی اسرائیل سے تھا، بڑا مالدار تاجر زمیندار اور مال مویشی والا تھا..... وہ فرعون کا مقرب بن گیا تو فرعون نے اسے بنواسرائیل کا حاکم بنا دیا..... وہ بنواسرائیل کو فرعون کے خدا ماننے کی تلقین کیا کرتا تھا.....

حضرت موسیٰ جو بنواسرائیل سے تھے، ان کے مکے سے ایک مصری مر گیا تھا..... کیونکہ وہ ایک اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ فرعون نے حکم دیا کہ حضرت موسیٰ کو قتل کر دیا جائے تو وہ بھاگ کر مدین چلے گئے..... پھر کوئی دس سال بعد مصر واپس آئے تو توحید کی تبلیغ کرنے لگے..... فرعون خدا بنا بیٹھا تھا..... وہ کیسے گوارا کرتا..... لہٰذا اس نے قارون کے ذریعے ان کی تبلیغ کے زور کو توڑنا چاہا.....

قارون نے حضرت موسیٰ کو سمجھایا..... بڑے بڑے لالچ دیے اور پھر سختی سے کام لیا..... مگر رفتہ رفتہ بنواسرائیل قارون سے نفرت کرنے لگے..... اور حضرت موسیٰ کو خدا کا پیغمبر تسلیم کرنے لگے..... قارون یہ بات کیسے برداشت کرتا.....

اس نے حضرت موسیٰ سے کہا: اے چچا کے بیٹے تم اپنی تحریک سے باز آ جاؤ..... مگر

وہ کب ماننے والے تھے.....

قارون کے لئے زکوٰۃ نکالنے کا حکم:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں حق تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نازل فرمایا..... جس پر قارون نے شدید اعتراض کیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کافی بحث کی اور بتلایا کہ ایک ہزار درہم پر ایک درہم اور ایک ہزار بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ دینا ہوگی.....

قارون نے جب اپنی دولت کے لحاظ سے اس کا حساب لگایا تو اسے معلوم ہوا کہ اس طرح تو بہت زیادہ رقم دینی پڑے گی..... لہٰذا اس نے زکوٰۃ دینے سے صاف انکار کر دیا.....

پھر اس نے بنی اسرائیل کے لوگوں کا ایک اجلاس طلب کیا..... اور ان سے کہا کہ آج تک تم لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم مانا ہے..... لیکن اب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ وہ تم لوگوں سے تمہارا مال بھی ہتھیا لینا چاہتے ہیں..... اس پر چند لوگوں نے کہا کہ آج سے تو ہمارا سردار ہے..... جو تو کہے گا وہی ہم کریں گے.....

قارون نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی طرح بدنام کر دیا جائے تاکہ پھر ان کی کوئی بات قابل قبول نہ رہے اور لوگ ان کو تنہا ہی چھوڑ دیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قارون کو نصیحت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے ایک مرتبہ اس کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو بے شمار دولت و ثروت بخشی ہے..... اور عزت و حشمت عطا فرمائی ہے..... لہٰذا اس کا شکر ادا کر اور مالی حقوق ”زکوٰۃ و صدقات“ دے کر غرباء فقراء اور مساکین کی مدد کر،

خدا کو بھول جانا اور اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنا اخلاق و شرافت دونوں لحاظ کے سخت ناشکری اور سرکشی ہے..... اس کی دی ہوئی عزت کا صلہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ تو کمزوروں اور ضعیفوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے لگے..... اور نخوت و پندار میں غریبوں اور عزیزوں کے ساتھ نفرت سے پیش آئے.....

قارون کے جذبہ انانیت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ نصیحت پسند نہ آئی..... اور اس نے مغرورانہ انداز میں کہا:

موسیٰ علیہ السلام! میری یہ دولت و ثروت تیرے خدا کی عطا کردہ نہیں ہے..... یہ تو میرے عقلی تجربوں علمی کاوشوں کا نتیجہ ہے

''انما اوتیتہٗ علیٰ علم عندی''

میں تیری نصیحت مان کر اپنی دولت کو اس طرح برباد نہیں کر سکتا.....

مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام برابر اپنے فرض تبلیغ کو انجام دیتے اور قارون کو راہ ہدایت دکھاتے رہے..... قارون نے جب یہ دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کسی طرح پیچھا نہیں چھوڑتے تو ان کو زچ کرنے اور اپنی دولت وحشمت کے مظاہرہ سے مرعوب کرنے کے لئے ایک دن بڑے کروفر کے ساتھ نکلا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے مجمع میں پیغام الٰہی سنا رہے تھے کہ قارون ایک بڑی جماعت اور خاص شان و شوکت اور خزانوں کی نمائش کے ساتھ سامنے گذرا..... اشارہ یہ تھا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ کا یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا تو میں بھی ایک کثیر جتھ رکھتا ہوں..... اور زر و جواہرات کا بھی مالک ہوں..... لہٰذا ان دونوں ہتھیاروں کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شکست دے کر رہوں گا.....

بنی اسرائیل نے جب قارون کی اس دنیوی ثروت و عظمت کو دیکھا تو ان میں سے کچھ آدمیوں کے دلوں میں انسانی کمزوری نے یہ جذبہ پیدا کیا کہ وہ بے چین ہو کر یہ دعا

کرنے لگے..... "اے کاش یہ دولت وثروت اور عظمت وشوکت ہم کو بھی نصیب ہوتی" مگر بنی اسرائیل کے ارباب بصیرت نے فوراً مداخلت کی..... اوران سے کہنے لگے.....

"خبردار! اس دنیوی زیب وزینت پر نہ جانا اوراس کے لالچ میں گرفتار نہ ہو بیٹھنا تم عنقریب دیکھوں گے کہ اس دولت وثروت کا انجام بد کیا ہونے والا ہے؟"

تفسیر مدارک وتفسیر کشاف میں لکھا ہے قارون کے خزانہ کی کنجیاں ساٹھ اونٹ اٹھاتے تھے..... اور اللہ تعالیٰ نے اسے اتنا عالیشان محل دیا تھا..... جس کی بلندی اسی گز کی تھی..... اوراس محل میں بہت سے سونے کے دروازے تھے..... ان سب نعمتوں کے باوجود قارون کو مال کا بہت حرص تھا.....

جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قارون کی طرف بھیجا کہ وہ جملہ مال کا دسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرے تو وہ مارے بخل کے غیض وغضب میں آ گیا..... پھراس نے اتنا بڑا جرم کیا جس کی کوئی مثال نہیں.....

غرض کہ قارون اپنے خوشامدی فریق سے کہتا ہے کہ حضرت موسیٰ کو اس طمع کا مزہ چکھاؤ اور کوئی تدبیر ایسی نکالو جس سے وہ ملک میں بدنام ہو..... اور کوئی اس کی بات تک نہ سنے..... جس پر تمام حاسدین نے نعرہ ہائے تحسین بلند کئے..... اور کہاں ہاں بے شک ضرور کوئی ایسی تدبیر ہونی چاہئے.....

زکوٰۃ سے بچنے کے لئے قارون کا شرمناک گناہ:

شہر کی ایک مشہور بدنام حسینہ جس کا نام منیرہ تھا..... اسے قارون نے طلب کیا..... اور کہا کہ میں تجھے ایک ہزار دینار اور سونے کا ایک تھال دوں گا..... جس کے عوض تمہیں ایک کام کرنا ہے..... اور وہ یہ کہ جب بنی اسرائیل ایک جگہ جمع ہوں تو تم وہاں جا کر

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا دینا..... آگے کا کام میں سنبھال لوں گا..... یہ کہہ کر اس نے منیرہ کو اشرفیوں سے بھری ہوئی دو تھیلیاں پیشگی دے دیں..... اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کے لوگوں کا اجلاس طلب کیا..... جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے.....

قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعظ کرنے کو کہا..... اس پر آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ جو شخص بھی چوری کرے گا اس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں گے..... جو کوئی زنا کرے گا اور غیر شادی شدہ ہوگا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے..... اور اگر وہ شادی شدہ ہوگا تو اسے سنگسار کر دیا جائے گا..... (یعنی پتھر مار کر اسے مار ڈالا جائے گا) جو کوئی دوسرے پر جھوٹی تہمت لگائے گا تو اسے اسی کوڑے مارے جائیں گے..... قارون اسی وقت کھڑا ہوا..... کہنے لگا کہ اگر آپ کوئی جرم کریں تو آپ کو سزا دی جائے یا نہیں.....

جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ قانون سب کیلئے برابر ہے..... اگر ایسی کوئی حرکت مجھ سے سرزد ہو جائے تو مجھے بھی قانون کے مطابق سزا ہوگی..... تب قارون نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ شہر کی ایک عورت کے ساتھ آپ نے زنا کیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

معاذ اللہ! اس عورت کو ابھی حاضر کیا جائے..... اور اس کا بیان لیا جائے..... اسی دوران منیرہ وہاں آ گئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

اے منیرہ تجھے قسم ہے اس پروردگار کی جس نے دریائے نیل کے دو حصے کئے تھے..... اور جس نے تورات نازل فرمائی..... سچ کہہ..... میں نے

تیرے ساتھ ایسا کچھ کیا ہے..... جو قارون اور اس کے ساتھی کہہ رہے ہیں.....

منیرہ نے کہا یہ لوگ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں..... میں حالانکہ گناہ گار اور بدکار عورت ہوں..... لیکن اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتی کہ تم پر زنا کی جھوٹی تہمت لگاؤں..... مجھے قارون نے تم پر جھوٹی تہمت لگانے کیلئے بہت بڑا لالچ دیا تھا..... اور پیشگی کے طور پر اشرفیوں کی دو تھیلیاں دی تھیں..... ان تھیلیوں پر اس کی مہر لگی ہوئی ہے وہ میں پیش کرتی ہوں.....

منیرہ کا بیان ختم ہوتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام وہی سجدہ میں گر گئے..... اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یاالٰہی میں تیرا رسول ہوں تو جس نے بھی مجھ پر یہ بہتان لگایا ہے اس پر تو اپنا عذاب نازل کر دے.....

جواب میں کہا گیا کہ ہم نے زمین کو تمہارے اختیار میں دیدیا..... آپ جو حکم دیں گے وہ اس پر عمل کرے گی..... تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ

> جس طرح اللہ نے فرعون کو ختم کرنے کیلئے مجھے بھیجا تھا..... اسی طرح قارون کو ختم کرنے کیلئے بھی مجھے بھیجا ہے..... جو کوئی اس کے ساتھ جانا چاہے جا سکتا ہے..... اور کوئی اس سے الگ ہونا چاہتا ہو تو ہو سکتا ہے.....

یہ سن کر دو افراد کے سوا سب قارون سے جدا ہو گئے..... اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ "پکڑ لے اس مردود کو" اس وقت قارون ایک تخت پر مخمل کی گدی پر بیٹھا تھا..... زمین نے پہلے تو اس تخت کو نگل لیا..... اور تخت زمین میں غائب ہو گیا..... پھر قارون کے پیر رانوں تک زمین میں دھنس گئے.....

قارون کی آہ زاری:

قارون جیسا ظالم آدمی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگادی..... اتنا بڑا جرم کسی نے نہیں کیا جتنا قارون نے کیا.....

قارون نے کہا: یاموسیٰ ارحمنی.....

اے موسیٰ! معاف کردے..... لیکن انہوں نے کہا:

اور لے جا..... یاموسیٰ ارحمنی.....

اے موسیٰ رحم فرما..... وہ معافی مانگتا رہا یہ کہتے ہیں کہ اور لے جا حتیٰ کہ وہ سارا ہی دھنس گیا.....

تو پھر اللہ نے کہا: یا موسیٰ تجھ سے معافی مانگتا رہا..... میری عزت کی قسم..... ایک دفعہ مجھ سے کہتا: ''اللھم الرحمنی لاخرجتہ'' میں اسے زمین سے نکال کر باہر کھڑا کردیتا..... تجھ سے معافی مانگتا رہا..... اگر مجھ سے مانگتا تو میں معاف کردیتا.....

بعض مفسرین نے لکھا ہے اسی وقت وحی نازل ہوئی.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہا کہ

> اے موسیٰ! قارون اور اس کے ساتھیوں نے آپ سے ستر دفعہ درخواست کی..... لیکن آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی..... قسم ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی..... اگر وہ مجھ سے صرف ایک دفعہ رحم کی درخواست کرتا تو میں اسے نجات دے دیتا..... (حوالہ مصنف ابن ابی شیبہ قرطبی و در منشور)

قارون سے متعلق حضرت بابا فریدؒ کا ایک ملفوظ:

اے درویش! جب قارون علیہ اللعنۃ اپنے مال واسباب کے ساتھ چوتھے طبق

زمین میں دھنستے ہوئے پہنچا تو اس جگہ کی مخلوق نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو..... اور کس گناہ کی سزا میں تم کو زمین کے اندر دھنسایا جارہا ہے؟.....

قارون نے جواب دیا کہ میں حضرت موسیٰ کی قوم سے ہوں..... میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کی..... اور خدا کے پیغمبر کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا..... اسی کی وجہ یہ بُرا دن مجھے دیکھنا پڑا..... جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام قارون کی زبان پر آیا..... فرشتوں کو حکم ہوا کہ قارون کو اسی جگہ (یعنی چوتھے طبق زمین) رہنے دو..... جس نے کہ میرے دوست کا نام زبان سے لے لیا..... اب ضروری ہے کہ اس پر میں عذاب نہ کروں.....

جب شیخ الاسلام اس حرف پر پہنچے آنکھیں نم ہوگئیں.....

اور فرمایا کہ اے درویش! جو شخص کہ ہمیشہ دوست کا نام لیتا رہتا ہے.....
اور اس کی یاد میں متفرق رہتا ہے..... ضروری ہے کہ قیامت کے دن اس کا دامن اس کی مرادوں سے بھر دیا جائے..... اور انوار تجلی سے اس کو مشرف کر دیا جائے..... (ملفوظات بابا فرید صفحہ ۱۴۸)

اس کے بعد بنی اسرائیل کے کچھ لوگ بحث کرنے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کی دولت ہڑپ کرنے کیلئے یہ سب کچھ کیا ہے.....

یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچی تو آپ نے قارون کا خزانہ منگوا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ تو اسی وقت سارا خزانہ زمین میں دھنسنے لگا..... قیامت تک یہ خزانہ زمین میں دھنستا چلا جائے گا..... ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کی تمام املاک زمین میں غائب ہوگئی..... اور اس کا کوئی نشان تک نہ رہا نام اللہ کا.....

قارون کو شیطان کے گمراہ کرنے کا عبرتناک واقعہ

187..... ابن ابی الحواریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمانؒ اور دوسرے حضرات سے سنا ہے کہ ابلیس ملعون قارون کے سامنے گمراہ کرنے کے لئے ظاہر ہوا..... جب کہ قارون چالیس سال تک پہاڑ میں رہ کر عبادت کر چکا تھا..... اور بنی اسرائیل کی قوم میں عبادت کرنے کے اعتبار سے سبقت لے گیا تھا..... شیطان نے اس کو گمراہ کرنے کے لیے بہت سے شیاطین روانہ کیے..... مگر کوئی بھی اس کو گمراہ نہ کر سکا تو وہ خود اس کے مقابلہ میں آیا..... اور اس کے ساتھ ہی (پہاڑ میں) عبادت کرنے لگا..... قارون روزہ افطار کر لیتا تھا لیکن ابلیس روزہ افطار نہیں کرتا تھا..... اور قارون کو اپنی عبادت گذاری ایسی دکھانے لگا کہ اس کے سامنے قارون کی قوت جواب دے جاتی تھی..... اس طرح سے قارون نے اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے.....

تو شیطان نے کہا: اے قارون! تو اس پر قناعت کر کے بیٹھ گیا ہے..... تو بنی اسرائیل کے جانبازوں میں بھی نہیں جاتا..... اور ان کے ساتھ جماعت میں بھی شریک نہیں ہوتا..... اس طرح سے اس نے قارون کو پہاڑ سے ڈرا کر گرجا گھر میں داخل کیا..... اور بنی اسرائیل (شیطان اور قارون) کے پاس کھانا لانے لگے.....

تو شیطان نے کہا: اے قارون! ہم اس پر راضی ہو گئے؟..... ہم تو بنی اسرائیل پر بوجھ بن چکے ہیں.....

تو قارون نے کہا: پھر کیا رائے ہے؟.....

شیطان نے کہا: ہم ایک دن محنت کریں اور باقی ہفتہ عبادت میں گذاریں.....

قارون نے کہا: درست ہے..... (چند دن کے بعد)

پھر شیطان نے کہا: ہم تو اس پر خوش ہو کر بیٹھ گئے ہیں..... ہم صدقہ خیرات کیوں نہ

کریں؟.....

شیطان نے کہا: ہم ایک دن تجارت کریں..... اور ایک دن عبادت کریں..... جب اس نے یہ کام شروع کر دیا تو شیطان نے اس کو چھوڑ دیا..... اور قارون کے سامنے دنیا کے خزانے جمع ہونے لگے..... بالآخر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر اُتر آیا..... اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا..... چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے تمام خزانوں سمیت زمین میں دھنسا دیا.....

اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان سے اور اس کے شر سے محفوظ رکھے.....

(ابن ابی الدنیا (منہ) مکائد الشیطان از: مولانا امداد اللہ انور)

حضرت جریر نے بواسطہ حضرت منصور خیثمہ کا بیان نقل کیا ہے.....

حضرت خیثمہ نے کہا: میں نے انجیل میں دیکھا تھا کہ قارون کے خزانوں کی کنجیاں ساٹھ خچروں کا بوجھ ہوتی تھیں..... کوئی کنجی ایک انگلی سے بڑی نہ تھی..... اور ہر کنجی ایک خزانے کی تھی..... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قارون جہاں جاتا تھا..... اپنے خزانوں کی کنجیاں اپنے ساتھ اٹھا کر لے جاتا تھا..... اور وہ کنجیاں لوہے کی تھیں..... جب بوجھ زیادہ ہونے لگا تو اس نے لکڑی کی کنجیاں بنوالیں..... پھر ان کنجیوں کا بار بھی زیادہ ہونے لگا تو گائے کی چمڑے کی کنجیاں ایک ایک انگلی کے برابر تیار کرالیں..... یہ کنجیاں بھی (اتنی بھاری ہوگئی تھیں کہ) اس کے ساتھ چالیس خچروں پر لد کر جاتی تھیں.....

روایات مذکورہ میں سے کسی روایت کی تائید قرآن سے نہیں ہوتی..... کیونکہ قرآن مجید میں العصبۃ کا لفظ ہے..... اور عصبہ مردوں کی جماعت کو کہتے ہیں..... خچروں کی جماعت کو نہیں کہتے.....

بغوی نے لکھا: عصبۃ کی عددی تعیین میں علماء کے اقوال مختلف ہیں.....

مجاہد نے کہا: دس سے پندرہ تک کی جماعت کو عصبہ کہتے ہیں.....

ضحاک نے حضرت ابن عباس کا قول بیان کیا ہے کہ تین سے دس تک عصبہ ہوتا ہے.....

قتادہ نے کہا: دس سے چالیس تک کی جماعت عصبہ ہے..... قاموس میں بھی یہی کہا گیا ہے..... بعض نے ستر کی تعداد بیان کی ہے.....

حضرت ابن عباس کا ایک قول آیا ہے کہ اس کی کنجیاں چالیس قوی ترین آدمی اٹھا کرتے تھے اور لتنوء بالعصبۃ کا مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت ان کو لے کر چلتی تھی.... اور جب وہ گروہ ان کو اٹھاتا تھا تو بوجھ کی وجہ سے وہ نیچے کو جھک جاتا تھا.....

(حوالہ تفسیر مظہری)

"اذقال لہٗ قومہٗ لاتفرح ان اللہ لا یحب الفرحین"

جب قوم نے اس سے کہا کہ خوشی میں مت اترا..... اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا.....

قارون کی کثرت دولت کا راز:

"قال انما اوتیتہٗ علیٰ علم عندی"

قارون نے کہا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے (مجھے دیا گیا ہے) وہ مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے..... قوم والوں نے قارون سے کہا تھا: احسن کما احسن اللہ الیک

قارون نے اس کا تردیدی جواب یہ دیا..... مطلب یہ ہے کہ اللہ نے میرے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا..... مجھے اس کا استحقاق تھا..... اس کی کوئی مہربانی نہیں جس کا شکر یہ ادا کرنا مجھ پر لازم ہو..... اور اس کے بندوں سے بھلائی کرنا مجھ پر فرض ہو جائے..... مجھے جو کچھ عزت مال اور سیادت ملی وہ میرے علم کی وجہ سے ملی.....

بعض علماء نے کہا کہ علم سے مراد ہے کیمیا گری..... حضرت سعید بن مسیب کا

بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کیمیا بنانا جانتے تھے..... آپ نے علم کیمیا کا ایک حصہ تو حضرت یوشع بن نون کو سکھادیا..... اور ایک تہائی حصہ حضرت کالب بن یوقنا کو اور ایک تہائی قارون کو.....

قارون نے حضرت یوشع اور حضرت کالب کو فریب دے کر وہ حصہ بھی معلوم کرلیا..... جوانہوں نے سیکھا تھا..... اس طرح پورا علم کیمیا اس کو حاصل ہوگیا..... اس کی مالداری کا یہی گر تھا..... بعض اہل علم نے کہا کہ قارون نے جو لفظ علم بولا تھا اس سے اس کی مراد یہ تھی کہ میں تجارت کے گر جانتا ہوں..... کاشتکاری کے فن سے خوب واقف ہوں..... اور کمائی کے دوسرے راستے مجھے معلوم ہیں..... انہی ذرائع سے میرے پاس مال آیا ہے..... (حوالہ تفسیر مظہری)

روایت میں یہ بھی ہے کہ قارون فرعون کا خزانچی تھا..... فرعون کی غرقابی کے بعد فرعون کے تمام خزانوں کا مالک بن گیا..... لیکن معتبر قول یہی معلوم ہوتا ہے..... اور اسی کو مستند مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کیمیا گری جانتے تھے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بہن کو کیمیا گری سکھائی تھی..... قارون نے ان سے سیکھ لی تھی.....

علامہ ثناء اللہ پانی پتی ؒ نے لکھا ہے..... جب فرعون ہلاک کردیا گیا تو آپ کو خدا کا حکم ہوا کہ سونے کی تختیوں پر تورات لکھیں..... آپ نے کہا کہ اے رب سونا کہاں..... خدا نے آپ کے پاس جبرائیل کو بھیجا.....

جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو کیمیا سکھلادی.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بہن کو جو قارون کی والدہ تھیں ایک تہائی نسخہ بتلایا..... اور ایک تہائی حضرت یوشع علیہ السلام کو بتلایا..... اور ایک تہائی طالوت کو پس قارون نے اپنی والدہ سے سیکھ لیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے برابر الحاح کرتا

رہا یہاں تک کہ آپ نے اسے پورا نسخہ بتلا دیا..... پھر چالیس ہزار سواروں کے ساتھ جو جواہر سے بنے ہوئے لباس پہنے تھے..... آرائش کے ساتھ نکلا اور حضرت موسیٰ سے راہ میں ملاقات ہوئی..... ان سے کہنے لگا..... کہ میں آپ کے قتل کے لئے سوار ہو کر آیا ہوں:.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تیرے لئے خدا سے دعا کی ہے..... اے زمین اسے پکڑ لے..... جب اس کے گھوڑے کے پیر دھنس گئے تو کہنے لگا کہ آپ نے تو میرے مال اور گھر کے لے لینے کے لئے دعا کی ہے..... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے زمین اس کی سب چیزوں کو لے لے..... اور بعض کا قول ہے.....

وہ کہنے لگا: اے موسیٰ! آپ مال لے لیجئے..... اور مجھے معاف کر دیجئے.....

آپ نے فرمایا: اے زمین اسے پکڑے لے..... اس نے ستر بار حضرت موسیٰ سے فریاد کی.....

خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھ سے ایک بار فریاد کرتا تو میں اس کی فریاد رسی کرتا..... (حوالہ تفسیر قرطبی)

چوتھا قول:

حضرت عطارؒ سے روایت ہے کہ اس کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک عظیم الشان مدفون خزانہ مل گیا تھا..... جس کی وجہ سے دولت کے انبار حاصل ہو گئے تھے..... اور وہ اپنے مال و دولت کے نشہ میں دوسروں پر ظلم وستم کیا کرتا تھا..... اس کے خزانے اتنے زیادہ تھے کہ ان کی کنجیاں اتنی تعداد میں تھیں کہ ایک طاقتور جماعت بھی اس کو اٹھائے تو بوجھ سے جھک جائے..... اور ظاہر ہے قفل کی کنجی بہت ہلکے وزن کی ہوتی ہے..... جس

-کا اٹھانا اور پاس رکھنا مشکل نہیں..... مگر کثرت عدد کے سبب اتنی ہو گئیں تھیں کہ ان کا وزن ایک طاقتور جماعت کے لئے بھی بھاری تھا.....

قارون کے مال کو دیکھ کر بنی اسرائیل کی حسرت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم نے ایک مرتبہ اس کو نصیحت کی کہ اللہ نے تجھے بے شمار دولت وثروت بخشی ہے..... لہٰذا اس کا شکر ادا کر اور مال کا حق زکوٰۃ وصدقات دے کر غرباء ومساکین کی مدد کر..... جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے..... تو بھی لوگوں پر احسان کر..... اپنا وہ حصہ جو تو دنیا سے لے جائے گا..... فراموش نہ کر (یعنی صرف کفن) مگر اس کو یہ نصیحت پسند نہ آئی..... نہایت متکبرانہ لہجہ میں جواب دیا.....

> ''میری یہ دولت وثروت اللہ کی عطا کردہ نہیں ہے..... یہ تو میری محنت وقابلیت اور عقل وہنر کا نتیجہ ہے..... یہ کوئی فضل وکرم نہیں جو استحقاق کے بجائے احسان کے طور پر دیا جاتا ہو.....''

اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو برابر نصیحت کرتے..... اور راہ ہدایت کی تلقین کرتے رہے..... لیکن جب اس نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس طرح باز نہیں آتے تو ان کو اور ان کی قوم کو مرعوب کرنے کے لئے ایک دن بڑے کروفر سے نکلا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ایک مجمع میں پیغام الٰہی سنا رہے تھے کہ قارون ایک بڑی جماعت اور خاص شان شوکت اور خزانوں کی نمائش کے ساتھ سامنے سے گزرا.....

بنی اسرائیل نے جب قارون کی اس شان وشوکت کو دیکھا تو ان میں سے کچھ آدمیوں کے دلوں کو انسانی کمزوری کے اس جذبہ نے بے چین کر دیا..... ان کی زبانوں

سے یہ الفاظ نکل گئے.....

''اے کاش! یہ دولت وثروت..... شان وشوکت ہم کو بھی نصیب ہوتی''.....

اسی وقت قوم کے بعض اہل علم افراد نے مداخلت کی اور ان سے کہا:

''خبردار! خبردار! اس دنیوی زیب وزینت پر نہ جانا اور اس کے حرص میں نہ گرنا..... تم عنقریب دیکھو گے کہ اس غرور ونخوت کا کیا انجام ہونے والا ہے..... تمہارے لئے ایمان وعمل صالح ہی بہترین ذخیرہ ہیں.....''

قارون کی اس شان وشوکت کا تذکرہ نبی کریم ﷺ نے اس طرح بیان کیا ہے..... بنی اسرائیل کا ایک شخص (قارون) اپنے لباس کی شان وشوکت کے ساتھ اکڑتا چلا جارہا تھا..... اچانک زمین میں دھنسا دیا گیا..... اور وہ قیامت تک اسی طرح دھنستا چلا جائے گا.....

پانچواں قول:

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ بعض کا قول ہے کہ قارون اسم اعظم جانتا تھا..... جسے پڑھ کر اس نے اپنی مالداری کی دعا کی تو اس قدر دولت مند ہو گیا..... قارون کے اس جواب کے رد میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ غلط ہے کہ میں جس پر مہربان ہوتا ہوں..... اسے دولت مند کر دیتا ہوں..... نہیں بلکہ اس سے پہلے اس سے پہلے اس سے زیادہ دولت اور آسودہ حال لوگوں کو میں نے تباہ کر دیا ہے..... تیرا یہ سمجھ لینا کہ مالداری میری محبت کی نشانی ہے..... محض غلط ہے.....

جو میرا شکر ادا نہ کرے..... کفر پر جمارہے..... اس کا انجام بد ہوتا ہے..... گناہ گاروں کے کثرت گناہ کی وجہ سے پھر ان سے ان کے گناہوں کا سوال بھی عبث ہوتا.....

اس کا خیال تھا کہ مجھ میں خیریت ہے..... اس لئے اللہ کا یہ فضل مجھ پر ہوا ہے وہ جانتا ہے کہ میں اس مال داری کا اہل ہوں..... اگر اللہ مجھ سے خوش نہ ہوتا اور مجھے اچھا آدمی نہ جانتا تو مجھے اپنی یہ نعمت بھی نہ دیتا..... (حوالہ تفسیر ابن کثیر)

قارون کی ٹاٹھ وشوکت:

"فخرج علیٰ قومہ فی زینتہٖ . قال الذین یریدون الحیوٰۃ الدنیا یٰلیت لنا مثل مآ اوتی قارون انہٗ لذو حظ عظیم"

"پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے کہنے لگے..... جو لوگ طالب تھے دنیا کی زندگانی کے..... اے کاش ہم کو ملے جو کچھ ملا ہے..... قارون کو بیشک اس کی بڑی قسمت ہے....."

علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یعنی لباس فاخرہ پہن کر بہت سے خدم وحشم کے ساتھ بڑی شان شوکت اور ٹیپ ٹاپ سے نکلا..... جسے دیکھ کر طالبینِ دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں.....

کہنے لگے: کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو اس کو حاصل ہوا..... بیشک یہ بڑا ہی صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے..... (تفسیر عثمانی)

علامہ ثناء اللہ پانی پتیؒ نے لکھا ہے کہ مقاتل نے کہا: قارون سفید خچر پر نکلا..... خچر پر سنہری ارغوانی زین تھی..... چار ہزار سوار تھے..... ان سواروں کے گھوڑے ارغوانی تھے..... تین سو باندیاں بھی سفید خچروں پر سوار ساتھ تھیں..... باندیاں گوری گوری..... زیور اور سرخ لباس سے آراستہ تھیں.....

بنی اسرائیل (اگر چہ دنیا کے طلب گار تھے لیکن) مومن تھے..... اس لئے یہ نہیں کہا کہ قارون کی دولت ہم کو مل جاتی..... یہ تو حسد ہو جاتا بلکہ یوں کہا کہ قارون کی دولت کی

طرح کاش ہم کو بھی دولت مل جاتی..... (تفسیر مظہری)

مصنف تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ شہر بن حوشب نے کہا:

(غرور و تکبر کا مظاہرہ کرنے کے لئے) قارون نے اپنے کپڑوں کی لمبائی (دوسروں کے مقابلہ میں) ایک بالشت بڑھائی تھی..... (یعنی اس کے کپڑے نیچے لٹکتے تھے)

حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص اپنا کپڑا (ازار یعنی تہبند، لنگی یا کرتا، عبا، چغہ وغیرہ) تکبر سے کھینچ کر چلتا ہے..... اللہ اس کی طرف (رحمت کی) نظر نہیں کرے گا.....

(رواہ البغوی)

امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا..... کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ

جو شخص اپنی چادر غرور کی وجہ سے کھینچتا چلتا ہے..... اللہ (قیامت کے دن رحمت کی) نظر سے اس کی طرف نہیں دیکھے گا.....

امام احمد اور نسائی نے صحیح سند سے حضرت ابن عباس کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ (رحمتِ کی نظر سے) اس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار (لنگی یا تہبند) کو گھسیٹتا چلتا ہے..... (حوالہ تفسیر مظہری)

زہر الریاض میں ہے کہ قارون کے خاندان میں سے ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی دستار باندھا کرتا تھا..... جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب مسلط کیا تو اس پر عذاب مؤخر کر دیا..... صرف اس وجہ سے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسی دستار باندھا کرتا ہے.....

عوارف المعارف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم صوف کے لباس سے نور حاصل کیا کرو! کیونکہ اس سے دنیا میں عاجزی اور آخرت میں نور حاصل ہو گا.....

(حوالہ زہرالریاض)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:

188..... علامہ ابوالفرج ابن الجوزیؒ نے اپنی کتاب ''المدھش'' میں اللہ تعالیٰ کے قول

''واذقال موسیٰ لفتاہ'' اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے نوجوان ساتھی سے کہا:

اس کی تفسیر کے سلسلہ میں حضرت ابن عباس..... ضحاک اور مقاتل رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے..... کہ انہوں نے بیان کیا ہے..... کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تورات کا مطالعہ خوب غور سے کر کے اس کے تمام احکامات سے مطلع ہو گئے ..... تو بغیر کسی سے کلام کئے ہوئے اپنے دل میں کہنے لگے..... کہ روئے زمین پر اب مجھ سے زیادہ عالم کوئی نہ ہوگا.....

اسی دن رات میں آپ نے خواب میں دیکھا کہ

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس قدر پانی برسایا..... کہ مشرق سے مغرب تک

تمام زمین غرقاب ہوگئی.....

پھر دیکھا کہ سمندر پر ایک قناۃ ہے جس پر ایک لٹورا بیٹھا ہوا ہے..... اور وہ اس برسات کے پانی جو چونچ میں بھر کر لاتا ہے..... اور سمندر میں ڈالتا ہے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیداری کے بعد عالم نہیں..... مگر اللہ کا ایک بندہ ایسا ہے جس کے پاس آپ سے زیادہ علم ہے..... اور اس کے اور آپ کے علم میں وہی نسبت

ہے..... جو سمندر کے پانی اور لٹورے کی چونچ کے پانی میں ہے.....

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ وہ اللہ کا کون سا بندہ ہے؟.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر بن ماملیل ہیں..... جو طیب یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ مجھ کو کہاں ملیں گے؟.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان کو اس سمندر کے پس پشت تلاش کیجئے.....

پھر آپ نے پوچھا کہ مجھے ان کا پتہ کون بتائے گا؟.....

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کے زادراہ میں سے کوئی چیز آپ کی راہنمائی کرے گی.....

(مفسرین کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا اس قدر اشتیاق ہوا کہ آپ نے کسی کو اپنی قوم میں سے اپنا نائب بھی نہیں بنایا..... اور ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام کی تلاش میں چل دیئے)

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام رخصت ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خادم حضرت یوشع علیہ السلام کے پاس تشریف لائے..... اور ان سے پوچھا کہ کیا آپ میرے ساتھ چل سکتے ہیں.....

حضرت یوشع علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں میں تیار ہوں.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ذرا پہلے زادراہ کا انتظام کرو.....

چنانچہ حضرت یوشع علیہ السلام نے زادراہ کے لئے چند روٹیاں اور تلی ہوئی نمکین مچھلی ناشتہ دان میں رکھ لیں..... اور چل دیئے..... راستہ میں کبھی پانی اور کبھی خشکی میں چلنا پڑا..... اس لئے دونوں صاحبان تھک گئے..... اور رفتہ رفتہ ایک پتھر پر جا پہنچے..... جو

بحر آرمینیہ کے عقب میں پڑا ہوا تھا..... اس پتھر کو قلعۃ الحرس بھی کہتے ہیں..... یہاں پہنچنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وضو کے لئے آگے بڑھے..... اور ایسی جگہ جا پہنچے جہاں ایک جنتی چشمہ تھا وہاں بیٹھ کر آپ نے وضو فرمایا..... جب وضو کر کے واپس ہوئے تو آپ کی ریش مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے..... اتفاق سے ایک قطرہ ناشتہ دان میں رکھی تلی ہوئی مچھلی کے منہ پر جا پڑا..... اور چونکہ اس چشمہ کے پانی کی یہ خاصیت تھی کہ جس مردہ جانور کے بدن پر پڑ جائے اس کو زندہ کر دے..... چنانچہ اس چشمہ کا پانی جیسے ہی اس مچھلی پر پڑا جو ناشتہ دان میں رکھی تھی..... وہ زندہ ہوگئی..... اور ناشتہ دان سے نکل کر چل دی..... اور پانی میں جس طرف وہ گئی تھی اسی جگہ خشکی کی طرح ایک سرنگ بنتی گئی.....

حضرت یوشع علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا..... مگر آپ اس کا تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کرنا بھول گئے..... جب اس پتھر سے جہاں آپ ٹھہرے ہوئے تھے آگے بڑھے..... اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کچھ تھکان محسوس ہونے لگی تو آپ نے اپنے رفیق سفر سے ناشتہ طلب کیا..... اس وقت حضرت یوشع علیہ السلام کو مچھلی کا زندہ ہو کر چلنے کا واقعہ یاد آیا تو آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا..... جس کو سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم کو اسی کی تلاش تھی..... چنانچہ دونوں صاحبان الٹے پاؤں اسی جگہ لوٹ گئے.....

سمندر کا پانی اللہ تعالیٰ کے حکم سے منجمد ہوگیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع علیہما السلام کے قدموں کے موافق ایک سرنگ بن گئی..... اور دونوں نے اس سرنگ میں چلنا شروع کر دیا..... اور وہ زندہ مچھلی ان کے آگے آگے چلتی رہی..... یہاں تک کہ وہ خشکی پر پہنچ گئی..... اور خشکی میں بھی یہ مچھلی کے پیچھے ہی چل رہے تھے کہ آسمان سے ایک ندا آئی کہ جس راستہ پر تم چلتے ہو اس پر ایک بہت بڑے پتھر پر پہنچ

جاؤ گے ..... وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا...... وہاں پر ایک مصلی بچھا ہوا ہوگا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہ تو بہت ہی پاکیزہ جگہ ہے..... ممکن ہے وہ مرد صالح اسی جگہ رہتے ہوں..... (حوالہ حیات الحیوان)

یہ باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت یوشع علیہ السلام سے کہہ ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت خضر علیہ السلام بھی اسی جگہ آپہنچے.....اور جب آپ اس جگہ آکر کھڑے ہوئے تو وہ جگہ سرسبز شاداب ہوگئی.....اسی وجہ سے آپ کو خضر کہتے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ السلام علیکم یا خضر!

آپ نے جواب دیا وعلیکم السلام یا موسیٰ یا بنی اسرائیل!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ میرا نام آپ کو کس نے بتادیا؟.....

آپ نے جواب دیا کہ جس نے آپ کو مجھ تک پہنچنے کا راستہ بتادیا اسی نے مجھ کو آپ کا نام بتادیا.....اس کے بعد وہ واقعات پیش آئے جو قرآن کریم میں مذکور ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا تذکرہ اور حضرت خضر علیہ السلام کے نام مزید تفصیل کے لئے احقر کی کتاب مستند قصص القرآن 4 جلد اور مستند قصص الانبیاء 6 جلد کا مطالعہ کریں (زیر طبع)

حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ کا سوال:

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک دن کہا:

اے کلیم اللہ! آپ پر تعجب ہے..... آپ نے مجھے اس روز ملامت کی..... جب میں نے کشتی کو پھاڑا تھا..... آپ کو ڈر تھا کہ کہیں کشتی والے غرق نہ ہو جائیں..... کیا آپ اس ذات کو بھول گئے جس نے آپ کو اس دن بچایا تھا..... جب آپ کی والدہ

محترمہ نے آپ کو پانی میں ڈالا تھا!

آپ نے مجھے اس وقت بھی ملامت کی جب میں نے بغیر کسی قصور کے ایک بچے کو قتل کیا تھا.....

لیکن آپ اپنے آپ کو بھول گئے..... جب آپ نے آل فرعون میں سے ایک شخص کو قتل کیا تھا..... پھر آپ نے کہا کہ اے میرے رب! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے..... تو مجھے بخش دے..... اور آپ کو بخش دیا گیا.....

اے کلیم اللہ! آپ نے مجھے بغیر اجرت کے دیوار بنانے پر ملامت کی..... مگر اس دن کو بھول گئے..... جب آپ نے حضرت شعیب کی بیٹیوں کی بکریوں کو بغیر اجرت کے پانی پلایا تھا.....

تو جناب! یہ تین کے بدلے تین ہیں.....

کہاں وہ لڑکا کہاں یہ لڑکی

189..... قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ میں آتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے ایک معصوم بچے کو مار ڈالا تھا..... اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی وجہ اور حکمت پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اگر یہ بچہ جوان ہو جاتا تو کفر کا راستہ اختیار کرتا..... جب کہ اس کے والدین مومن ہیں..... ممکن تھا کہ بیٹے کی فطری محبت کی وجہ سے وہ بھی کفر کا ارتکاب کر لیتے..... اس لئے والدین کی مصلحت اسی میں تھی کہ اسے قتل کر دیا جائے..... اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے ایک لڑکی دے دیں..... جو صالحہ، عابدہ اور اللہ کی مخصوص بندی ہوگی.....

چنانچہ بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ ان کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی..... جس کا نکاح

ایک پیغمبر سے ہوا..... اور ستر پیغمبر اس کی اولاد میں ہوئے.....

حضرت وہبؒ بن منبہ نے بیان کیا ہے ایک بار حضرت خضر علیہ السلام سمندر کے کنارہ پر تھے..... اتنے میں ان کے پاس ایک آدمی آیا..... اور اس نے کہا حق خداوندی کے صدقہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کچھ مجھے خدا کے واسطے عطا کیجئے.....

انہوں نے فرمایا: میں سوائے اپنے نفس کے کسی چیز کا مالک نہیں..... اور اپنا نفس تجھے ہبہ کرتا ہوں..... اس نے لے کر ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر ڈالا..... جس کا ایک باغ تھا..... اس نے ان کو کام میں لگایا..... انہوں نے بڑا کام کیا.....

باغ والے نے کہا: حق خداوندی کے لئے بتلا کہ تو کون ہے.....

انہوں نے فرمایا: میں خضر ہوں.....

اس نے کہا: آپ خدا کے واسطے آزاد ہیں..... انہوں نے اس پر خدا کے سامنے سجدۂ شکر ادا کیا..... ندا ہوئی اے خضر علیہ السلام تم طالب دنیا بنے اور تم نے مسکن بنایا..... جس کا انجام یہ ہوا کہ خدا نے تمہیں غلامی میں مبتلا کیا..... اور قصہ یہ ہوا تھا کہ انہوں نے ایک عبادت خانہ بنایا تھا..... اور اس کے کنارے ایک درخت لگایا تھا.....

(حوالہ نزھۃ المجالس)

سب سے پیارا سب سے اچھا حاکم اور سب سے بڑا عالم

190..... ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیروں میں حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دریافت کیا (اے اللہ) تجھے اپنے بندوں میں کون بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے.....

اللہ نے فرمایا: (مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ بندہ ہے) جو مجھے یاد رکھتا ہے..... اور بھولتا نہیں ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: تیرے بندوں میں سب سے بڑا عالم کون ہے.....

فرمایا: جو اپنے علم کے ساتھ دوسرے لوگوں کا علم بھی ملا لیتا ہے..... (یعنی اپنے علم میں دوسروں سے پوچھ کر یا دوسروں سے سیکھ کر اضافہ کر لیتا ہے) اس غرض سے کہ شاید اس کو کوئی بات ایسی معلوم جو ہدایت کا راستہ بتا دے..... اور ہلاکت (کے راستہ) سے موڑ دے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تیرے بندوں میں اگر کوئی مجھ سے زیادہ جاننے والا ہو تو مجھے اس کا پتہ اور راستہ بتا دے.....

اللہ نے فرمایا: تجھ سے زیادہ عالم خضر ہے.....

حضرت موسیٰ نے کہا: میں حضرت خضر کو کہاں تلاش کروں.....

اللہ نے فرمایا: پتھر کے قریب سمندر کے کنارے پر.....

حضرت موسیٰ نے کہا: مجھے اس کا نشان کیسے معلوم ہوگا.....

اللہ نے فرمایا: ایک مچھلی لے کر (بھون کر) ٹوکری میں رکھ لے..... جہاں وہ مچھلی کھو جائے..... اسی جگہ حضرت خضر ملے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے فرمایا: جس جگہ مچھلی کھو جائے مجھے بتا دینا..... اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کا خادم دونوں چل دیئے.....

(حوالہ تفسیر مظہری)

حضرت خضر علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحتیں

191.....جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر آپ صبر کرتے تو ایک ہزار عجوبہ و نادر واقعات آپ پر ایسے منکشف ہوتے جو ان واقعات سے بھی جو آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں عجیب تر ہوتے..... یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ کے جدائی پر رونا آگیا..... اور حضرت خضر سے فرمایا کہ اللہ کے نبی مجھے نصیحت فرمادیجئے.....

چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ نصیحتیں کیں.....

۱۔آپ اپنی آخرت کی فکر کریں اور لایعنی باتوں کی جستجو میں نہ پڑیں.....

۲۔امن و امان کے وقت خوف کو نہ بھولیں اور خوف کی حالت میں امن سے مایوس نہ ہوں.....

۳۔اعلانیہ باتوں میں تدبیر سے کام لیں (ایک نسخے میں الفاظ "تدبیر الامور فی علانیتک" ہیں..... اور ایک نسخے میں "تدبیر الامور فی علانیتک" ہیں..... لیکن چونکہ یہاں تمام نصائح میں بہت سے باتوں کی نہی ہے..... اور لا ساتھ ہے..... اس لئے میرا خیال ہے کہ یہاں بھی غلطی سے لا خذف ہوگیا ہے) اور قدرت ہوتے ہوئے احسان کرنا نہ چھوڑیں.....

۴۔کبھی لجاحت نہ برتیں اور بغیر ضرورت سفر نہ کریں اور جب تک کوئی انتہائی تعجب خیز بات نہ سنیں ہنسیں نہیں.....

۵۔خطاوار لوگوں کو ان کی خطاؤں پر جب کہ وہ اظہار ندامت کرلیں..... غیرت نہ

دلائیں..... اور جب آپ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس پر اے ابن عمران ندامت کے آنسو بہالیں..... اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمتیں تمام کریں..... اور آپ کی عمر کو اپنی اطاعت میں تمام کریں..... اور دشمن سے آپ کی حفاظت فرمائے..... اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بھی مجھ کو نصیحت فرمادیں.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نصیحتیں فرمائیں.....

۱۔ غصہ سے اجتناب کرو..... اور اگر کسی پر غصہ کریں تو صرف اللہ کے معاملہ میں کر سکتے ہیں..... (یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے سلسلہ میں غصہ اور سختی کرو اور اس میں کسی کی رعایت نہ کرو)

۲۔ کسی سے سوائے اللہ کے بارہ میں راضی نہ ہوں.....

۳۔ دنیا سے محبت نہ کرنا اور نہ اس سے بغض رکھیں..... کیونکہ ایسا کرنے سے انسان ایمان سے خارج اور کفر میں داخل ہو جاتا ہے..... پھر حضرت خضر علیہ السلام نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعائیں دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت میں آپ کی مدد فرمائے اور آپ کو آپ کے جملہ امور میں سرور وخوشی عطا فرمائے..... اور مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت پیدا فرمائے..... اور اپنے فضل سے نوازے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دعا پر آمین فرمایا.....

اوپر کی یہ پوری روایت حضرت سہیلیؒ کی ہے.....

علامہ بغوی فرماتے ہیں! کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے علیحدگی کا قصد فرمایا تو ان سے نصیحت کرنے کو کہا: تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ:

علم کو اس لئے مت طلب کرو کہ اسے صرف لوگوں کے سامنے بیان کیا

جائے..... بلکہ علم کو عمل کے لئے حاصل کرو.....

(حوالہ حیات الحیوان)

مقام حضرت خضر علیہ السلام

192..... جناب عبداللہ صاحب نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے ناشتے کے بعد پرانے شہر کے علاقہ الکرخ میں پہنچے..... الکرخ میں دریائے دجلہ کے کنارے ایک مقام ہے..... جس کیلئے مقامی لوگوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام نے اس مقام سے اپنے اس سفر کا آغاز کیا تھا..... جس کا ذکر قرآن پاک کی سورہ الکہف میں ہے.....

دریا کے کنارے پر ایک کچا دومنزلہ کمرہ تھا..... جس کی حالت انتہائی خستہ تھی..... اوپر کی منزل پر کمرہ میں ایک چٹائی تھی..... جس کے بارے میں مجاور یہ کہتے ہیں کہ یہاں حضرت خضر علیہ السلام نے آرام فرمایا تھا..... نیچے والی منزل میں ایک جگہ موم بتیاں رکھی ہوئی تھیں..... جہاں لوگ اپنی مرادیں مانگنے کیلئے وہاں سے ہی موم بتیاں خریدتے ہیں..... اور پھر وہیں جلا کر رکھ دیتے ہیں..... لوگ موم بتیوں کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو مجاور انہیں مہندی لگاتے..... اور سبز کپڑا پھاڑ کر دیتے ہیں..... اور لوگ انہیں پیسے دیتے ہیں.....

میں نے نہ تو موم بتی جلائی اور نہ مہندی لگوائی مہندی تو میں نے شمیم کے ساتھ شادی والے دن لگوائی تھی۔ اب مزید مہندیوں کا شوق نہیں تھا.....

جب ہمارا زیارتی گروپ موم بتیاں جلا کر مہندی لگوانے میں مصروف

تھا..... میرا ذہن تاریخ کے اوراق میں گم تھا..... جن کے مطابق میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور تھا کہ یہ مقام حضرت خضر علیہ السلام نہیں ہے..... بلکہ اسے مقامی لوگوں نے جعلی طور پر پیسے کمانے کے لئے قائم کر لیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے..... اور زندگی کا بیشتر عرصہ وہ مصر میں رہے..... پھر وہ صحرائے سینا، کوہ طور پر گئے..... اور سفر کرتے ہوئے جب فلسطین میں پہنچے تو بحر مردار کے کنارے اللہ کو پیارے ہوئے..... قرآن پاک اور تاریخ کی کسی کتاب میں کہیں ذکر نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی بغداد تشریف لائے.....

قرآن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جگہ نہیں ہے چونکہ یہاں دو دریاؤں کا کسی بھی جگہ سنگم نہیں.....

مفسرین کا خیال ہے کہ یہ واقعہ سوڈان کے شہر خرطوم کے قریب جہاں دریائے نیل کی دو بڑی شاخیں البحر الابیض اور البحر الازرق میں آ کر ملتی ہیں..... وہاں پیش آیا تھا..... بہر حال اس بارے میں اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں.....

اس مقام پر کھڑے ہو کر میں نے گرد و نواح کا جائزہ لیا تو مجھے دریا دجلہ کے اس پار نئے شہر میں ڈیفنس منسٹری کی وہ عمارت نظر آئی جو اب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی ہے..... حالیہ جنگ میں امریکہ نے بمباری کے ذریعے بہت سی دوسری عمارتوں کو نشانہ بنایا تو اس عمارت کو بھی زمین بوس کیا تھا.....

مقام حضرت خضر علیہ السلام کے بعد ہم اسی علاقے میں حضرت سید حبیب عجمی کے مزار پر حاضر ہوئے..... مزار کا دروازہ بند تھا..... ہمیں دیکھ کر ایک عرب عورت نے آ کر دروازہ کھولا..... ہم نے یہاں فاتحہ پڑھی..... مزار کے باہر ایک بورڈ لکھا تھا کہ:

''حضرت سید حبیب عجمی ان کا تعلق اہل فارس سے تھا۔'' (حوالہ انبیاء کی سرزمین پر)

اسم اعظم جاننے والے شخص کی موت کے وقت زبان لٹک گئی

193..... بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا بلعم بن باعورا نامی اہل بلقاء میں سے تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا..... یہودی علماء کے ساتھ بیت المقدس میں رہتا..... ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ اہل یمن میں سے تھا..... اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیاں اور کرامتیں دی تھیں..... لیکن اس نے ناقدری کی..... وہ مستجاب الدعوات تھا..... اس کی دعائیں قبول ہو جاتی تھیں..... لوگ مصیبتوں کے وقت خداء سے دعاء مانگنے کے لئے اسی کو آگے بڑھاتے تھے.....

بلعم ابن باعورا کی دعاء:

جب غرق فرعون اور فتح مصر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ اسلام اور بنی اسرائیل کو قوم جبارین سے جہاد کرنے کا حکم ملا اور جبارین نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام تمام بنی اسرائیل کا لشکر لے کر پہنچ گئے اور ان کے مقابل قوم فرعون کا غرق وغارت ہونا ان کو پہلے سے معلوم ہو چکا تھا تو ان کو فکر ہوئی اور جمع ہو کر بلعم بن باعوراء کے پاس آئے اور کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت آدمی ہیں.....

اور ان کے ساتھ بہت سے لشکر ہیں..... اور وہ اس لئے آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے ملک سے نکال دیں..... آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعاء کریں کہ ان کو ہمارے مقابلہ سے واپس کر دیں..... وجہ یہ تھی کہ بلعم بن باعوراء کو اسم اعظم معلوم تھا وہ اس کے ذریعہ جو دعاء کرتا قبول ہوتی تھی..... (حوالہ تفسیر مظہری)

عورت کی محبت میں کفر کرنے والا عابد:

اللہ تعالیٰ کے قول

"واتل علیھم نباء الذی"

کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ حضرت مجاہدؒ و دیگر مفسرینؒ کا قول ہے کہ اہل کنعان جو کہ جبارین کے لقب سے مشہور ہیں..... ان میں ایک شخص بلعم بن باعوراء کے نام سے معروف تھا..... بعض کے مطابق وہ بلعم بن بامر کے نام سے معروف تھا.....

یہ شخص اصل میں اسرائیلی تھا اور شہر بلقاء کے رہنے والا تھا..... اس کا قصہ یہ ہوا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جبارین سے جنگ کرنے کے ارادہ سے کنعان کی سرزمین میں داخل ہوئے تو بلعم ابن باعوراء کی قوم جو کہ کافر تھی اس کے پاس آئی اور کہا کہ

> حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت طاقتور ہیں..... اور ان کے پاس لشکر بھی ہے..... وہ کنعان اس وجہ سے آئے ہیں کہ ہم کو قتل اور جلاوطن کر کے بنی اسرائیل کو ہمارے ملک میں اتار دیں..... آپ چونکہ مستجاب الدعوات ہیں اور آپ کو اسم اعظم آتا ہے لہٰذا آپ نکل کر اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں.....

بلعم نے اپنی قوم کی بات سن کر ان کو جواب دیا کہ کم بختو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں..... اور ان کے ساتھ ملائکہ اور مومنین کا لشکر ہے..... میں کیسے ان پر بد دعاء کر سکتا ہوں..... یہ اور بات ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتا ہوں لیکن اگر میں نے تمہارے مشورہ پر عمل کیا تو میری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی..... اس لئے میں تمہاری اس سلسلے میں کچھ مدد نہیں کر سکتا..... بلعم کا جواب سن کر اس کی قوم نے اس کی بڑی منت سماجت کی اس پر بڑا اصرار کیا..... چنانچہ جب بلعم مجبور ہو گیا تو اس نے

کہا کہ

اچھا پہلے میں اپنے پروردگار سے مشورہ کرلوں..... بلعم کی شان یہ تھی کہ جب وہ کسی چیز کے لئے دعاء کا قصد کرتا تو خواب میں اس کو اس چیز کا ہونا یہ نہ ہونا دکھلا دیا جاتا تھا..... چنانچہ اس کو خواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بددعاء کرنے سے منع کر دیا گیا.....

بلعم کی قوم نے جب دیکھا کہ بلعم نے انکار کر دیا ہے تو پھر انہوں نے یہ چالاکی کی کہ اس (بلعم) کو نذرانے پیش کرنے شروع کر دیئے..... بلعم نے نذرانے قبول کر لئے..... اور اپنی قوم سے وعدہ کر لیا کہ اچھا میں اپنے رب سے پھر مشورہ کروں گا..... چنانچہ اس نے بددعاء کرنے کی اجازت پھر طلب کی مگر اس کو اس بار کوئی جواب نہ ملا..... اس پر اسکی قوم کہنے لگی کہ:

اگر آپ کا رب بددعاء کرنے کو برا سمجھتا تو صاف طور سے آپ کو منع کر دیتا..... جیسا کہ پہلی بار منع کیا تھا مگر اس مرتبہ تو اس نے کوئی جواب ہی نہیں دیا.....

غرض کہ وہ لوگ اس کے سامنے بہت گڑگڑائے..... اور انتہائی خوشامد کر کے اس کو اپنی طرف موہ لیا..... چنانچہ بلعم اپنی گدھی پر سوار ہو کر پہاڑ کی طرف چل دیا..... اس پہاڑ سے بنی اسرائیل کا لشکر دکھائی دیتا تھا..... ابھی وہ کچھ دور ہی چلا تھا کہ اسی کی گدھی نے ٹھوکر کھائی اور وہ گر پڑی..... چنانچہ بلعم اس پر سے اترا اور اس کو مارنے لگا مار کھا کر گدھی پھر کھڑی ہو گئی اور وہ اس پر سوار ہو گیا..... ابھی کچھ دور ہی چلا تھا کہ گدھی پھر گر پڑی..... چنانچہ بلعم نے اس کو پھر مارا..... مار کھا کر گدھی پھر چلدی اور بلعم پھر اس پر سوار ہو گیا.....

غرضیکہ وہ کئی بار اس طرح گرتی اور مار کھاتی رہی..... چنانچہ آخری بار جب وہ گری

اور بلعم نے اس کو مارنا چاہا تو اللہ کے حکم سے وہ بول پڑی.....

اور کہنے لگی کہ اے بلعم بڑے شرم کی بات ہے کہ کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ

فرشتے میرے سامنے کھڑے ہوئے ہیں.....اور جب میں چلتی ہوں تو یہ

میرا منہ دوسری طرف پھیر دیتے ہیں..... کیا تو اللہ تعالیٰ کے نبی اور

مومنین پر بدعاء کرنے جارہا ہے.....

گدھی کی تنبیہ کا جب بلعم پر کوئی اثر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکا راستہ صاف کردیا اور پہاڑ پر پہنچ گیا..... پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ کر بلعم نے اسم اعظم کے ذریعہ سے بددعاء کرنی شروع کی..... چنانچہ اس کی دعاء مقبول ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مع اپنے لشکر کے میدان میں جا پھنسے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ:

اے میرے رب مجھ سے کیا گناہ سرزد ہوگیا کہ تو نے مجھ کو اس میدان میں

لاڈالا.....

جواب ملا کہ بلعم بن باعوراء کی بددعاء سے ایسا ہوا ہے.....

حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ

اے میرے پروردگار جب تو نے بلعم کی بددعاء میرے اوپر قبول فرمائی تو

اس پر میری بدعاء بھی قبول فرمالے.....

چنانچہ آپ نے دعاء مانگی کہ یاالٰہی بلعم سے اپنا اسم اعظم واپس لے لے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعاء قبول ہوئی اور بلعم سے معرفت الٰہی سلب ہوگئی.....

اور سفید کبوتر کی شکل میں اس کے سینے سے نکل کر اڑ گئی.....

علامہ دمیریؒ فرماتے ہیں کہ یہ قول:

مقاتل کا ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ وسدی نے کہا کہ

اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان لٹکا دی..... کیونکہ اس قوم نے کہا کہ یہ آپ کیا
کر رہے ہیں بجائے حضرت موسیٰ کے حق میں بدعاء کرنے کے ہمارے حق
میں بدعاء کر رہے ہیں..... بلعم نے جواب دیا کہ یہ میرے بس کی بات
نہیں ہے..... بلکہ منجانب اللہ ہے.....

بلعم اسم اعظم بھول گیا اور اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر پڑی..... چنانچہ اپنی یہ حالت دیکھ کر وہ اپنی قوم سے کہنے لگا کہ میری دین اور دنیا تو جاتی ہی رہیں مگر اب میں بھی ان کے خلاف مکر وفریب سے کام لوں گا..... چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اپنی عورتوں کو خوب سجا بنا کر بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیجو اور پہلے ان کو کچھ مال ومتاع دے دو اور ان سے کہہ دو کہ وہ لشکر کے ساتھ ساتھ ہی رہیں..... اور اسرائیلی لشکر کا جو بھی ان سے ہم بستری کا خواہش مند ہو اس سے انکار نہ کریں..... اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی زنا کر لیا..... تو دوسرے بھی دیکھ کر اس گناہ میں مبتلا ہو جائیں گے.....

چنانچہ جب عورتیں بنی اسرائیل کے لشکر میں پہنچیں تو ان میں سے ایک عورت جس کا نام ''کستی بن صور'' تھا بنی اسرائیل کے ایک امیر کبیر شخص کے پاس سے گزری..... اس شخص کا نام ''زمری بن شلوم'' تھا اور یہ شمعون بن یعقوب کی اولاد میں سے تھا..... اس شخص نے اس عورت کو جیسے ہی دیکھا کھڑا ہو گیا اور اس کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے گیا اور کہنے لگا کہ آپ تو یہ ضرور فرمائیں گے کہ یہ عورت میرے لیے حرام ہے.....

آپ نے فرمایا کہ بے شک یہ تیرے لیے حرام ہے..... اس کے ساتھ قربت ہرگز نہ کرنا..... لیکن اس نے کہا کہ میں اس معاملہ میں آپ کا کہنا ہرگز نہ مانوں گا اور یہ کہہ کر اس عورت کو لے کر ایک قبہ میں چلا گیا اور وہاں اس سے ہم بستر ہوا..... چنانچہ اس جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر فوراً طاعون کی وباء مسلط کر دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک کارندے جو کہ ''صاحب امر'' (احکام کا نفاذ کرنے والے) کے عہدہ پر تھے...... اس وقت کہیں باہر گئے ہوئے تھے...... ان کا نام فخاص بن عیزار بن ہارون تھا...... یہ انتہائی طاقتور تھے...... چنانچہ جیسے ہی یہ داخل آئے...... اور انکو طاعون کی وباء اور اس کے سبب کا علم ہوا تو یہ فوراً اس قبہ میں گئے...... جس میں زمری بن شلوم اور عورت معصیت میں مبتلا تھے...... چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو بحالت برہنگی ہی اپنے نیزہ میں نبید لیا اور اس کو اپنی بغل میں دبا کر باہر آئے...... اور ان کو آسمان کی طرف بلند کر کے اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے کہ

یا اللہ! ہم میں سے جو کوئی شخص ایسا گناہ کرے گا ہم اس کو ایسی ہی سزا دیں گے...... چنانچہ ان کی اس دعا کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے طاعون کو اٹھا لیا...... (حوالہ حیات الحیوان وروح البیان)

حیات الحیوان وروح البیان وتفسیر صاوی وجلالین میں لکھا ہے کہ اس گناہ کی نحوست کا یہ اثر ہوا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں اچانک طاعون (پلیگ) کی وباء پھیل گئی اور گھنٹے بھر میں ستر ہزار آدمی مر گئے اور سارا لشکر تتر بتر ہو کر ناکام ونامراد واپس چلا گیا...... جس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قلب مبارک پر بہت ہی صدمہ گزرا......

(صاوی ج ۲ صفحہ ۹۴ وجلالین وغیرہ)

بلعم بن باعوراء پہاڑ سے اتر کر مردود بارگاہ الٰہی ہو گیا...... آخر دم تک اس کی زبان اس کے سینے پر لٹکتی رہی اور وہ بے ایمان ہو کر مر گیا...... اس واقعے کو قرآن کریم نے شروع میں کھلے الفاظ میں بیان کیا ہے......

روایت ہے کہ بعض انبیائے کرام نے خدا تعالیٰ سے دریافت کیا کہ ''تو نے بلعم بن باعوراء کو اتنی نعمتیں عطا فرما کر پھر اس کو کیوں اس قعر ذلت میں گرا دیا؟''

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اس نے میری نعمتوں کا کبھی شکر ادا نہیں کیا...... اگر وہ شکر گزار ہوتا تو میں

اس کی کرامتوں کو سلب کر کے اس کو دونوں جہاں میں اس طرح ذلیل

وخوار اور خائب وخاسر نہ کرتا......" (روح البیان ج۳ صفحہ ۱۳۹)

حضرت ابن عباسؓ کا قول ایک روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کا نزول بنی

اسرائیل کے ایک شخص بسوس سے متعلق ہے

اس شخص کو تین دعائیں کرنے کا حق دیا تھا...... (یعنی اطلاع دے دی گئی تھی کہ تیری

دعائیں قبول کر لی جائیں گی)

اس کی بیوی بھی تھی اور بیوی سے کچھ اولاد بھی......

بیوی نے ایک دن اس سے کہا

اپنی ایک دعا میرے لئے کر دے......

بسوس نے پوچھا تو کیا چاہتی ہے؟......

بیوی نے کہا اللہ سے دعا کر دے کہ میں بنی اسرائیل کی سب عورتوں سے

زیادہ حسین ہو جاؤں......

بسوس نے دعا کر دی عورت سب سے زیادہ خوبصورت ہو گئی ...... خوبصورت

ہونے کے بعد عورت کو احساس ہونے لگا کہ میری طرح حسین بنی اسرائیل میں کوئی بھی

نہیں ہے......

یہ احساس ہوتے ہی اس نے شوہر سے بے التفاتی شروع کر دی شوہر کو غصہ آیا اور

اس نے بددعا کی عورت فوراً کتیا بنا دی گئی جو پڑی بھونکتی رہتی تھی...... بسوس کی دو دعائیں

ختم ہو گئیں......

ماں کی یہ حالت دیکھ کر اس کے لڑکے آئے اور کہنے لگے ہم صبر نہیں کر سکتے ہم کو چین

نہیں آ سکتا کہ ہماری ماں کتیا بنی رہے اور لوگ ہمیں عار دلاتے رہیں آپ دعا کیجئے کہ

اللہ ہماری ماں کو اصلی حالت پر کر دے......

مجبوراً بسوس نے دعا کی اور بیوی اصلی حالت پر آ گئی اس طرح اس کی تینوں دعائیں بیکار گئیں...... (حوالہ تفسیر مظہری ج ۲/ ۳۰۱ ص)

گائے کے خون سے مردہ زندہ ہو گیا

194..... بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص تھا...... اس کے چچازاد بھائی نے بطمع وراثت اس کو قتل کر کے شہر سے باہر پھینک دیا...... اور خود صبح کو اس کے خون کا مدعی بن کر واویلا کرنے لگا......

لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا...... کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اصل بات کو ظاہر فرمائے...... اس پر خدا کا حکم یہ ہوا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس گائے کا ایک ٹکڑا اس مقتول کو مارو...... تو مقتول زندہ ہو کر خود ہی بتا دے گا کہ اس کا قاتل کون ہے؟......

لوگوں نے یہ بات سن کر حیران ہو کر پوچھا...... کہ کیا مذاق تو نہیں؟...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......

معاذ اللہ! کیا میں کوئی ایسی فضول بات کروں گا...... میں بالکل صحیح کہہ رہا ہوں......

لوگوں نے پوچھا...... تو پھر فرمایئے گائے کیسی ہو؟......

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......

خدا فرماتا ہے...... کہ نہ بہت بوڑھی اور نہ بالکل نوعمر بلکہ ان دونوں کے بیچ میں ہو......

لوگوں نے کہا...... خدا سے یہ بھی پوچھ لے...... کہ اس کا رنگ کیا ہو؟...... فرمایا!......

خدا فرماتا ہے......

کہ ایسی پیلی گائے ہو...... جس کی رنگت ڈبڈباتی اور دیکھنے والوں کو خوش

کردینے والی ہو......

لوگوں نے پھر کہا کہ گائے کی ہر حیثیت کے متعلق ذرا تفصیل سے پوچھ دیجئے......

یہ نہ ہو کہ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا......

خدا فرماتا ہے کہ ایسی گائے ہو جس سے کوئی خدمت نہ لی گئی ہو...... نہ ہل

جوتی گئی ہو نہ اس سے کھیتی کو پانی دیا گیا ہو اور بے عیب ہو...... جس میں

کوئی داغ نہ ہو......

اب وہ لوگ اس قسم کی گائے کی تلاش کرنے لگے...... مگر ایسی گائے کا ملنا مشکل تھا...... ہاں ایک گائے کے متعلق انہیں پتہ چلا کہ وہ گائے ان صفات سے موصوف ہے ...... وہ گائے ایک یتیم بچے کی گائے تھی...... اور اس کا قصہ یہ تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک صالح آدمی تھا...... جس کا ایک چھوٹی عمر کا بچہ تھا...... اور اس کے پاس سوائے ایک گائے کے بچے کے کچھ نہ رہا تھا...... اس نے اللہ سے کہا...... یا اللہ! اس بچھیا کی گردن کو اپنے بیٹے کے لئے تیرے پاس امانت رکھتا ہوں...... میرا بیٹا جب بڑا ہو جائے...... تو یہ اس کے کام آئے...... اس مرد صالح کا تو انتقال ہو گیا...... اور بچھیا جنگل میں پرورش پاتی رہی......

یہ لڑکا جب بڑا ہوا...... تو باپ کی طرح صالح اور نیک نکلا...... اپنی ماں کا بڑا فرمانبردار تھا......

ایک روز اس کی ماں نے کہا......

بیٹا! تیرے باپ نے فلاں جنگل میں تیرے لئے ایک بچھیا چھوڑ دی

ہے...... وہ اب جوان ہو گئی ہوگی...... اس کو جنگل سے لے آ...... اور اللہ

سے دعا کرو کہ وہ تجھے تیری امانت عطا فرمادے......

چنانچہ وہ لڑکا جنگل پہنچا......اور اپنی گائے کو دیکھا...... ماں کی بتائی ہوئی نشانیاں اس میں پا کر اسے پہچان لیا......اور خدا کی قسم دے کر اسے بلایا......تو گائے فوراً حاضر ہوگئی ......وہ اسے لے کر ماں کے پاس پہنچا...... ماں نے حکم دیا...... کہ جاؤ اسے بازار میں لے جا کر تین دینار پر بیچ آؤ......اور شرط یہ کہ جب سودا ہو جائے......تو ایک بار پھر مجھ سے پوچھ لیا جائے......

اس زمانہ میں گائے کی قیمت تین دینار تک ہی ہوتی تھی......وہ لڑکا گائے لے کر بازار پہنچا......تو ایک فرشتہ خریدار کی شکل میں آیا......اور اس گائے کی قیمت چھ دینار لگادی......مگر اس شرط سے کہ لڑکا اپنی ماں سے اجازت لینے نہ جائے یہیں کھڑے کھڑے خود ہی بیچ ڈالے......لڑکے نے منظور نہ کیا اور کہا کہ ماں سے اجازت لئے بغیر میں ہرگز کوئی سودا نہ کروں گا......پھر گھر آ کر ماں کو سارا قصہ سنایا......

ماں نے چھ دینار پر گائے بیچ دینے کی اجازت تو دے دی......مگر دوبارہ بیع ہو جانے کے بعد پھر اپنی مرضی دریافت کر لینے کی پابندیاں لگادی......

وہ لڑکا پھر بازار میں آیا......اور وہی فرشتہ خریدار بن کر آیا......اور بارہ دینار قیمت لگادی......مگر اس شرط پر کہ لڑکا ماں سے اجازت لینے نہ جائے......لڑکے نے یہ بات پھر نامنظور کردی......اور ماں سے آ کر سارا حال کہہ دیا......

ماں سمجھ گئی کہ یہ خریدار کوئی فرشتہ ہے...... جو آزمائش کے لئے آتا ہے......لڑکے سے کہا کہ اب جو وہ خریدار آئے تو اس سے کہنا کہ آپ ہمیں یہ گائے بیچنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟......لڑکے نے یہی بات اس خریدار سے کہہ دی......

تو فرشتے نے کہا...... کہ ابھی اس گائے کو روکے رکھو...... جب بنی اسرائیل خریدنے آئیں تو اس کی قیمت یہ مقرر کرنا...... کہ اس کی کھال کو سونے سے

بھر دیا جائے..... لڑکا گائے کو گھر واپس لے آیا..... یہ گائے ہی ایک ایسی گائے تھی..... جس میں خدا کی بتائی ہوئی ساری صفات پائی جاتی تھیں..... اور جس کی بنی اسرائیل کو تلاش تھی.....

چنانچہ بنی اسرائیل کو اس گائے کا پتہ چلا تو مکان پر پہنچے..... تو اس گائے کی یہی قیمت مقرر ہوئی کہ اس کی کھال کو سونے سے بھر دیا جائے..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ضمانت پر وہ گائے بنی اسرائیل کے سپرد کر دی گئی..... اور بنی اسرائیل نے اسے ذبح کر کے اس گوشت کا ایک ٹکڑا اس مقتول کی لاش پر مارا..... تو وہ زندہ ہو کر کہنے لگا..... کہ مجھے میرے چچازاد بھائی نے قتل کیا ہے..... چنانچہ قاتل کو بھی اقرار کرنا پڑ گیا..... اور وہ پکڑا گیا..... پھر اس کو موت کی سزا دی گئی..... (حوالہ تفسیر مظہری، قرطبی، تفسیر یسر۔)

سبق:۔ خدا کی بتائی ہوئی گائے کے ٹکڑے میں اگر اتنی برکت ہے..... کہ مردے سے لگ جائے تو وہ زندہ ہو جائے..... تو جو خدا کے مقبول بندے ہیں..... ان کے وجود باجود میں کیوں نہ لاکھوں برکتیں اور کرامتیں ہوں گی ..... اور کیوں نہ ان کے اشارے ہی سے مردوں کو زندگی ملتی ہوگی؟.....

یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم لاکھ چھپا کر ظلم کرے..... مگر اس کا پول کھل کر ہی رہے گا اور جس طرح حکمت ربی سے بنی اسرائیل کے مقتول کے قاتل کا پتہ چل گیا..... اسی طرح کل قیامت کے دن حکمت ربی سے ہر ظالم کا پتہ چل جائے گا..... اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں کا وجود بڑی نعمت ہے اور اس کی رضا جوئی سے دین و دنیا کی بہتری حاصل ہوتی ہے..... اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ گائے معبود نہیں ہے..... معبود صرف اللہ ہی ہے..... بنی اسرائیل نے چونکہ سامری کے بنائے ہوئے گائے کے بت ہی کی پوجا کی تھی..... اس لئے اللہ نے انہیں کے ہاتھوں ایک گائے ہی کو ذبح کرایا..... تاکہ انہیں پتہ چل جائے کہ اصل معبود تو وہ ہے..... جو اس گائے کو ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے.....

والدہ کی خدمت کا نقد انعام

195..... حضرات عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے العظمۃ میں وہب بن منبہ سے مذکورہ واقعہ کو مختلف انداز میں روایت کیا ہے..... فرماتے ہیں..... بنی اسرائیل کا ایک جوان اپنی والدہ سے بہت حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا تھا..... وہ رات کا ۳/۱ حصہ نماز پڑھتا، ۳/۱ حصہ اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھتا اور اسے تسبیح وتہلیل یاد کراتا اور کہتا اے امی جان! اگر تو قیام پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل اور تکبیر کہہ..... یہ دونوں عمل اس کی پوری زندگی کے معمول تھے..... جب صبح اٹھتا تو پہاڑ پر آتا، لکڑیاں اپنی پیٹھ پر اٹھاتا، انہیں بازار لے آتا، انہیں فروخت کرتا، ان کی رقم میں سے ۳/۱ حصہ صدقہ کرتا، ۳/۱ حصہ اپنی ذات کے لئے باقی رکھتا اور ۳/۱ حصہ اپنی والدہ کو پیش کرتا..... اس کی والدہ اس میں سے نصف کھاتی اور نصف صدقہ کر دیتی..... یہ عمل بھی اس کی پوری زندگی کا معمول تھا.....

جب عرصہ دراز گزر گیا تو اس کی والدہ نے اسے کہا بیٹا! مجھے تیرے باپ کی میراث سے ایک گائے ملی تھی..... میں نے اس کی گردن پر مہر لگائی تھی اور اسے حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب کے الٰہ کے نام پر (جنگل میں) گائیوں میں چھوڑ آئی تھی..... پھر اس نے کہا میں اس کا رنگ اور ہیئت تجھے بتاتی ہوں..... جب تو ان گائیوں کے پاس جائے تو اس گائے کو حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب کے الٰہ کے نام کے ساتھ بلانا وہ ایسا ہی کرے گی..... جیسا اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا.....

اس نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے اور نہ بچی ہے..... وہ درمیانی عمر کی ہے..... وہ گہرے زرد رنگ کی ہے..... دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے..... جب تو اس کی جلد کو دیکھے گا تو یوں محسوس کرے گا کہ اس کی جلد سے سورج کی شعاعیں نکل رہی

ہیں......اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا ہے نہ اس پر ہل جوتے گئے ہیں نہ اس کے ذریعے کھیتی کو پانی لگایا گیا ہے......عیوب سے بالکل سلامت ہے اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں ہے اس کا رنگ ایک ہے، جب تو اسے دیکھنا تو اس کو گردن سے پکڑنا......وہ اسرائیل کے الٰہ کے اذن سے تیری اتباع کرے گی......

وہ نوجوان چلا گیا اور اس نے اپنی والدہ کی وصیت کو یاد رکھا......وہ جنگل میں دو یا تین دن پھرتا رہا حتی کہ تیسرے دن یا دوسرے دن کی صبح وہ پلٹا......اور اس گائے کو دیکھا......اور اس نے حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کے الٰہ کا واسطہ دے کر اس گائے کو بلایا......تو وہ گائے اس کے پاس آ گئی اور اس نے چرنا چھوڑ دیا......وہ نوجوان کے سامنے کھڑی ہوگئی......نوجوان نے اسے گردن سے پکڑا، گائے بولی اے نوجوان اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے تو مجھ پر سوار ہوجا......یہ تیرے لئے آسانی کا موجب ہوگا......نوجوان نے کہا میری والدہ نے مجھے تیرے اوپر سوار ہونے کا حکم نہیں دیا تھا......اس نے مجھے تجھے ہانکنے کا حکم دیا تھا......

میں اس کی بات کو پورا کرنا پسند کرتا ہوں......گائے بولی اسرائیل کے الٰہ کی قسم اگر تو مجھ پر سوار ہوتا تو تو مجھ پر کبھی قادر نہ ہوتا......اے اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے نوجوان اگر تو اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھڑ جانے کا حکم دے تو تیری والدہ کے ساتھ نیکی کرنیکی وجہ سے اور اپنے خدا کی اطاعت کرنے کی وجہ سے یہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے گا......

وہ نوجوان چل پڑا حتی کہ جب وہ اپنے گھر سے ایک دن کی مسافت پر تھا تو اللہ کا دشمن ابلیس اس کے سامنے آیا اور وہ گائیں چرانے والے شخص کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا......کہنے لگا

اے جوان یہ گائے کہاں سے لایا ہے تو اس پر سوار کیوں نہیں ہوجاتا......

میں دیکھ رہا ہوں کہ تو تھک چکا ہے..... میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس گائے
کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے..... میں تجھے ایسا اجر دوں گا جو تجھے نفع
دے گا اور تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا.....

میں گائیں چرانے والوں میں سے ہوں.....

مجھے اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا تو میں نے ایک بیل لیا..... اس پر اپنا کھانا اور سامان سفر لادا حتی کہ جب نصف راستہ پر پہنچا تو میرے پیٹ میں درد ہوا..... میں قضائے حاجت کے لئے گیا تو میرا بیل پہاڑ کے اندر بھاگ گیا اور مجھے چھوڑ گیا..... میں نے اس کو تلاش کیا لیکن مجھے وہ نہ مل سکا..... اب مجھے اپنی جان کے ضائع ہونے خدشہ ہے..... میرے پاس نہ سامان سفر ہے نہ پانی ہے..... اگر تو مجھے اپنی گائے پر سوار کر دے اور مجھے اپنی چراگاہ تک پہنچا دے اور مجھے موت سے بچالے تو میں تجھے اس کے بدلے دو گائیں دوں گا.....

نوجوان نے کہا:

بنی آدم ایسے نہیں کہ انہیں یقین قتل کر دے اور ان کے نفوس انہیں ہلاک کر دیں..... اگر اللہ تعالیٰ تیرے متعلق یقین جانتا ہے تو بغیر زادراہ اور پانی کے تجھے اپنی منزل تک پہنچائے گا..... اور میں کسی ایسے شخص کو سوار کرنے والا نہیں ہوں جس کو سوار کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا..... میں عبد مامور ہوں..... اگر میرے آقا کو یہ علم ہو گا کہ میں نے اس کی گائے کے معاملہ میں نافرمانی کی ہے تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا..... اور مجھے سخت سزا دے گا..... میں اپنی خواہش کو اپنے آقا کی خواہش پر ترجیح دینے والا نہیں ہوں..... اے شخص سلامتی کے ساتھ چلا جا.....

ابلیس نے نوجوان سے کہا میں تجھے ہر ایک قدم کے بدلے ایک درھم

دوں گا...... جو تو میری منزل کی طرف اٹھائے گا اور یہ بہت بڑا مال ہے

......اگر اس میں سے تو کچھ دے گا تو وہ جان لے گا کہ اس کے مال سے

دیا ہے...... لیکن تو مجھے آسمان کا سونا اور چاندی دے تو پھر بھی میں

کہوں گا کہ یہ میرے مالک کا ہے......

ابلیس نے کہا کیا آسمان میں بھی سونا چاندی ہے یا کوئی اس پر قادر ہے...... نوجوان نے کہا کیا بندہ وہ کر سکتا ہے...... جو اس کے آقا نے اسے حکم نہ دیا ہو جیسے تو آسمان کے سونے اور چاندی پر طاقت نہیں رکھتا......

ابلیس نے نوجوان سے کہا:

میں تجھے تمام غلاموں سے اپنے میں عاجز تصور کرتا ہوں......

نوجوان نے کہا عاجز وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے......

ابلیس نے اسے کہا: مجھے تیرے پاس کوئی زادراہ اور پانی وغیرہ نظر نہیں آرہا ہے......

نوجوان نے کہا میرا زادراہ تقویٰ ہے...... اور میرا کھانا گھاس ہے...... اور میرا پینا پہاڑوں کے چشموں سے ہے......

ابلیس نے کہا کیا میں تجھے کوئی ایسا حکم نہ دوں جو تیری رہنمائی کرے؟......

نوجوان نے کہا تو اپنے آپ کو ہی وہ حکم دے...... انشاء اللہ میں تو ہدایت پر ہوں......

ابلیس نے اسے کہا میں تجھے نصیحت قبول کرنے والا نہیں دیکھتا؟......

نوجوان نے کہا...... اپنے نفس کے لئے ناصح وہ ہے جو اپنے آقا کی اطاعت کرتا ہے...... اور جو اس پر حق ہے وہ ادا کرتا ہے...... اگر تو شیطان ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو انسان ہے تو یہاں سے نکل جا...... مجھے تیری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے......

ابلیس یہ سن کر تین لمحات کے لئے اپنی جگہ جامع وساکت رہا...... اگر وہ جوان ابلیس کو سوار کر دیتا تو نوجوان گائے پر کبھی قادر نہ ہوتا...... لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے روکے رکھا......

جب نوجوان اپنی منزل کی طرف رواں تھا تو ایک پرندہ سامنے سے اڑا اور وہ گائے جلدی سے اٹھالی......

نوجوان نے گائے کو بلایا اور کہا

حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق و یعقوب کے الٰہ کا واسطہ تو میرے پاس آجا......

گائے اس کی طرف آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہوگئی......

اور اس نے کہا اے نوجوان کیا تو نے اس پرندے کو نہیں دیکھا جو تیرے سامنے سے اڑا تھا؟...... یہ ابلیس تھا اس نے مجھے اچک لیا تھا...... جب تو نے اسرائیل کے الٰہ کے واسطہ سے مجھے بلایا تو ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے اس سے چھین لیا اور تیری والدہ کے ساتھ نیکی اور اپنے رب کی اطاعت کی وجہ سے مجھے تیری طرف لوٹا دیا...... پس تو چل اب تو سفر کرے گا...... تو ان شاء اللہ! اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے گا......

نوجوان بالآخر گھر پہنچ گیا...... اپنی ماں کے پاس گیا تو اسے راستہ کا سارا ماجرا سنایا......

ماں نے کہا اے بیٹے!

میں تجھے دیکھتی ہوں کہ رات دن اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانے کی وجہ سے تو تھک گیا ہے...... اب تو یہ گائے لے جا اور اس کو بیچ ڈال...... اس کی ثمن لے اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو قوت اور راحت دے......

نوجوان نے کہا!

اسے کتنے میں فروخت کروں...... ماں نے کہا تین دینار میں...... لیکن
میری رضا کی شرط پر......

وہ نوجوان منڈی گیا...... اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا تا کہ مخلوق اس کی قدرت کا کرشمہ دیکھ لے......

اس فرشتہ نے نوجوان سے کہا!

یہ گائے کتنے میں فروخت کرو گے...... اس نے کہا تین دینار میں...... لیکن
اپنی والدہ کی رضا کی شرط پر......

فرشتہ نے نوجوان سے کہا!

یہ گائے کتنے میں فروخت کرو گے......

اس نے کہا تین دینار میں...... لیکن اپنی والدہ کی رضا کی شرط پر......

فرشتہ نے کہا چھ دینار لے لو...... اور اپنی والدہ سے مشورہ نہ کرو......

اس نوجوان نے کہا

اگر تو مجھے اس کے برابر وزن دے پھر بھی میں فروخت نہیں کروں گا...... حتیٰ
کہ اپنی والدہ محترمہ سے مشورہ کرلوں......

نوجوان گیا...... اپنی والدہ کو اس بیع کے متعلق بتایا تو والدہ نے کہا اس کو چھ دینار میں فروخت کرنا...... لیکن میری رضا کی شرط پر......

نوجوان پھر منڈی میں گیا...... پھر وہی فرشتہ (انسانی شکل میں) آیا اور پوچھا کیا کرو گے؟...... اس نے کہا چھ دینار میں بیچوں گا...... لیکن والدہ محترمہ کی رضا پر...... فرشتہ نے کہا...... یہ بارہ دینار لیں اور اپنی والدہ سے مشورہ چھوڑ دے...... نوجوان نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا......

نوجوان پھر اپنی والدہ کے پاس گیا...... اس نے کہا بیٹا!

وہ جو تیرے پاس آیا تھا...... وہ انسانی شکل میں فرشتہ تھا...... اگر وہ تیرے پاس آئے...... تو اسے کہنا کہ میری والدہ تجھے سلام کہتی ہے...... اور پوچھتی ہے...... کہ اس گائے کو کتنے میں فروخت کروں......

فرشتہ نے کہا......

اے نوجوان! تجھ سے یہ گائے حضرت موسیٰ بن عمران ایک مقتول کے لئے خریدیں گے...... جو بنی اسرائیل سے قتل ہوا ہے...... اور اس کا بہت زیادہ مال تھا...... اور وہ اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا...... اور اس کا ایک بھائی تھا...... جس کے بہت سے بیٹے تھے...... وہ کہتے تھے...... کہ کیسے ہم اس کو قتل کریں...... اور کیسے اس کا مال لے لیں...... انہوں نے اس لڑکے کو قتل کر کے ایک گھر کے اندر پھینک دیا......

صبح گھر والوں نے اس لڑکے کو گھر کے دروازے کے باہر ڈال دیا...... اس لڑکے کے چچا کے بیٹے آئے...... اور اس گھر والوں کو پکڑ لیا...... وہ ان کو حضرت موسیٰ کے پاس لے کر چلے...... حضرت موسیٰ پر یہ معاملہ بڑا پیچیدہ ہو گیا...... حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی......

تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی......

کہ ایک شدید زرد رنگ کی گائے لے کر ذبح کرو...... پھر اس کا کوئی حصہ اس مقتول کو مارو......

انہوں نے اس نوجوان کی گائے کا قصد کیا...... تو انہوں نے وہ جلد بھر دنانیر کے ساتھ وہ گائے خریدی...... پھر اسے ذبح کیا اور مردہ لڑکے کو اس کا گوشت مارا......

تو وہ مردہ کھڑا ہو گیا...... اور اس نے اپنے قاتل کے متعلق خبر دی...... کہ میرے چچا کے بیٹوں نے مجھے قتل کیا ہے...... اور یہ گھر والے میرے قتل

سے بری ہیں......

حضرت موسیٰ نے انہیں یہ حکم سنایا تو وہ کہنے لگے......

اے موسیٰ! تو ہم سے مزاح کرتا ہے......ہمارے چچا کا بیٹا قتل ہوا ہے......(اور تو ہمیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے)...... انہیں یقین ہو گیا تھا......کہ اب وہ رسوا ہو جائیں گے......پس انہوں نے گائے کی کھال بھر دیناروں کے ساتھ وہ گائے خریدی......تو نوجوان نے اس مال میں سے ۲/۳ حصہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں تقسیم کر دیا......اور ایک حصہ اپنے استعمال میں لایا......

(حوالہ کتاب العظمۃ بحوالہ تفسیر در منثور از علامہ جلال الدین سیوطیؒ۔)

موسیٰ علیہ السلام کے مثالی واقعات

تو نے پتھر میں کیڑے کو پالا

196.....امام رازی رحمہ اللہ اور بعض دوسرے مفسرین بیان کرتے ہیں.....

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہو رہی تھی.....اور آپ کو اپنے گھر والوں کی روزی کا خیال آ گیا.....اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی تو فرمایا:

''اے موسیٰ! اس سامنے والے پتھر پر اپنی لاٹھی مارو.....''

جب لاٹھی ماری گئی..... تو پتھر دو ٹکڑے ہو گیا.....اور اس کے اندر سے ایک اور پتھر برآمد ہوا.....

اللہ نے فرمایا: ''اس پتھر کو بھی ضرب لگاؤ''

جب ایسا کیا..... تو اس کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے..... اور اس میں سے ایک تیسرا پتھر نکلا..... پھر حکم ہوا کہ اس تیسرے پتھر کو بھی توڑ دو..... جب وہ بھی توڑا گیا..... تو اس پتھر میں سے ایک چیونٹی جیسا چھوٹا سا کیڑا برآمد ہوا..... جس کے منہ میں اس کی خوراک (یعنی ایک سبز پتہ تھا).....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حجاب اٹھا دیا..... تو آپ نے دیکھا..... کہ وہ چھوٹا سا کیڑا..... زبان حال سے یہ تسبیح بیان کر رہا تھا:

"سبحان من یرانی، ویسمع کلامی، ویعلم مکانی، ویذکرنی ولاینسنی....."

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات..... جو مجھے دیکھ رہی ہے..... میرے کلام کو سن رہی ہے..... میرے قیام کی جگہ کو جانتی ہے..... مجھے یاد رکھتی ہے..... اور بھولتی نہیں.....

اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تسلی دینا مقصود تھا..... کہ جو اللہ پتھر در پتھر میں رہنے والے کیڑے کو روزی پہنچا رہا ہے..... وہ ان کے گھر والوں سے کیسے غافل ہو سکتا ہے.....

(حوالہ تفسیر کبیر بہ آیت وما من دابۃ)

تو نے پتھر میں کیڑے کو پالا
خشک مٹی سے سبزہ نکالا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت کس وجہ سے ملی؟

197..... حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں پال کر اپنی روزی کماتے تھے..... ایک دن ایک بکری ریوڑ سے پیچھے رہ گئی..... اور رات بھر جنگل میں بھٹکتی پھری..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا..... کہ وہ رات کو باہر رہی تو اسے کوئی بھیڑیا چیر پھاڑ ڈالے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بکری کی تلاش میں نکلے..... ساری رات ڈھونڈتے رہے..... پاؤں میں آبلے پڑ گئے..... تھکان سے سارا بدن دکھنے لگا..... صبح ایک جگہ بکری ملی..... جو تھک کر بیٹھی ہوئی تھی..... کوئی اور چرواہا ہوتا..... تو بکری کو مار مار کر ادھ موا کر دیتا..... کہ کمبخت تو نے مجھے بڑا پریشان کیا.....

مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ناراض نہ ہوئے..... بکری کو پیار کرنے لگے..... اپنے ہاتھوں سے اس کے منہ سے رال صاف کئے..... بال جھاڑے..... فرمانے لگے.....

اے بکری! بتا مجھ سے کیا خطا ہوئی..... کہ میرے گلے سے جدا ہوگئی..... میں نے مان لیا..... کہ تجھے میری پرواہ نہ تھی..... مگر تو نے اپنی تکلیف کو بھی نہ دیکھا.....

بکری کی ٹانگیں سردی سے اکڑی ہوئی تھیں..... چل پھر نہ سکتی تھی..... آپ نے اسے بڑے پیار سے گود میں اٹھالیا..... جیسے ماں اپنے بچے کو اٹھاتی ہے.....

خدا کو اپنی ایک بے زبان مخلوق سے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ہمدردی پسند آئی..... اس نے فرشتوں سے کہا..... کہ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حوصلہ..... یہ ادا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ کو اتنی پسند آئی..... کہ اللہ نے آپؑ کو نبوت کا تحفہ دے دیا.....

شایان اس کو قوم کی ہے بے روری
یہ ہے بے شک لائق پیغمبری

تیرا رب سوتا ہے؟

198..... روایت میں ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے سوال کیا میرے مولیٰ آپ سوتے بھی ہیں کہ نہیں؟ اللہ کے حکم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو شیشے

دیئے گئے..... کہ ان کو ہاتھ میں تھامے رکھیں..... اور جبرائیل کو حکم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کو سونے نہ دو..... تین راتیں تو اس طرح گذار دیں..... بالآخر نیند کا غلبہ ہوا..... اور شیشے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گئے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! بالفرض اگر مجھ پر نیند اور اونگھ آتی..... تو شیشہ کی طرح یہ آسمان و زمین ٹوٹ پھوٹ جاتے.....

(تفسیر عزیزی ص ۲۴۳ و معارف القرآن کاندھلوی)

حرکت آسمان و زمین:

جمہور علماء اسلام کا یہ مذہب ہے..... کہ نہ آسمان حرکت کرتا ہے..... اور نہ زمین..... (روح المعانی ص ۱۸۸)

قدیم فلاسفہ آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن کہتے ہیں..... اور جدید فلاسفہ آسمان کے وجود کے قائل نہیں..... اور زمین کو آفتاب کے گرد متحرک مانتے ہیں..... جس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں.....

حکماء اسلام یہ کہتے ہیں..... کہ عالم کو اپنے وجود اور بقاء میں باری تعالیٰ کے ساتھ وہی نسبت ہے..... جو زمین کو اپنے روشن ہونے اور روشن رہنے میں آفتاب کی شعاعوں سے نسبت ہے..... زمین اپنی روشنی کے باوجود..... آفتاب کی تجلی..... اور اس کے طلوع کی محتاج..... اور اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے..... آفتاب اپنی حرکت طلوعی میں زمین کو روشنی عطا کرتا ہے..... اور حرکت غروبی میں اپنے عطیہ کو زمین سے واپس لے لیتا ہے..... معلوم ہوا کہ جس طرح زمین ابتداً اپنے روشن ہونے میں آفتاب کی محتاج ہے..... اسی طرح زمین اپنی روشنی کی بقاء میں بھی آفتاب کی محتاج ہے..... (معارف القرآن کاندھلوی)

ماں کی خدمت پر جنت میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا پڑوس

199..... روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بار جناب باری میں عرض کی:

"یا اللہ! مجھے اس شخص کو دکھا دے جو بہشت میں میرا ہم نشین ہوگا....."

ارشاد ہوا..... کہ فلاں شہر میں جاؤ..... اس کے فلاں بازار میں تم کو ایک قصائی ملے گا..... جس کی یہ شکل وصورت..... اور یہ قد وقامت ہے..... وہی تمہارے ساتھ بہشت میں رہے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس شہر میں گئے..... اور بازار میں جا کر ایک قصائی کی دکان پر جا کھڑے ہوئے..... دیکھا کہ ایک نوجوان شخص بیٹھا ہے..... جس کے چہرے سے عیاری اور چالاکی جھلکتی ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کا حلیہ وحالت دیکھنے کے لئے وہاں ٹھہرے..... اس شخص کا معاملہ یہ تھا..... کہ گاہک سے قیمت پوری لیتا تھا..... لیکن گوشت کم دیتا تھا..... خیال آیا..... کہ شاید یہ مطلوبہ آدمی نہیں..... حلیہ تو ویسا ہی ہے..... لیکن معاملہ عجیب ہے.....

اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے آئے..... اور کہا کہ یہ وہی شخص ہے..... جس کا آپ کو پتہ دیا گیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سارا دن وہیں ٹھہرے رہے..... شام کو قصائی نے گوشت کا بچا ہوا ٹکڑا اٹھا کر زنبیل میں ڈالا..... اور دکان بند کر کے اپنے گھر کو روانہ ہونے لگا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس نوجوان سے کہا کہ "اے نوجوان! کیا تم مجھے مہمان

رکھ سکتے ہو؟..... اس نے کہا کہ ''آپ شوق سے میرے مہمان رہ سکتے ہیں''.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ ہو لیے..... اور اس کے مکان پر پہنچے..... تھوڑی دیر کے بعد اس شخص نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا..... اور کہا..... کہ ''اگر آپ کھانا چاہیں تو ابھی کھالیں..... یا پھر تھوڑی دیر ٹھہریں..... تا کہ میں ایک ضروری کام سے فارغ ہو جاؤں''.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا.....

کہ ''میں بعد میں کھالوں گا..... تم اپنے کام سے فارغ ہو لو''.....

اس نوجوان نے گوشت کا وہ ٹکڑا جو دکان سے ساتھ لایا تھا..... پکنے کے لئے چولہے پر رکھا..... اور نہایت عمدہ یخنی پکائی..... پھر اندر گھر میں گیا..... اور کھونٹی پر سے ایک زنبیل اتار کر لایا..... جس میں ایک بالکل کمزور اور ناتواں بڑھیا تھی..... اس نے بڑھیا کو زنبیل سے نکالا..... اور چمچے سے وہ یخنی اسے پلائی..... حتیٰ کہ بڑھیا کا جی بھر گیا..... پھر کچھ دیر تک وہ لبوں کو حرکت دیتی رہی..... نوجوان نے پھر اسی طرح بڑھیا کو زنبیل میں رکھ کر اپنے مقام پر لٹکا دیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا.....

جب کھانا کھانے کا ارادہ کیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے اس زنبیل کے بارے میں پوچھا.....

نوجوان نے بتایا.....

کہ ''یہ بڑھیا میری ماں ہے..... جو کہ بے حد ضعیف ہو گئی ہے..... اور اٹھنے بیٹھنے پر قادر نہیں ہے..... جب میں بازار سے دکان بند کر کے لوٹتا ہوں..... تو سب سے پہلے اس کو پیٹ بھر کر کھلا پلا دیتا ہوں..... پھر خود کھاتا ہوں''.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یخنی پینے کے بعد اس ضعیفہ کے ہونٹوں کو میں نے حرکت کرتے دیکھا..... یہ کیا بات تھی؟.....

نوجوان نے کہا..... کہ ''جس وقت میری ماں کا پیٹ بھر جاتا ہے..... تو وہ دعا مانگا کرتی ہے: کہ

''اے پروردگار! میرے بیٹے کو بہشت میں حضرت موسی علیہ السلام کا ہم نشین بنانا.....''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

''اے نوجوان! میں تجھے خوش خبری دیتا ہوں..... کہ میں موسیٰ ہوں.....اور تو بہشت میں میرا ہم نشین ہوگا.....'' (حوالہ نزھۃ المجالس)

والدہ کی خدمت کی برکت

200.....جب حضرت موسیٰ علیہ السلام انطاکیہ سے شام کا ارادہ کر کے چلے..... تو تھک گئے..... اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی..... کہ اس پہاڑ کی وادی میں میرے اِدھر اُدھر کے آئے ہوئے لوگ ہیں..... وہیں میرا ایک بندہ بھی ہے..... اس سے سوار ہونے کے لئے کوئی شئے لے لیجئے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نماز پڑھتے پایا..... جب وہ فارغ ہوا..... تو اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے بندۂ خدا! مجھے سواری چاہئے..... اس نے آسمان کی طرف نظر اٹھایا..... تو دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا چلا جا رہا ہے..... اس نے کہا:

اے ابر کے ٹکڑے اتر آ..... اور اس بندہ کو سوار کر کے جہاں جانا چاہتا ہو پہنچادے..... چنانچہ وہ ابر اتر کر زمین سے لگ گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہو کر چل دیئے..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

آپ جانتے ہیں..... کہ میں نے یہ مرتبہ اسے کیوں عطاء کیا ہے؟ انہوں نے کہا اے رب! نہیں..... ارشاد ہوا.....

کہ مرتے دم اس کی ماں نے اس سے ایک حاجت چاہی تھی.....

اس نے اسے فوراً پورا کر دیا..... تو اس کی ماں نے اسے دعا دی تھی.....

کہ اے اللہ! جیسے اس نے میری حاجت پوری کی ہے..... آپ اس کی حاجت پوری کیجئے..... اگر یہ مجھ سے یہ بھی درخواست کرے..... کہ آسمان کو زمین پر الٹ دوں..... جب بھی منظور کر لوں.....

(حوالہ نزھۃ المجالس)

ماں کی قدم چومنے کا انعام

201..... کسی نے استاذ ابو اسحق سے بیان کیا..... کہ میں نے شب گذشتہ کو خواب دیکھا ہے..... گویا آپ کی داڑھی..... جواہر اور یاقوت سے مرصع ہے..... انہوں نے کہا..... تم نے سچ کہا..... کیونکہ شب گذشتہ کو میں نے اپنی ماں کے قدم چھوئے تھے.....

(حوالہ ایضاً)

ساری زندگی کی روزی اکھٹی مانگنے والے کا واقعہ

202..... بنی اسرائیل میں سے کسی عابد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ اپنے رب سے میرے لئے روزی مانگئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے اس کے لئے روزی طلب کی..... خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی..... آپ تھوڑا مانگتے ہیں یا بہت..... انہوں نے کہا..... بہت..... جب صبح ہوئی تو دیکھا..... کہ اس شخص کو درندہ کھا گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا.....

اے رب! میں نے آپ سے اس کے لئے بہت روزی طلب کی تھی..... اور اسے درندہ کھا گیا..... ارشاد ہوا.....

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! آپ نے تو اس کے لئے بہت روزی مانگی تھی..... اور دنیا میں جو کچھ ہے..... قلیل ہے.....

چوتھا لطیفہ میں نے امام غزالی کی کتاب النصیحہ میں دیکھا ہے.....

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا.....

اے رب! اپنے اولیا میں سے کسی ولی کو مجھے دکھایئے..... ارشاد ہوا آپ کے اور ولی کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہے..... انہوں نے کہا.....

اے رب! مجھے پرواہ نہیں..... جب آپ میرے ہوں..... ہر بعید آپ کے نزدیک قریب ہے..... پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام تین قدم چلے..... خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام! یہ سو برس کی مسافت ہوئی..... انہوں نے کہا.....

اے رب! وہ ولی کہاں ہے؟..... ارشاد ہوا..... بحر ظلمات کے بیچ میں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام ادھر چل کر گئے..... اتنے میں دیکھتے کیا ہیں..... کہ پانی میں ایک شخص کھڑا ہے..... اور اس کے پیروں کے درمیان سے موج نکل جاتی ہے..... اور وہ کہہ رہا ہے.....

اے حنان..... اے منان..... میری لغزش کو معاف کردے..... اور میری غربت

پر رحم فرما......

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا..... "السلام علیک" اے ولی اللہ..... اس نے جواب نہ دیا..... خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی.....

اے موسیٰ علیہ السلام! اس کا دل تو میرے پاس ہے..... اس کو دوبارہ سلام کیجئے..... انہوں نے دوبارہ کہا..... "السلام علیک" یا ولی اللہ..... اُس نے جواب دیا..... "وعلیک السلام" اے کلیم اللہ.....

انہوں نے پوچھا..... تجھے کس نے خبری دی..... کہ میں کلیم اللہ ہوں.....

اُس نے کہا..... جس نے آپ کو خبر دی..... کہ میں ولی اللہ ہوں.....

انہوں نے کہا..... یہاں کتنی مدت سے ہو؟.....

اس نے کہا..... میں یہاں ستر برس سے پکار رہا ہوں..... "یا حنان" "یا منان" میں نے اب تک کچھ جواب نہیں پایا.....

انہوں نے کہا..... کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرے اور خدا کے درمیان سفیر بن جاؤں.....

اس نے کہا..... ہاں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا..... اے رب! میں آپ کے بندہ کو کیا جواب دوں؟ ارشاد ہوا.....

اے موسیٰ علیہ السلام اس سے کہہ دیجئے..... تجھ پر اور ساری خلق پر تباہی ہو..... اگر میں اپنی رحمت سے انہیں نہ چھپالوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا..... اے رب! مجھے وصیت کیجئے.....

ارشاد ہوا میں تمہیں..... تمہاری ماں کی نسبت وصیت کرتا ہوں.....

انہوں نے پھر عرض کیا..... وصیت کیجئے..... ارشاد ہوا.....

میں تمہاری ماں کی نسبت تمہیں وصیت کرتا ہوں..... حتیٰ کہ نوں بار فرمایا..... میں تمہیں تمہارے باپ کی نسبت وصیت کرتا ہوں.....

اے موسیٰ علیہ السلام جو اپنے ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتا ہے..... دنیا میں..... میں اس کا والی رہتا ہوں..... اور اس کی قبر میں مونس بنتا ہوں..... اور حشر میں اُس پر مہربان ہوتا ہوں..... اور پُل صراط پر اُس کا رہنما بنتا ہوں..... اور جنت میں اُس سے گفتگو کرنے والا بنتا ہوں..... کہ وہ مجھ سے بلا واسطہ باتیں کرے گا..... اور میں اُس سے باتیں کروں گا..... (حوالہ نزہۃ المجالس)

اور میں نے طبقات ابن السبکیؒ میں بروایت سلیم..... جو اصحاب شافعیؒ میں سے ہیں..... دیکھا ہے.....

انہوں نے لکھا ہے..... کہ جب میں دس برس کا تھا..... تو سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکتا تھا..... بعض مشائخ نے کہا..... کہ اپنی ماں سے کہہ..... کہ تیرے لئے علم وقرآن کی دعا مانگے..... ماں نے دعا کی ابن السبکیؒ کہتے ہیں..... کہ وہ امام ہوگئے..... کہ جن کی گرد تک پہونچنا مشکل ہے..... اور ایسے شہسوار علم نکلے..... کہ جن کے نشان قدم تک رسائی دشوار ہے.....

سلیم کہتے ہیں..... کہ پھر شیخ جنہوں نے مجھ سے کہا تھا..... کہ اپنی ماں سے اپنے لئے دُعا کرنے کو کہہ..... ایک بار آئے..... اور کہنے لگے..... ایسا علم تو نے کب حاصل کیا..... جی میں تو آیا..... کہ میں بھی کہہ دوں..... کہ اگر آپ کی ماں ہو..... تو ان سے اپنے واسطے دعا کرایئے..... لیکن مجھے کہتے ہوئے شرم آئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

امتی کی انمول درخواست

203..... حکایت: ایک اسرائیلی اتنا عابد وزاہد تھا..... کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے ملنے تشریف لے گئے..... اور اس سے دریافت فرمایا.....

کیا اللہ تعالیٰ سے کوئی طلب رکھتا ہے؟.....

اس نے عرض کیا.....ہاں! اللہ تعالیٰ سے میرے لئے یہی کہیں..... کہ وہ مجھے بھی اپنی رضا سے نوازے.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی نازل فرمائی.....

اسے فرمادیجئے! شب وروز جتنی چاہے عبادت کرے..... میرے نزدیک یہ دوزخی ہے..... جب یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پہنچایا.....

تو کہنے لگا..... میں اپنے اللہ کے امر پر خوش ہوں..... یا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام! مجھے اس کے عزوجلال کی قسم..... میں اس کی بارگاہ سے کبھی بھی منہ نہیں پھیروں گا..... اگر چہ مجھے جلا ڈالے..... اور نہ ہی اس کے دروازے سے ہٹوں گا.....اگر چہ دھتکارے.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی آئی.....

آپ اسے فرمادیجئے..... تو نے صبر ورضا کے ساتھ میرے حکم کو قبول کیا..... اور دشوار ترین قضا پر بھی راضی رہا..... اگر تیرے گناہوں کے

باعث تمام زمین و آسمان کی خلاء وفضا بھر جائے..... تب بھی میں تجھے
بخشش سے نوازوں گا.....

جب یہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پہنچائی..... تو وہ سجدے میں گر پڑا.....
اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی..... (حوالہ نزہۃ المجالس)

اللہ کی بخشش و رحمت

204..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں
عرض کیا.....

الٰہی! جب تجھے ..... مجاہد..... روزہ دار..... اور نمازی..... پکارتا
ہے..... تو..... تو کیا جواب عنایت فرماتا ہے.....

ارشاد ہوا..... میں لبیک کہتا ہوں.....

پھر عرض کیا..... جب تجھے خطا کار پکارتا ہے..... تو کس طرح جواب عطا کرتا
ہے.....

ارشاد ہوا..... میں کہتا ہوں..... لبیک..... لبیک..... لبیک.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا.....

الٰہی نمازی..... روزہ دار..... اور مجاہد پکارے..... تو تیری طرف سے
ایک بار..... لبیک..... اور جب گناہگار پکارے..... تو تین بار.....
اس میں کیا راز ہے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... نمازی..... روزہ دار..... اور مجاہد کو اپنے عمل پر بھروسہ
ہے..... اور خطا کار..... و گنہگار..... صرف اور صرف..... میرے فضل و کرم کا امیدوار
ہوتا ہے..... (حوالہ ایضاً)

افلاطون کا لوگوں کو خیالی دنیا دکھانے کا واقعہ

205..... افلاطون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا شخص تھا..... وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لایا تھا..... حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی مانتا تھا.....

ایک مرتبہ بادشاہ وقت..... افلاطون سے ملنے آیا..... ملاقات سے فارغ ہو کر جب بادشاہ رخصت ہونے لگا.....

تو افلاطون نے بادشاہ سے کہا:

''میں آپ کی دعوت کرنا چاہتا ہوں.....''

بادشاہ اس کی بات سن کر دل ہی دل میں ہنسنے لگا..... اور سوچا..... کہ اس کے پاس ضرورت کی چیزیں تو ہیں نہیں..... یہ میری دعوت کیا کرے گا..... لیکن یہ بات زبان سے ادب کی وجہ سے نہ کہہ سکا..... اور افلاطون سے عذر کیا:

''آپ کو خواہ مخواہ کی تکلیف ہوگی.....''

افلاطون نے کہا ''نہیں! مجھے تکلیف نہیں ہوگی..... میرا جی چاہتا ہے..... کہ میں آپ کی دعوت کروں.....''

بادشاہ نے جب بہت زیادہ اصرار دیکھا..... دعوت منظور کر لی اور کہا:

''ٹھیک ہے آجاؤں گا..... اور ایک آدھ وزیر بھی میرے ساتھ ہوگا.....''

''نہیں! آپ کے لشکر..... وزراء..... اور امراء..... سب کی دعوت ہے.....''

بادشاہ یہ سن کر اور زیادہ حیران ہوا..... جب دعوت کا دن آیا..... تو بادشاہ اپنے تمام لشکر کو لے کر شہر سے باہر نکلا..... وہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا..... کہ کئی میل پہلے سے ہی استقبال کا سامان چاروں طرف نہایت شان وشوکت سے کیا گیا ہے..... راستے کے

دونوں طرف باغات لگے ہوئے ہیں..... اور ہر شخص کے لیے اس کے مطابق الگ الگ کمرہ ہے..... رات کا وقت تھا..... اور چاروں طرف ہزاروں قندیلیں موجود تھیں..... اور ساتھ میں نہریں بھی تھیں..... عجیب سماں تھا.....

بادشاہ اور تمام لشکر بہت حیران ہوئے..... کہ شہر ایسا تو نہیں تھا..... تمام لشکر والوں کو مختلف کمروں میں ٹھہرایا گیا..... اور ہر قسم کا اعلیٰ سے اعلیٰ سامان وہاں موجود تھا.....

افلاطون نے بادشاہ کا استقبال کیا..... اور آنے پر شکریہ ادا کیا..... اس کے بعد ایک بہت بڑے مکان میں سب کو جمع کر کے کھانا کھلایا گیا..... کھانا بھی ایسا لذیذ..... کہ اس کے بعد عمر بھر نصیب نہ ہوا.....

بادشاہ بہت حیران ہوا..... کہ نہ معلوم افلاطون نے اتنی جلدی یہ انتظام کس طرح کر لیا..... بظاہر اس کے پاس کچھ بھی نہیں..... جب سارے کھا پی چکے..... تو ہر ایک کو الگ کمرہ سونے کے لیے دیا گیا..... جو ہر قسم کے ساز و سامان سے آراستہ تھا.....

پینے کے لیے شراب دی گئی..... (یاد رہے..... کہ وہ لوگ مسلمان نہیں تھے) وہ سب مہمانی کا یہ رنگ دیکھ کر خوب خوش ہوئے..... رات بھر عیش کرتے رہے..... پھر سو گئے..... صبح کو جب نیند سے بیدار ہوئے..... تو کیا دیکھتے ہیں..... کہ نہ باغ ہے..... نہ درخت ہیں..... نہ وہ کمرے ہیں..... بلکہ ان کی جگہ پتھر کھڑے ہیں..... اور وہ سب گندگی میں پڑے ہوئے ہیں..... وہ یہ سب دیکھ کر پریشان ہوئے..... بادشاہ کی بھی یہی حالت تھی..... اب افلاطون نے بادشاہ کے پاس آ کر کہا:

''یہ دنیا جس پر تمہیں اتنا ناز ہے..... صرف ایک خیال کی دنیا ہے..... اس کی کچھ بھی حقیقت نہیں.....''

افلاطون کا فن اتنا طاقت ور تھا..... کہ اس نے یہ خیال جما لیا..... کہ یہ ساری چیزیں موجود ہو جائیں..... تو وہ سب کو نظر آنے لگیں..... صبح سے پہلے اس نے خیال

ہٹالیا..... تو کچھ بھی نہ تھا..... واقعی جو کچھ بھی نظر آیا..... وہ خیالی دنیا تھی..... آج کے دور میں اس فن کو مسمریزم..... یا ہپناٹزم..... کہتے ہیں.....(حوالہ خطبات قاری طیبؒ)

کل کیا ہوگا اس راز کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے معلوم کرنے والے کا واقعہ

206..... کسی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ دعا کرائی تھی..... کہ کل کی بات معلوم ہو جایا کرے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نصیحت کی..... کہ اس کی تمنا نہ کرو..... اس نے نصیحت نہ مانی.....اور اصرار کیا.....انہوں نے دعا کردی.....اور وہ قبول ہوگئی.....

اس کو معلوم ہوا..... کہ کل کو میرا گھوڑا مر جائے گا..... اس نے فوراً بازار میں گھوڑے کو جا کر بیچ ڈالا..... اور خوش ہوا..... پھر معلوم ہوا کہ کل کو غلام مر جائے گا..... اس نے غلام کو بھی فوراً بیچ دیا..... اس کے بعد معلوم ہوا..... کہ کل کو وہ خود مر جائے گا..... بہت پریشان ہوا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر عرض کیا..... کہ کیا کروں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی..... کہ اس سے کہہ دو..... کہ تجھ کو اس کشف راز سے منع کیا گیا تھا..... تو نے نہ مانا..... آخر تو نے دیکھا..... کہ اصل یہ ہے..... کہ تیرے گھر پر ایک بلا آنے والی ہے..... ہم نے چاہا..... کہ جانور پر پڑ جائے..... تو نے اس کو بیچ دیا..... ہم نے چاہا..... کہ غلام پر پڑ جائے..... تو نے اس کو بھی بیچ دیا..... اب تو ہی رہ گیا ہے.....لہذا اگر تجھ کو پہلے سے آئندہ کی خبر نہ ہوتی..... تو گھوڑا.....اور غلام کیوں بیچا جاتا.....اور تو معرض ہلاکت میں کیوں پڑتا.....

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی بعض مصلحت انسان نہیں سمجھتا تو اس کے معلوم ہونے پر..... اس کو بہت پریشانی اٹھانی پڑتی ہے.....

عورت کی حیرانگی

207..... کتابوں میں لکھا ہے کہ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں ایک عورت آئی..... کہنے لگی.....

حضرت دعا کیلئے آئی ہوں..... میرے بچے زندہ نہیں رہتے..... بچپن..... لڑکپن میں ہی فوت ہو جاتے ہیں.....

پوچھا کتنی عمر میں؟

کہنے لگی!..... کوئی سو سال کا ہو کر فوت ہو جاتا ہے..... کوئی دو سو سال کا ہو کر فوت ہو جاتا ہے..... اور کوئی تین سو سال کا ہو کر فوت ہو جاتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام مسکرائے اور فرمانے لگے..... اللہ کی بندی! قرب قیامت ایک ایسا وقت بھی آئے گا..... جب کہ انسانوں کی عمریں ہی سو سال سے تھوڑی ہونگی.....

جب انہوں نے یہ بات کی..... تو عورت حیران ہو کر دیکھنے لگی..... اور کہنے لگی.....

اے اللہ کے نبی! جن لوگوں کی عمریں ہی سو سال سے تھوڑی ہونگی..... تو کیا وہ دنیا میں رہنے کیلئے مکان بنائیں گے.....

فرمایا مکان بھی بنائیں گے..... شادی بیاہ بھی کریں گے..... کام کاروبار بھی کریں گے..... یہ سن کر عورت نے ایک ٹھنڈی سانس لی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں ٹھنڈی سانس لی؟

وہ کہنے لگی!.....

اے اللہ کے نبی..... اگر میں بھی اس وقت میں ہوتی..... جب عمریں ہی سو سال سے کم ہو جائیں گی تو..... اتنا تھوڑا وقت میں ایک سجدے میں ہی گزار دیتی..... ہماری زندگی تو اتنی مختصر ہے.....

نبی علیہ السلام نے فرمایا..... میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر کے درمیان ہونگی..... یعنی کوئی تو پیدا ہوتے ہی مرے گا..... اور کوئی سو سال سے اوپر جا کر مرے گا..... لیکن جب Average نکالیں گے..... اوسط نکالیں گے..... تو Gross Average اس امت کی sixty to seventy بنے گی..... اب وہ عورتیں..... جو اس وقت چالیس سال سے اوپر کی عمر پہنچ چکی ہیں..... وہ اچھی طرح سن لیں..... کہ وہ اپنی زندگی کا second half گزار رہی ہیں..... فسٹ ہاف First Half گزار چکی..... یعنی وہ اپنی زندگی کا ظہر..... اور عصر..... کا وقت گزار رہی ہیں..... ظہر..... اور عصر کے بعد سورج ڈوبتے ہوئے دیر نہیں لگتی..... تو ہمیں چاہیے..... کہ ہم آخرت کی ڈٹ کر تیاری کریں..... (حوالہ خطبات فقیر)

صدقہ کرنے کا انعام

208..... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک انتہائی غریب آدمی نے کہا.....

کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں..... مجھے میری زندگانی کا رزق اکٹھا ہی دے دیں..... چند دن تو سہولت سے گزریں گے..... بس اس کا رزق اسے چند بوری گندم دے دیا گیا.....

کچھ دن بعد دیکھا..... کہ اس آدمی کا بڑا لمبا دستر خوان ہے..... لوگوں کو خوب کھلا پلا رہا ہے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ رب العزت سے اس کی حکمت

پوچھی.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... جس کا مفہوم کچھ یوں ہے.....

اس نے رزق میں سے صدقہ کیا..... لوگوں کو کھلایا..... اس نے نفع مند سودا کیا..... تو ہم نے اسے اور دیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

اے میرے رب! تجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ تاکہ آپ کی خاطر میں بھی اس سے محبت کروں!..... (حوالہ خطبات فقیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور شکر الٰہی

209..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ رب العزت سے عرض کیا..... کہ اے اللہ! کیف اشکرک میں آپ کا شکر کیسے ادا کروں..... کیونکہ آپ کی ایک ایک نعمت ایسی ہے..... کہ میں ساری زندگی بھی عبادت میں لگا رہوں..... تو میں صرف ایک نعمت کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا..... اور آپ کی تو بے انتہا نعمتیں ہیں..... میں ان سب نعمتوں کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہوں..... جب انہوں نے یہ کہا.....

تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ان پر وحی نازل فرمائی..... اور فرمایا.....

اے موسیٰ! اگر آپ کے دل کی یہ آواز ہے..... کہ آپ ساری زندگی شکر ادا کریں..... تو پھر بھی شکر ادا نہیں کر سکتے..... سبحان اللہ.....

حکایت.....یا اللہ اپنے بندوں کے تمام گناہ مجھ پر ڈال دے؟

بیان کرتے ہیں..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص خطا پر خطا کرتا..... اور پھر توبہ کر لیتا..... مگر توبہ پر قائم نہیں رہتا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی.....

کہ فلاں شخص سے کہہ دیجئے..... کہ اگر اب بھی توبہ کو توڑا..... تو پھر میں تجھے نہیں بخشوں گا.....

چنانچہ وہ اس کے بعد پھر گناہ کا مرتکب ہوا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پھر وحی کی گئی..... لہٰذا آپ نے اس شخص کو کہلا بھیجا..... اب تیرے لئے مغفرت و بخشش نہیں..... وہ جنگل میں نکل کھڑا ہوا..... اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس انداز میں عرض گزار ہوا!

الٰہی! کیا آپ کے عفو و کرم کے خزانے ختم ہو چکے ہیں..... یا میرے گناہوں کے باعث تیرا کچھ نقصان ہوا ہے؟

کیا آپ نے اپنے بندوں پر کرم کا دروازہ بند کر دیا ہے! آپ کے عفو و کرم کے سامنے کونسا گناہ ہے..... جو معاف نہیں ہو سکتا..... جب کہ مجھے فرمایا جا رہا ہے..... اب تیری مغفرت و بخشش نہیں!

الٰہی! آپ مجھے کیوں نہ بخشیں گے..... حالانکہ آپ کے اوصاف میں کرم موجود ہے..... اور جب تو خود ہی اپنے بندہ کو اپنی رحمت سے مایوس کرے گا..... تو امیدوار کون ہوگا؟

الٰہی اپنے دروازے پر آنے والوں کو..... تو از خود ہی بھگائے گا..... تو کون آئے گا! اور اگر بالفرض تیرے خزانوں سے رحمت ختم ہو چکی ہے..... اور تو مجھے عذاب ہی دینا چاہتا ہے..... تو میری اتنی سی گزارش کو تو منظور فرما لے..... وہ یہ کہ اپنے تمام خطا کار بندوں کے جملہ گناہ مجھ پر ڈال دے..... میں ان پر اپنی جان کو بھی قربان کر دوں گا!

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی.....

اسے فرما دیجئے کہ اگر تیرے گناہ آسمانوں کو بھی بھر دیں..... تب بھی میں

تمہیں بخش دوں گا..... کیونکہ تو نے میرے عفو اور میری رحمت کے کمال کو پہچان لیا ہے..... (حوالہ نزہۃ المجالس)

یہودیوں کے سوال اور ان کے لئے جوابات

210..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے..... کہ بنی اسرائیل نے سوال کیا کہ اے موسیٰ!

کیا آپ کا رب نماز پڑھتا ہے؟

آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو.....

انہوں نے پوچھا..... کیا آپ کا رب سوتا بھی ہے؟

آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو.....

انہوں نے پوچھا..... کیا آپ کا رب رنگ لگاتا ہے؟

آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو (اللہ کی شان کے خلاف ایسے سوالات مت کرو)

تو اللہ تعالیٰ نے پکار کر فرمایا.....

کہ اے موسیٰ! ان لوگوں نے آپ سے یہ پوچھا ہے..... کہ تیرا رب نماز پڑھتا ہے؟

آپ کہو..... ہاں..... میں بھی اور میرے فرشتے بھی..... میرے انبیاء..... اور رسولوں پر رحمت بھیجتے ہیں..... چنانچہ اللہ عزوجل نے اپنی نبی ﷺ پر یہ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ نازل فرمائی..... اور انہوں نے آپ سے پوچھا ہے..... کہ تیرا رب سوتا بھی ہے؟ (ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا) آپ شیشے کے دو برتن اپنے ہاتھوں میں لے لیں..... اور ساری رات کھڑے ہو جائیں.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا..... جب رات کی تہائی گزری..... تو آپ کو اونگھ آئی..... اور اپنے گھٹنے کے بل گر پڑے..... پھر سنبھل کے چست ہو کر کھڑے ہوگئے..... حتیٰ کہ جب رات کا آخری حصہ آیا..... تو پھر اونگھ گئے..... حتیٰ کہ وہ دونوں برتن گر گئے..... اور ٹوٹ گئے.....

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا.....

اے موسیٰ! اگر میں سو جاؤں..... تب سب آسمان..... سب زمینوں پر گر جائیں..... اور اس طرح سے ہلاک ہو جائیں..... جس طرح سے تیرے ہاتھوں سے یہ دونوں برتن ٹوٹ گئے.....

اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر آیت الکرسی نازل فرمائی..... اور انہوں نے آپ سے سوال کیا ہے..... کہ کیا آپ کا رب رنگ لگاتا ہے؟

تو آپ کہہ دیجئے کہ ہاں..... میں مختلف رنگ لگاتا ہوں..... سرخ بھی..... سفید بھی..... سیاہ بھی..... سب رنگ میرے رنگوں میں ہیں.....

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (حضرت محمد ﷺ) پر یہ آیت نازل فرمائی **صبغة الله ومن احسن من الله صبغة!**

ترجمہ: ہم دین کی اس حالت میں رہیں گے..... جس میں ہم کو اللہ تعالیٰ نے رنگ دیا ہے..... اور رنگ کی طرح ہمارے رگ و ریشہ میں بھر دیا ہے..... اور دوسرا کون ہے..... جس کے رنگ دینے کی حالت..... اللہ تعالیٰ کے رنگ دینے کی حالت سے خوب تر ہو..... جب اور کوئی دوسرا ایسا نہیں..... تو ہم نے..... اور کسی کا دین بھی اختیار نہیں کیا..... اور اس لئے ہم اس کی غلامی اختیار کئے ہوئے ہیں..... (حوالہ ایضاً)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مجذوب چرواہے کو تنبیہ

211..... حضرت موسیٰ علیہ السلام سفر پر جا رہے تھے راستے میں آپ نے دیکھا..... کہ ایک چرواہا کہہ رہا تھا.....

اے اللہ تو کہاں ہے؟ اگر تو مجھے مل جائے..... تو میں تیرے موزے سیوں..... تیرے سر میں کنگھی کروں..... تیرے کپڑوں میں بخیہ کروں..... اُن کو دھوؤں..... تیرے سر کے جوئیں نکال کر ماروں..... تیرے سامنے دودھ لا کر رکھوں..... اگر تو بیمار ہو..... تو تیمار داری کروں..... تیرے ہاتھ چوموں..... پاؤں دباؤں..... سونے کے وقت تیرا بچھونا جھاڑ کے بچھاؤں..... تیرے گھر کا پتہ لگ جائے..... تو صبح و شام گھی دودھ دہی وہاں پہنچایا کروں..... دونوں وقت کھانا پکا کے تیرے کھانے کے واسطے لے جایا کروں..... جتنی بھیڑ بکریاں میرے پاس ہیں..... سب تجھ پر قربان کر دوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا..... تو انہوں نے اس کو جھڑکا..... کہنے لگے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے..... ان باتوں سے تو کافر ہو جائے گا..... اللہ محتاج نہیں..... نہ اس کو کسی غلام کی ضرورت ہے..... تو موزے کس کے سیئے گا..... کنگھی کس کے سر میں کرے گا..... کپڑے کس کے دھوئے گا..... اللہ کے نہ پاؤں ہیں..... نہ سر..... نہ جسم..... اس کو نیند آتی نہیں..... تو بچھونا کس کا بچھائے گا..... اسے بھوک لگتی نہیں..... تو کھانا کس کو کھلائے گا..... معبود کو عبد کہنا..... اور خالق کو مخلوق جاننا..... بہت برا ہے..... دیکھ اگر تو کسی مرد کو خوشامد سے بی بی کہہ دے..... تو وہ کتنا برا مانے گا..... حالانکہ عورت مرد دونوں ایک ہی جنس انسان سے ہیں..... پھر اللہ تعالیٰ اور بندے میں تو زمین و آسمان

کا فرق ہے.....

چرواہے نے یہ باتیں سنیں..... تو بہت شرمندہ ہوا..... اور ندامت سے جا کر جنگل میں چھپ گیا.....

یہ ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی.....

کہ تم نے میرے ایک بندے کو مجھ سے جدا کر دیا..... تم دنیا میں میل بڑھانے کو بھیجے گئے ہو..... جدائی ڈالنے کے لئے نہیں بھیجے گئے..... لوگوں کی عادتیں جدا جدا ہوتی ہیں..... اور ان کے طریقے الگ الگ ہوتے ہیں..... اپنے اپنے طور پر وہ خیال کرتے ہیں..... اور فرائض انجام دیتے ہیں..... سب ایک سے نہیں ہو سکتے..... ایک چیز کسی کے لئے امرت ہے..... کسی کے لئے زہر..... ایک بات کسی کے لئے تعریف کی ہے..... کسی کے لئے مذمت کی..... کسی کے حق میں اچھی ہے..... کسی کے حق میں بری..... تم کسی چیز کو پاک جانتے ہو..... دوسرا اسے ناپاک سمجھتا ہے..... تم کسی چیز کو حرام کہتے ہو..... دوسرا اسے حلال بتاتا ہے..... مگر میں ان سب سے بری ہوں..... میں نے دنیا کو اس واسطے خلق نہیں کیا..... کہ اس سے فائدہ اُٹھاؤں..... بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے..... کہ مخلوق پر فضل و کرم..... اور احسان و عنایت کروں..... ان پر اپنی رحمت کروں ہند والے اپنے طور پر میری حمد کرتے ہیں..... سندھ والے اپنے طریقے سے میرا نام لیتے ہیں..... میں اُن کے اوراد و وظائف سے پاک نہیں ہوتا..... بلکہ وہ میرے نام کی برکت سے پاک ہو جاتے ہیں..... میں ظاہری حالت کو نہیں..... بلکہ دلی کیفیت کو سمجھتا ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا..... تو ان کو غش آ گیا..... جب افاقہ ہوا..... تو وہ اس چرواہے کی تلاش میں چلے..... قدم کے نشانات سے اس کا پتا لگایا..... چرواہا جب ملا تو اس سے کہنے لگے.....

اے دوست جس طرح تیرا جی چاہے..... تو اللہ کو یاد کر..... معلوم ہوا..... تیرا کفر حقیقتاً دین ہے..... اور تیری نیت حقیقتاً ایمان..... اب تجھ کو کسی کا ڈر نہیں..... اور کوئی تجھ کو روکنے والا نہیں.....

(حوالہ معارف مثنوی)

اس درگاہ سے کبھی نہ ہٹوں گا

212..... بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عابد تھا..... ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی زیارت کو آئے..... اور اس سے پوچھنے لگے..... کیا خدا سے تمہاری کوئی حاجت ہے؟

اس نے کہا..... کہ اپنے ربّ سے درخواست کیجئے..... کہ مجھے اپنی رضامندی نصیب کرے.....

خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی.....

کہ اس سے کہہ دیجئے..... کہ شب و روز جب تک چاہے..... عبادت کرتا رہے..... لیکن میرے نزدیک وہ دوزخی ہے.....

جب یہ پیغام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پہنچایا..... کہنے لگا..... کہ میں اپنے رب کے حکم وقضا کو مرحبا کہتا ہوں.....

وہ کہنے لگا:

اے موسیٰ علیہ السلام! خدا کے عزت وجلال کی قسم..... میں اس درگاہ سے

کبھی نہ ٹلوں گا..... اگرچہ مجھ کو جلا ڈالے..... اور نہ اس کے دروازے

سے ہٹوں گا..... اگرچہ دھتکار دے.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی..... کہ اس سے کہہ دیجئے.....

کہ تو نے صبر اور رضا کے ساتھ میرے حکم کو قبول کیا..... اور سب سے

دشوار قضا پر بھی تو مجھ سے راضی رہا..... اگر تیرے گناہوں سے سارے

آسمان و زمین..... اور اس کے درمیان کی فضا بھی بھر جائے..... تب بھی

میں تجھے بخش دوں.....

جب یہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پہنچائی..... تو بڑی دیر تک سجدہ میں پڑا

رہا..... پھر دیکھتے کیا ہیں..... کہ وہ مر چکا تھا.....

میرے بندے سرگوشی کرتے ہیں

تو میں کان لگاتا ہوں

213..... حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے.....

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی.....

کہ اے موسیٰ! اس پرندہ کے مانند زندگی بسر کرو..... جو تنہا رہتا ہے.....

درخت پر سے..... اپنی روزی کھاتا ہے..... اور خالص پانی..... یا نہر کا

پانی پیتا ہے..... اور جب رات ہو جاتی ہے..... تو کسی غار میں پناہ گزیں

ہوتا ہے..... کیونکہ اُسے مجھ سے اُنس اور میرے نافرمانوں سے نفرت

ہے.....

اے موسیٰ! میں نے اپنے اوپر قسم کھائی ہے..... کہ کسی مدعیٔ عمل کا عمل پورا نہ ہونے

دوں گا..... اور جو غیر سے امید رکھتا ہے..... اس کی امید منقطع کر دوں گا..... اور جو میرے سوا پر تکیہ کرے گا..... اس کی پیٹھ توڑ دوں گا..... اور جو میرے غیر سے انس کرتا ہے..... اس کو وحشت میں ڈالوں گا..... جو غیر سے محبت کرے..... اس سے اعراض کردوں گا.....

اے موسیٰ!

میرے بعض بندے ہیں..... اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں..... تو میں کان لگا کر سنتا ہوں..... اگر پکارتے ہیں..... تو ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں..... اگر میری طرف آتے ہیں..... تو میں ان کو اپنے قریب کرتا ہوں..... اور تقرب ڈھونڈتے ہیں..... تو مواصلت عطا کرتا ہوں..... اور ان کی کفایت کرتا ہوں..... اگر وہ مجھے سرپرست بناتا ہیں..... تو ان کی سرپرستی قبول کرتا ہوں.....

اگر خالص محبت کرتے ہیں..... تو میں بھی ویسی ہی محبت کرتا ہوں..... عمل کرتے ہیں..... تو جزا دیتا ہوں..... میں ہی ان کے امور کا مدبر ہوں..... اور ان کے قلوب کا نگہبان ہوں..... میں نے ان کے دلوں کی تسکین صرف اپنے ذکر ہی سے کی ہے..... اسی سے ان کی بیماریوں کی شفا ہے..... اور ان کے دلوں میں روشنی ہے..... میرے سوا کسی سے انس نہیں پکڑتے..... اور میرے پاس ہی اپنے دل کی منزل بناتے ہیں..... اور ان کو چین بھی نہیں آتا..... سوائے میرے.....

راقم الحروف کہتا ہے ......اے اللہ تو ہم کو بھی ان کے ساتھ ملا دے..... یارب العالمین آمین.....   (حوالہ نزھۃ البساتین)

موسیٰ علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی تہمت

214..... صحیح بخاری شریف میں ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت ہی شرمیلے..... اور بڑے لحاظ دار تھے.....

کتاب التفسیر میں تو امام صاحبؒ اس حدیث کو اتنی ہی مختصر لائے ہیں..... لیکن احادیث انبیاء کے بیان میں..... اسے مطول لائے ہیں..... اس میں یہ بھی ہے کہ وہ بوجہ سخت..... حیا وشرم کے..... اپنا بدن کسی کے سامنے ننگا نہیں کرتے تھے..... بنو اسرائیل آپ علیہ السلام کی ایذا کے..... در پے ہوگئے..... اور یہ اڑا دیا..... کہ چونکہ ان کے جسم پر برص کے داغ ہیں..... یا کوئی اور آفت ہے..... اس وجہ سے یہ اس قدر پردے داری کرتے ہیں.....

اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا..... کہ یہ بدگمانی آپ سے دور کردے.....

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہائی میں نہا رہے تھے..... ایک پتھر پر آپ نے کپڑے رکھ دیئے تھے..... جب غسل سے فارغ ہو کر آئے..... کپڑے لینے چاہے..... تو پتھر آگے کو سرک گیا..... آپ اپنی لکڑی لئے اس کے پیچھے گئے..... وہ دوڑنے لگا..... آپ بھی اے پتھر میرے کپڑے میرے کپڑے کرتے ہوئے اس کے پیچھے دوڑے.....

بنی اسرائیل کی جماعت ایک جگہ بیٹھی ہوئی تھی..... جب آپ وہاں تک پہنچ گئے..... تو اللہ کے حکم سے پتھر ٹھہر گیا..... آپ نے اپنے کپڑے پہن لئے.....

بنو اسرائیل نے آپ کے تمام جسم کو دیکھ لیا..... اور جو فضول باتیں ان کے کانوں میں پڑی تھیں..... ان سے اللہ نے اپنے نبی کو..... بری کردیا..... غصے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے..... تین یا چار پانچ لکڑیاں پتھر پر ماری تھیں.....

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں.....

واللہ لکڑیوں کے نشان اس پتھر پر پڑ گئے..... (حوالہ بخاری شریف)

بنی اسرائیلوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظلم و ستم

215..... حضرت علیؓ سے مروی ہے..... کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام..... اور حضرت ہارون علیہما السلام پہاڑ پر گئے تھے..... جہاں حضرت ہارون علیہ السلام کا انتقال ہو گیا..... لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بدگمانی کی..... اور آپ کو ستانا شروع کیا.....

پروردگار عالم نے فرشتوں کو حکم دیا..... اور وہ اسے اٹھا لائے اور بنو اسرائیل کی مجلس کے پاس سے گزرے.....

اللہ نے اسے زبان دی..... اور قدرتی موت کا اظہار کیا..... ان کی قبر کا صحیح نشان نا معلوم ہے..... صرف اس ٹیلے کا لوگوں کو علم ہے..... اور وہی ٹیلہ ان کی قبر کی صحیح جگہ جانتا ہے..... لیکن بے زبان ہے..... تو ہو سکتا ہے کہ ایذا یہی ہو..... اور ہو سکتا ہے..... کہ وہ ایذا ہو..... جس کا بیان پہلے گذرا..... لیکن میں کہتا ہوں..... یہ بھی ہو سکتا ہے..... کہ یہ اور یہ دونوں ہوں..... بلکہ ان کے سوا اور بھی ایذائیں ہوں.....

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ لوگوں میں کچھ تقسیم کیا..... اس پر ایک شخص نے کہا اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی کا ارادہ نہیں کیا گیا.....

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں..... میں نے جب یہ سنا..... تو میں نے کہا.....

اے اللہ کے دشمن! میں تیری اس بات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو ضرور پہنچاؤں گا..... چنانچہ میں نے جا کر حضور ﷺ کو خبر کر دی..... آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا..... پھر فرمایا..... اللہ کی رحمت ہو..... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر..... وہ اس سے بہت زیادہ ایذا دیئے

گئے..... لیکن صبر کیا..... (بخاری..... مسلم)

ایک حیرت انگیز توبہ

216..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص ایسا تھا..... جو اپنی توبہ پر کبھی قائم نہیں رہتا تھا..... جب بھی وہ توبہ کرتا..... اسے توڑ دیتا..... یہاں تک کہ اسے اس حال میں بیس سال گزر گئے.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی..... میرے اس بندے کو کہہ دو..... میں تجھ سے سخت ناراض ہوں.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو اللہ کا پیغام دیا..... تو وہ بہت غمگین ہوا..... اور بیابانوں کی طرف نکل گیا..... وہاں جا کر بارگاہ رب العزت میں عرض کیا.....

اے رب ذوالجلال! تیری رحمت جاتی رہی..... یا میرے گناہوں نے تجھے دکھ دیا؟ تیری بخشش کے خزانے ختم ہو گئے..... یا بندوں پر تیری نگاہ کرم نہیں رہی؟ تیری عفو در گزر سے کونسا گناہ بڑا ہے؟ تو کریم ہے..... میں بخیل ہوں..... کیا میرا بخل تیرے کرم پر غالب آ گیا ہے؟ اگر تو نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا..... تو وہ کس کے دروازے پر جائیں گے؟ اگر تو نے انہیں راندۂ درگاہ کر دیا..... تو وہ کہاں جائیں گے؟ اے رب قادر وقہار! اگر تیری بخشش جاتی رہی..... اور میرے لئے عذاب ہی رہ گیا ہے..... تو تمام گناہ گاروں کا عذاب مجھے دیدے..... میں ان پر اپنی جان قربان کرتا ہوں.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا.....

جاؤ اور میرے بندے سے کہہ دو..... کہ تو نے میرے کمال قدرت اور عفوو درگزر کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے..... اگر تیرے گناہوں سے زمین پر ہو جائے..... تب بھی میں بخش دوں گا.....

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے.....

کہ اللہ تعالیٰ کو گنہگار توبہ کرنیوالے کی آواز سے زیادہ محبوب..... اور کوئی آواز نہیں ہے..... جب وہ اللہ کہہ کر بلاتا ہے..... تو رب تعالیٰ فرماتا ہے..... میں موجود ہوں..... جو چاہے مانگ! میری بارگاہ میں تیرا رتبہ..... میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے..... میں تیرے دائیں..... بائیں..... اوپر ہوں..... اور تیری دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں..... اے فرشتو! تم گواہ رہنا میں نے اس کے گناہ معاف کر دیئے..... (حوالہ مکاشفۃ القلوب)

تورات شریف میں امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سات فضائل

217..... حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے..... ان پر نازل ہونے والی کتاب..... ''تورات'' میں امت محمدیہ کے فضائل بیان کیے گئے تھے..... جنہیں پڑھ کر حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے دل میں خواہش پیدا ہوئی..... جس کا ذکر رب جلیل سے کیا..... اور پھر بارگاہ خداوندی سے کیا جواب ملا..... اس کا تفصیلی بیان..... سیرت کی مختلف کتب میں موجود ہے.....

امام ابونعیم رحمہ اللہ کی **دلائل النبوۃ** اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی **الخصائص الکبریٰ** سے ملخصاً رب جلیل..... اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا مکالمہ ملاحظہ فرمائیں..... جس سے امت امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت..... وفضیلت واضح ہو جائے گی.....

''تورات'' کے بہت بڑے عالم..... حضرت وہب بن منبہ بیان فرماتے ہیں.....
کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرب خاص سے نوازا..... تو انہوں نے
بارگاہ ربوبیت میں عرض کی.....

اے میرے رب! ''تورات'' میں ایک امت کا ذکر موجود ہے..... جس کے
بارے میں بتایا گیا ہے..... کہ وہ تمام امتوں سے افضل ہوگی..... اس کے افراد نیکی کا
حکم دیں گے..... اور برائی سے روکیں گے..... اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھیں گے.....
یا اللہ! یہ میری امت بنادے.....

اللہ پاک نے جواب دیا..... اے موسیٰ یہ احمد ﷺ کی امت ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....

یا اللہ ''تورات'' میں ایک امت کے بارے میں یہ لکھا ہوا دیکھتا ہوں..... کہ وہ
سب امتوں کے بعد آئے گی..... اور سب سے سبقت لے جائے گی..... اے رب
کریم! یہ میری امت بنادے.....

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد ﷺ ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....

یا اللہ! ''تورات'' میں ہے کہ ایک امت ہوگی..... ان کی ''انجیل'' (آسمانی کتاب)
ان کے سینوں میں ہوگی..... وہ اسے زبانی پڑھیں گے..... پہلے لوگوں کو اپنی آسمانی
کتابیں زبانی یاد نہیں ہوتی تھی..... وہ انہیں دیکھ کر پڑھتے تھے..... عرض کی باری تعالیٰ!
یہ میری امت بنادے.....

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد ﷺ ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....

اے رب کریم! ''تورات'' میں ہے کہ ایک امت پہلے..... اور بعد میں نازل

ہونے والی تمام کتابوں پر ایمان لائے گی..... اور گمراہوں کے سرغنوں سے جہاد کرے گی..... یہاں تک کہ سب سے آخر جھوٹے کانے دجال سے برسرِ پیکار ہوگی..... عرض کی باری تعالیٰ یہ میری امت بنادے.....

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....

اے میرے رب! ''تورات'' میں ایک امت کا ذکر ہے..... جو اپنے صدقات خود کھائے گی..... حالانکہ پہلی امتوں کے لوگ جب صدقہ نکالتے..... تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آگ آتی جو اسے بھسم کر دیتی..... اگر وہ صدقہ قبول نہ ہوتا..... تو آگ اسے نہیں چھوتی تھی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اسے میری امت بنادے.....

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے.....

عرض کی میرے پروردگار! ''تورات'' میں ایک امت کے بارے میں ہے..... کہ جب اس کا کوئی فرد گناہ کا ارادہ کرے گا..... تو کوئی نہیں لکھا جائے گا..... اور اگر گناہ کا ارتکاب کرے گا..... تو صرف ایک گناہ لکھا جائے گا..... لیکن جب کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے گا..... لیکن اسے کرے گا نہیں..... تو پھر بھی صرف ارادہ کرنے پر اسے ایک نیکی کا ثواب عطا کیا جائے گا..... اور اگر اس نیک ارادے کو عملی جامہ پہنائے گا..... تو اسے دس سے..... سو گنا تک اجر دیا جائے گا..... یا اللہ! یہ میری امت بنادے.....

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....

اے میرے پروردگار! ''تورات'' میں ہے کہ ایک امت قبولیت کے درجے پر فائز ہوگی..... اور اس کی دعائیں بھی قبول کی جائیں گی..... باری تعالیٰ! یہ میری امت

بنادے.....

ارشاد ہوا.....اے موسیٰ علیہ السلام! یہ امت احمد ﷺ ہے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے..... حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے یہ فضائل دیکھے..... تو حیران رہ گئے..... سوچا جن کی امت کی یہ شان ہے..... خود ان کی شان کا عالم کیا ہوگا..... یہ حال ہے خدمت گاروں کا..... سردار کا عالم کیا ہوگا..... اسی وقت ان کے دل میں خواہش پیدا ہوئی..... جو دعا کی صورت میں ہونٹوں پر مچل گئی.....بارگاہ خداوندی میں عرض کی.....

اے میرے مولیٰ! اگر امت احمد مختار ﷺ کی یہ قدر و قیمت ہے..... تو **فاجعلنی من امة** احمد مجھے بھی اپنے نبی احمد مختار ﷺ کی امت میں شامل کردے.....

اس دعا کے صلہ میں..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو شانیں عطا کیں.....

فاعطی عند ذلک خصلتین فقال تعالیٰ : یا موسیٰ انی اصفیتک علی الناس برسالاتی وبکلامی فخذ ما اتیتک وکن من الشاکرین قال قدر ضیت یارب

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس دعا کی برکت سے..... دو شانیں عطا کی گئیں..... حکم ہوا:

اے موسیٰ! ہم نے تجھے اپنی رسالت اور اپنے ساتھ کلام کے لئے چن لیا..... لہٰذا جو کچھ تمہیں دیا ہے.....وہ لے لو اور شکر ادا کرو.....

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی.....اے میرے رب! میں راضی ہوں.....

(حوالہ دلائل النبوۃ مصنف ابونعیم و خصائص کبریٰ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف ایک بار وحی آئی..... کہ اے موسیٰ علیہ السلام! ہم

نے آپ کو کلیم اس لئے بنایا ہے..... کہ ایک روز جب آپ بکریاں چرا رہے تھے..... ایک بکری بھاگی..... آپ نے اس کا پیچھا کیا..... وہ اور بھاگی..... ایک وادی سے دوسری وادی میں جانکلی..... یہاں تک کہ آپ نے پکڑ لیا..... اور آپ نے اس پر ناراضگی کے بجائے رحم فرمایا..... اسی سبب سے ہم نے آپ کو کلیمی کا تمغہ عطا فرمایا.....

(حوالہ نزھۃ المجالس)

سفر معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

218..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج کی داستان سناتے ہوئے..... ایک موقع پر ارشاد فرمایا..... کہ جب ہم چھٹے آسمان کی طرف روانہ ہوئے..... دروازے پر پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام نے اندر آنے کی اجازت مانگی..... تو اندر سے پوچھا گیا کون ہے؟

انہوں نے کہا جبرائیل..... پھر پوچھا گیا..... کہ آپ کے ساتھ کون ہیں..... انہوں نے کہا..... محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا..... کہ کیا ان کو بلوایا گیا ہے؟ انہوں نے کہا..... ہاں بلوایا گیا ہے..... اب فرشتوں نے آسمان کا دروازہ کھولا.....

یہاں داخل ہوتے ہی مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نظر آئے..... انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا..... اور دوسرے انبیاء پر بھی گذرے..... جن کے ساتھ ان کی قومیں تھیں ..... اور ایسے نبی اور نبیوں کے پاس بھی گزرے..... جن کے ساتھ ان کی قومیں نہیں تھیں.....

پھر آپ ایک بہت بڑے ہجوم کے پاس سے گزرے..... تو آپ نے پوچھا..... یہ

کون ہیں؟ جواب ملا.....

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہیں..... مگر یہاں جیسا کہ ظاہر میں یہ لفظ ہونے چاہئیں کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لوگ ہیں..... مگر آپ اپنا سر اٹھا کر بھی دیکھئے.....

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے نظریں اٹھا کر دیکھا..... تو آپ کو ایک بے انتہا عظیم ہجوم..... اور انسانوں کا ایسا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آیا..... کہ اس کے ہر طرف سے آسمان کے کنارے تک ڈھک گئے تھے..... اسی وقت آپ کو بتلایا گیا.....

یہ آپ کی امت ہے..... یہ ستر ہزار..... یعنی ان میں سے ستر ہزار وہ ہیں..... جو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے.....

یہاں ان میں سے ستر ہزار..... اس حدیث کی بناء پر کہا گیا ہے..... جس میں ہے کہ مجھ سے کہا گیا.....

یہ آپ کی امت ہے..... اور ان کے ساتھ ستر ہزار وہ لوگ ہیں..... جن پر کوئی عذاب نہیں ہے..... اور جو بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہوں گے.....

یہ وہ لوگ ہیں..... جو نہ جوش وغضب میں دوسروں کو ذلیل کرتے ہیں..... نہ چھپ کر دوسروں کی باتیں سنتے ہیں..... نہ بدفالی لیتے ہیں..... اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں..... (حوالہ امام السیر مصنف علامہ حلبیؒ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ

219..... بعض علماء نے لکھا ہے..... کہ جب ان کو غصہ آتا..... تو ان کے بال..... ان کے جبہ کے اندر سے اس طرح باہر نکل آتے..... جیسے کھجور کے درخت کے کانٹے ہوتے ہیں..... یہ ان کے غصے ہی کی مثال ہے..... یہاں سے کئی بات شروع

ہوئی کہ جب ان کے دریا میں نہانے کے بعد پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا..... تو انہوں نے اس پتھر کو مارنا شروع کر دیا..... اور چھ یا سات ہاتھ مارے..... حالانکہ اس پتھر کو اس کا کوئی احساس نہیں تھا..... مگر اس کا سبب یہ تھا..... کہ جب وہ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگا..... تو ایک چوپائے جانور کی طرح ہو گیا تھا..... اور ظاہر ہے..... اگر سواری اپنے مالک کے ساتھ سینہ زوری کرنے لگے..... تو اس کو مار مار کر ہی سیدھا کیا جاتا تھا.....

غرض آنحضرت ﷺ نے جیسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا..... آپ نے ان کو سلام کیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا..... اور فرمایا..... کہ نیک بھائی..... اور نیک نبی کو مرحبا ہے..... اس کے بعد انہوں نے آپ کو..... اور آپ کی امت کو..... دعائے خیر دی.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا..... لوگ سمجھتے ہیں..... کہ میں ان سے زیادہ..... اللہ کے نزدیک معزز ہوں..... مگر حقیقت میں اللہ کے نزدیک محمد ﷺ مجھ سے زیادہ معزز ہیں.....

جب آپ وہاں سے گزر کر آگے بڑھ گئے..... تو موسیٰ علیہ السلام رونے لگے..... اس پر ان سے رونے کی وجہ پوچھی گئی..... تو انہوں نے فرمایا.....

میں اس پر رو رہا ہوں..... کہ یہ نوجوان میرے بعد نبی بنا کر بھیجے گئے..... مگر میری امت کے مقابلے میں..... ان کی امت کے زیادہ آدمی جنت میں داخل ہوں گے..... بلکہ ساری امتوں کے مقابلے میں ہی..... آپ کی امت کے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے.....

کتاب خصائص صغریٰ میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے..... کہ آنحضرت ﷺ کو ان

کی امت کے متعلق..... یہ خصوصیت دی گئی ہے..... کہ تمام امتوں میں سے جنت میں جانے والے لوگوں کی..... ایک سو بیس صفیں ہوں گی..... تو ان میں اسی صفیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی ہوں گی..... اور باقی چالیس صفیں تمام امتوں کی ہوں گی..... (حوالہ سیرت حلبیہ)

چغلی کھانے کی نحوست

220..... حضرت کعب الاحبارؓ نے فرمایا..... کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں قحط پڑا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ تین مرتبہ نماز استسقاء کے لیے باہر تشریف لے گئے..... لیکن دعا قبول نہ ہوئی..... اور وحی کے ذریعہ بتلایا گیا..... کہ تمہارے گروہ میں ایک چغلی کھانے والا ہے..... جب تک وہ موجود رہے گا..... میں دعا قبول نہیں کروں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا.....

کہ اے اللہ! مجھے اس شخص کے متعلق بتادے..... تاکہ میں اس کو نکال دوں.....

تو اللہ نے فرمایا.....

کہ میں چغلی کھانے سے منع کرتا ہوں..... تو خود یہ کام کیسے کروں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی..... کہ چغل خوری سے توبہ کرے..... تو جب اس شخص نے چغل خوری سے توبہ کی..... تو اللہ تعالیٰ نے رحمت کی بارش سے سرفراز فرمایا.....

اسی طرح حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں..... کہ ایک بار بنی اسرائیل میں قحط

پڑا..... لوگوں نے بار بار نماز استسقاء پڑھی..... لیکن دعا قبول نہ ہوئی..... ان کے پیغمبر پر وحی آئی.....

کہ ان لوگوں سے کہیے..... کہ تم دعا کے لیے تو نکلے ہو..... لیکن تمہارے بدن ناپاک..... اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہیں..... اور ہاتھ ناحق خون سے آلودہ ہیں..... جب اس حال میں تم نکلے ہو..... تو میرا غصہ تم پر اور بڑھ گیا..... اس لیے میرے سامنے سے دور ہو.....

(حوالہ خصائل صغریٰ کیمیاء سعادت)

اللہ اپنے محبوبوں کی آزمائش کرتا ہے

221..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب! مجھے اپنے اولیاء سے کسی ولی کو دکھادے..... تو آواز آئی کہ

اے موسیٰ علیہ السلام! اس پہاڑ پر چڑھو..... اور وادی کی طرف جاؤ..... تو تم نے جو سوال کیا ہے اس کا جواب دیکھو گے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک وسیع سبزہ زار میدان دیکھا..... جس میں زمین کے نیچے ایک مکان تھا..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس میں داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک کوڑھی شخص ہے..... جو گوشت کے لوتھڑے کی طرح ڈال دیا گیا ہے..... یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ

"السلام علیک یا ولی اللہ" یہ سن کر اس مرد خدا نے کہا کہ

"وعلیک السلام یا کلیم اللہ" اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ تم نے مجھے کہاں سے اور کیسے پہچانا..... اس نے جواب دیا کہ میں ایسا شخص ہوں کہ اس حالت

میں کوئی میری عیادت کیلئے نہیں آتا ہے..... اور میں نے چند راتوں سے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے کہ وہ مجھے آپ کی صحبت نصیب کردے..... اور بے شک اللہ نے میری دعا قبول فرمائی.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ولی سے فرمایا: کہ اے شخص تیری خدمت کون کرتا ہے؟..... اور تیرا کھانا اور پینا کہاں سے آتا ہے؟..... اس نے جواب دیا کہ میرا لڑکا ہے..... وہ ہر روز اس وادی کی طرف جاتا ہے..... اور میرے لیے تھوڑے سے نفیس خرمے چن لاتا ہے..... تو میں اس کو کھاتا ہوں..... اور اس سے روزہ افطار کرتا ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میرا دل چاہتا ہے کہ میں تیرے لڑکے کو دیکھوں..... اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کا راستہ بتلا دیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی راستہ کی طرف گئے..... اور کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایسا لڑکا ہے کہ حسن میں چاند کی مثل ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر حیران ہوئے اور کہا:

کہ تبارک اللہ احسن الخالقین حضرت موسیٰ علیہ السلام اس حالت میں تھے.....

کہ اچانک ایک درندہ آیا اور اس نے لڑکے کو پھاڑ ڈالا..... یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام متحیر ہوگئے..... اور عرض کیا مولیٰ کریم تیرے اولیاء میں سے ایک ولی اس حالت میں پڑا ہوا ہے..... اور اس کو کوئی پوچھنے والا اور خدمت کرنے والا نہیں..... مولیٰ کریم اس لڑکے کی ہلاکت میں کیا بھید ہے.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی......

کہ اس ولی کے پاس واپس جاؤ..... اور اس کے صبر اور اس کی رضا کو

دیکھو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس گئے..... اور اس کو اس واقعہ کی اطلاع دی..... یہ سن کر وہ خوشی اور مسرت سے ہنسا..... اور اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھائی..... اور کہا کہ:

اے میرے اللہ! اور میرے آقا! بے شک تو نے مجھے یہ لڑکا عنایت کیا تھا..... اور میں خیال کرتا تھا کہ میرے بعد یہ زندہ رہے گا..... جب تو نے اس سے مجھے راحت دیدی ہے تو اب سجدہ کی حالت میں مجھے اپنے پاس بلالے..... اور میری روح قبض کرلے.....

پھر اس نے سجدہ کیا..... اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ہلایا تو وہ فوت ہو چکا تھا.....

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مولیٰ کریم!

کیا یہ تیرا ولی اس مقام پر اسی طرح پڑا رہے گا..... اور اس کا لڑکا وادی میں پڑا رہے گا؟.....

تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کی طرف آئے..... اور ان کو غسل دیا اور دفن کیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سب منظر دیکھ کر واپس آ گئے.....

چھپکلی کی پیدائش میں حکمت

222..... ایک امیر آدمی کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر تھا..... اسی وقت ایک بیچارہ غریب وشکستہ حال بھی اس امیر کے برابر آ بیٹھا..... وہ امیر اپنے کپڑے سمیٹ کر علیحدہ ہو گیا..... بزرگ نے یہ تماشا دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مکان میں بیٹھے تھے..... اوپر سے کچھ قطرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

کپڑوں پر گرے..... دیکھا تو چھپکلی تھی..... جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے اللہ! اس کو کیوں پیدا کیا؟..... یہ کس مرض کی دوا ہے؟.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا.....

اے موسیٰ! یہ چھپکلی بھی ہر روز یہ سوال کیا کرتی ہے کہ.....

اے اللہ! موسیٰ علیہ السلام کو کیوں پیدا کیا ہے؟..... اس سے غرض یہ کہ ہر ایک ذی روح کے دل میں اوروں کی نسبت ایسے ہی خیالات جاگزیں ہیں.....

(حوالہ احیاء العلوم)

طلب دنیا نے خنزیر بنا دیا

223..... علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ علماء سوء کے بارے میں احیاء العلوم سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ

ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کیا کرتا تھا..... اور ہر وقت آپ کی خدمت میں موجود رہتا..... کچھ دن بعد اس نے لوگوں کے سامنے یہ کہنا شروع کر دیا کہ **حدثنی موسیٰ صفی الله** مجھ سے موسیٰ صفی اللہ نے یہ بیان کیا..... **حدثنی موسی نجی الله** مجھ سے موسیٰ نجی اللہ نے یہ بیان کیا..... **حدثنی موسیٰ کلیم الله** مجھ سے موسیٰ کلیم اللہ نے یہ بیان کیا..... اور اس کا لوگوں کے سامنے طرح طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرنے کا مقصد لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا تھا..... تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں..... اور اس کو تحائف ونذرانے دینے لگیں..... جس سے وہ مالدار ہو جائے.....

چنانچہ اس طریقہ سے اس نے کافی مال جمع کر لیا..... اور خوب دولت مند ہو گیا..... مگر پھر اچانک وہ غائب ہو گیا..... اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھی نہ آیا تو

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بارے میں کافی تفتیش کی..... مگر اس کا کچھ پتہ نہ چلا..... کچھ دن کے بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا..... جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ رسی میں بندھا ہوا خنزیر تھا.....

اس شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آ کر عرض کیا کہ کیا آپ فلاں شخص کو جانتے ہیں؟.....

آپ نے جواب میں فرمایا: کہ ہاں جانتا ہوں..... مگر کافی دنوں سے وہ مجھ کو نہیں ملا..... حالانکہ میں نے اس کی بہت تفتیش کرائی.....

یہ جواب سن کر اس شخص نے کہا کہ یہ میرے ہاتھ میں جو کالی رسی سے بندھا ہوا..... خنزیر ہے یہ وہی شخص ہے جس کی آپ کو تلاش ہے..... یہ سن کر آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ اس کو پہلی حالت پر لوٹا دے..... تا کہ میں اس سے دریافت کروں کہ یہ آدمی کس وجہ سے خنزیر بن گیا.....

اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ یہ دعا تو میں آپ کی قبول نہیں کروں گا..... البتہ اتنا آپ کو بتلا دیتا ہوں کہ ہم نے اس کو کس وجہ سے خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا..... کیونکہ یہ دین کے ذریعہ سے دنیا کا طالب تھا.....

(حوالہ حیات الحیوان واحیاء العلوم)

فحش حرکات کا انجام

224..... اسی طرح ایک روایت امام ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں اور مستدرک میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس امت میں ایک گروہ ایسا ہوگا..... جو طعام اور شراب اور لہو میں رات گزارے گا..... لیکن جب وہ صبح کو اٹھیں گے تو ان کی صورتوں کو خنزیر کی

صورتوں میں مسخ کیا جا چکا ہوگا..... اور اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ قبائل کو اور کچھ گھروں کو زمین میں دھنسا دیں گے..... یہاں تک کہ لوگ صبح کو کہیں گے کہ رات فلاں گھر دھنس گیا..... اور اللہ تعالیٰ ان پر پتھر برسائیں گے..... جیسے قوم لوط علیہ السلام پر برسائے گئے تھے..... اور ان پر ایک تند ہوا بھیجیں گے..... ان کے شراب پینے..... سود کھانے اور گانے والی عورتوں کو رکھنے اور قطع رحمی کی وجہ سے..... (حوالہ قوت القلوب)

(روای کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)

دعا کی مقبولیت کے لئے قلب کی حضوری کی اہمیت

225..... رسالہ قشیریہ کے باب الدعاء میں..... مذکور ہے کہ.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا..... جو خوب گڑ گڑا کر اللہ سے دعا مانگ رہا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا..... کہ اگر اس کی حاجت میرے قبضہ میں ہوتی..... تو ضرور اس کو پورا کر دیتا.....

اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی.....

کہ اے موسیٰ! میں اس شخص پر تم سے زیادہ مہربان ہوں..... لیکن اس کے پاس بکریاں ہیں..... یہ دعا تو مجھ سے مانگ رہا ہے..... مگر اس کا دل بکریوں میں لگا ہوا ہے..... میں ایسے بندوں کی دعا قبول نہیں کرتا..... جو مجھ سے دعا مانگے..... اور اس کا دل میرے غیر سے وابستہ ہو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے یہ بات بتا دی..... اس کے بعد اس شخص نے خوب دل لگا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی.....

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرما دی..... (حوالہ رسالہ قشیریہ)

کلیم اور حبیب میں فرق

226..... حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی..... کہ بار الہٰی! تو نے مجھے کلیم بنایا..... اور محمد ﷺ کو حبیب بنایا..... تو ان دونوں میں کیا فرق ہے.....

جواب میں ارشاد ہوا..... کہ حبیب وہ ہے..... جس کی رضا جوئی میں کروں..... اور کلیم وہ ہے..... جو میری رضا جوئی کرے..... اور جو مجھے دوست رکھے..... اور حبیب وہ ہے..... جسے میں دوست رکھوں..... کلیم وہ ہے..... جو چالیس دن تک روزے رکھے..... اور چالیس راتوں تک عبادت کرے..... تب جا کر کوہ طور پر مجھ سے کلام کرے..... اور حبیب وہ ہے..... جو آرام سے اپنے گھر میں محو استراحت ہو..... اور اس کی چاہت میں..... میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیج کر..... یکطرفہ طور پر..... میں اپنے پاس بلاؤں..... اور اسے وہ مرتبہ عطا کروں..... جو کسی اور مخلوق کو حاصل نہ ہوا ہو.....

''توریت'' اتنی بڑی کتاب تھی..... جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام..... حضرت ہارون علیہ السلام..... اور حضرت عزیز علیہ السلام کے علاوہ..... کسی اور نے پوری نہ پڑھی تھی..... اس میں ایک ہزار سورتیں تھیں..... اور ہر سورہ میں..... ایک ایک ہزار آیتیں تھیں.....

200 سال تک اللہ کی نافرمانی کرنے والے پر رحم

227..... حضرت جبرئیل علیہ السلام..... ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے..... اور کہا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو سلام کرتا ہے..... اور فرماتا ہے..... کہ ہمارے ایک دوست نے دنیا سے کوچ کیا..... اور دشمنوں نے اسے کوڑے میں ڈال دیا ہے..... اس کو وہاں سے نکال کر تجہیز وتکفین کے بعد..... بنی اسرائیل کو..... اس پر جنازہ پڑھنے کی ترغیب دلاؤ..... تا کہ نماز سے وہ بخشا جائے..... اور قبولیت کا درجہ پائے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب اس آدمی کی لاش پر نظر پڑی..... تو پہچان لیا..... کہ یہ وہی بدکار آدمی ہے..... جس نے دوسو برس فسق وفجور میں بسر کئے..... حیران رہ گئے..... چونکہ اس کام پر مامور تھے..... اس لئے فرمان ربی کے مطابق کمر بستہ ہو گئے.....

اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اس کے حال کی بابت دریافت کیا..... از حق سبحانہ وتعالیٰ نے بذریعہ وحی بتایا.....

> اے موسیٰ علیہ السلام! میرے بندوں نے جو جو گناہ..... اور بے ادبیاں..... اس سے مشاہدہ کیں..... حقیقت میں وہ شخص سینکڑوں گناہ بڑھ کر ان کی پاداش کا سزاوار تھا..... لیکن ایک دن اس نے..... ''توریت'' کو کھولا..... اور میرے محبوب ﷺ کی جو آخرت کے بھی سردار ہیں..... نعت کو پڑھا..... میرے محبوب ﷺ کی محبت نے اس کے دل میں جوش مارا..... یہاں تک کہ وہ ورق..... جس پر میرے حبیب صلی

اللہ وعلیہ وسلم کا اسم محمد ﷺ لکھا تھا..... اپنے چہرے پر ملا..... اور اس کو چوما..... پس اس مبارک نام کی برکت وبزرگی کے باعث..... اس کے دوسو برس کے گناہ..... میں نے معاف کردئیے..... اور اس کو میں نے اپنے مقبول بندوں میں لے لیا.....

موسیٰ علیہ السلام کے سامنے حضور کا تذکرہ

228..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مبارک دور تھا..... کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! توحید..... اور حب..... محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم پر ایمان لاکر زندگی کا خاتمہ کردو.....

''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا.....''

یا اللہ! حضرت محمد ﷺ کون ہیں..... جن کی محبت تیری توحید کے ساتھ وابستہ ہے..... اور جن کا نام موت کے وقت بھی ضرور ہے..... ارشاد فرمایا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! محمد صلی اللہ وعلیہ وسلم وہ ہیں..... جن کا نام نامی..... تمام مخلوق کی پیدائش سے..... دو ہزار سال پہلے ہی عرش عظیم کے کنگروں پر لکھ دیا تھا..... پھر فرمایا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! اگر چاہتے ہو..... کہ تو میرے قریب تر رہے..... تو پھر میرے محبوب ﷺ پر بے پناہ درود پاک پڑھا کرو.....
اور بنی اسرائیل کو یہ پیغام دو..... کہ جو بھی میرے دربار میں آئے گا.....
اور اس کا دل محمد ﷺ کی رسالت کا انکاری ہوگا..... اسے دوزخ کے شعلوں کے حوالے کردیا جائے گا..... اسے حجابات میں چھپادیا جائے

گا.....وہ میرے دیدار کی دولت سے محروم رہ جائے گا..... اور مردود بنادیا جائے گا.....

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی.....

اے رب العالمین! میں اتنا جاننا چاہتا ہوں..... کہ تو مجھے زیادہ دوست رکھتا ہے. محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو.....

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا.....

اے موسیٰ علیہ السلام تو کلیم ہے..... اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حبیب ہے..... اور میرے نزدیک کلیم سے حبیب زیادہ پیارا ہے..... (حوالہ مدارج النبوت وجیہ اللہ علی العالمین)

چارسوسال تک بُت پوجنے والے کا واقعہ

229..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں بنی اسرائیل میں ایک بت پرست تھا..... جس نے چارسو برس تک بُت پرستی کی تھی..... کبھی ناغہ نہیں کیا.....بُت کے قدموں میں سرڈالے رکھتا.....

ایک دن اسے بخار آیا..... تو دوڑا ہوا گیا..... اور بُت کے قدموں میں سر رکھ کر کہا.....

تو میرا خدا ہے..... اور میرا پروردگار ہے..... مجھ سے یہ تپ (بخار) دور کردے..... دیر تک اس سے کہتا رہا..... پتھر اسے کیا جواب دیتا..... جب اس بت سے مانگتے مانگتے بہت دیر ہوگئی..... اور بخار میں بھی تیزی آگئی..... تو اُٹھ کر بُت پر ایک لات ماری..... اور کہا..... تو میرا پروردگار نہیں ہے..... تو تو مکھی کو بھی اپنے پر نجاست کرنے سے نہیں روک سکتا..... تو مجھے کیا دے گا..... یہ کہہ کر وہ مندر سے نکل کر چل پڑا.....

راستہ میں اسے ایک مسجد نظر آئی..... تو اس میں جا کر آواز دی.....

کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا! تو ہر طرف سے لبیک یا عبدی لبیک یا عبدی کی آواز آئی.....

(یعنی اے میرے بندے میں حاضر ہوں..... اے میرے بندے میں حاضر ہوں.....)

مروی ہے کہ..... لبیک کی یہ آواز 70 بار بلا واسطہ اس نے سنی..... بُت پرست حیران تھا..... کہ چار سو برس تک اس نے بتوں کے قدموں سے اپنا سر نہیں اٹھایا..... اور کبھی ان سے اپنی کوئی حاجت طلب نہیں کی تھی..... مگر آج جب ضرورت پر بت سے حاجت طلب کی..... تو بتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا..... اس کے برعکس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خدا کو صرف ایک بار پکارا..... تو اس نے 70 بار میری پکار کا جواب دیا..... اس کے دل نے گواہی دی..... کہ حقیقت میں یہی خدا ہے..... لہٰذا اس نے کہا.....

اے میرے سچے معبود! مجھ سے بخار کو دور کر دے.....

اتنا کہنا تھا..... کہ بخار جاتا رہا..... یہ شخص وہاں سے سیدھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا..... اور کہا.....

اے موسیٰ! کوئی شخص چار سو برس تک دم بھر کے لئے بتوں کے قدموں سے اپنا سر نہ اٹھائے..... لیکن پھر اسے ترک کر دے اور بیزار ہو جائے..... تو آپ اس کے حق میں کیا فرماتے ہیں.....

یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرۂ مبارک پر غصہ کی علامات ظاہر ہوئی..... تو بت پرست بھاگا..... اور بار بار پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا..... کہ شاید حضرت موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی پر مجھ کو واپس بلوائیں..... جب وہ بت پرست دور چلا گیا..... تو

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی..... کہ اے موسیٰ!

جلدی جا کر میرے بندہ سے ملو..... اور اس سے کہو..... کہ چار سو برس تو کیا..... اگر چار ہزار برس بھی بت پرستی کرتا..... پھر ان بتوں سے ناامید ہو کر مجھ کو ایک ہی بار پکارتا..... تو میں بمقتضائے کرم ورحم 70 بار تجھ کو بلاواسطہ جواب دیتا..... اور تو جو حاجت چاہتا..... وہ پوری کرتا.....

غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بت پرست کے پیچھے ننگے پاؤں دوڑے..... اور بلایا کہ آ تیری توبہ قبول..... اور ایمان قبول ہوا.....

حکم خداوندی یہ ہوا ہے..... کہ چار سو برس کیا اگر چار ہزار برس تک بت کو پوجتا..... اور اپنا سر اس کے قدموں میں ڈالے رکھتا..... پھر جب اس سے ناامید ہو کر ہماری بارگاہ عالی پر آتا..... اور ایک بار پکارتا..... تو 70 بار ہم بلاواسطہ جواب دیتے..... اور جو حاجت ہوتی پوری کرتے..... فقط.....

راوی کا کہنا ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس حکایت کو سن کر حاضرین زارزار روتے تھے..... اور شور پڑ گیا تھا..... میں فرط گریہ سے بے حال تھا..... اور کچھ باتیں فرمائیں..... جو سمجھ میں نہ آئیں..... پھر فرمایا.....

ہمارا مالک کریم ورحیم ہے..... وہ کلام اللہ میں فرماتا ہے **سبقت رحمتی علی غضبی !** (یہ قرآن کی آیت نہیں ہے) میری رحمت میرے غصہ پر حاوی ہے..... پس جب رحمت غالب ہوئی..... تو غضب دب گیا..... پھر فرمایا..... اللہ نے جان دی..... نعمت ایمان عطا کی..... ذوق ایمان بخشا..... **وان تعدو نعمة الله لا تحصوها!** ایسے خدا کو کون بھولے..... اور جس نے چار سو سال بت کو پوجا..... اس کو محروم نہ فرمایا..... تو اگر مسلمان کلمہ گو معاصی سے توبہ کرے..... تو وہ رحیم وکریم ضرور قبول فرمائے گا.....

پھر یہ آیت شریفہ پڑھی..... ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء! بے شک اللہ تعالیٰ شرک نہیں بخشتا..... اور اس کے سوا سب گناہ بخشتا ہے..... جس کو چاہتا ہے..... (جوامع الکلم ومدارج ملنبوۃ)

انمول حدیث قدسی

230..... ایک حدیث قدسی میں ہے کہ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دنیا کو آتے دیکھا..... تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا..... یہ کہو..... "ذنب عجلت عقوبتہ" (کوئی گناہ ہوا ہے..... جس کی سزا فوری ملی)

اور جب فقر کو آتے دیکھو تو کہو..... مرحبا بشعار الصالحین (خوش آمدید صالحین کی شکل میں ہو)

اگر چاہو تو صاحب الروح لکلمتہ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس سلسلہ میں پیروی کرو..... وہ فرمایا کرتے تھے..... میرا سالن بھوک ہے..... میرا شعار خوف خدا ہے..... میرا لباس صوف (کھردرا) ہے..... میری نماز (زیادہ اجر والی) سردی کے موسم کی ہے..... میرا چراغ آفتاب و چاند ہے..... میری سواری دونوں ٹانگیں ہیں..... میرا کھانا..... اور پھل جو زمین اگائے..... وہ ہے..... مکانات ہیں..... مگر میرے لیے کچھ نہیں..... میں صبح کرتا ہوں..... مگر میرے پاس کچھ نہیں..... (اس کے باوجود یاد رکھو..... کہ روئے زمین پر مجھ سے بڑھ کر دولت مند کوئی نہیں)

حضرت ہارون علیہ السلام کی دعا

231..... سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام نے جب جبل اُحد پر قدم رکھا..... تو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا..... اے برادر

بزرگوار! یہ شہر مقدس قیام گاہ آخر زمان نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہے..... اور آپ جبل اُحُد پر تشریف لایا کریں گے..... یہ آپ کا محبوب پہاڑ ہے..... تو حضرت ہارون علیہ السلام نے دعا مانگی.....

یا اللہ! میری قبر اس پہاڑ پر ہو..... کہ جب حضور ﷺ تشریف لائیں..... تو میری قبر کو قدم اقدس کی برکت سے مشرف فرمایا کریں.....

کماندار نبوت کی دعا کے تیر کا نشانہ عین قبولیت کے نشان پر جا لگا.....

مجیب الدعوات نے ان کی دعا قبول فرمالی..... اور اسی وقت وصال ہو گیا..... تو جبل اُحُد پر آپ کی قبر شریف بنی..... اور جب لحد میں اُتارا گیا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کی حمد کے کلمات کہے..... اور کلام کیا..... اور اکیلے حضرت موسیٰ علیہ السلام درود پاک پڑھتے واپس لوٹے.....

دوزخ کا ایک جھونکا زندگی بھر کی

خوشیوں کو خاک میں ملا دے گا

232..... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی بات ہوئی..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

یا اللہ! انک توسع علی الکافر یا اللہ! آپ کافر کو بہت زیادہ دیتے ہیں.....

تو اللہ تعالیٰ نے جواب نہیں دیا..... کہ اس کی وجہ یہ ہے..... یہ ہے..... یہ ہے..... پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا دروازہ کھول دیا..... کہ ذرا دیکھو میں نے کافر کے لئے کیا تیار کیا ہے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوزخ دیکھی..... تو کہنے لگے:

یا اللہ! تیری عزت وشہنشاہی کی قسم..... اگر کافر ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے.....
اور قیامت تک بلاشرکت غیرے حکومت کرے..... اور مر کے یہاں چلا جائے..... اس
نے کچھ نہیں دیکھا..... اور کچھ فائدہ نہیں اسکو.....

کافروں کے پاس کثرت دنیا کی وجہ:

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرا سوال کیا:

یا اللہ انک تقدر علی امؤمن یا اللہ! آپ ایک مؤمن پہ بڑی تنگی ڈالتے
ہیں؟.....

ایک روایت میں آتا ہے..... کہ ایک وقت میں ایک کافر مر رہا تھا.....
ادھر ہی ایک مسلمان مر رہا تھا..... ایک ہی جگہ پر..... موت کا وقت
قریب ہے..... کافر کہتا ہے..... مجھے مچھلی چاہیے..... مجھے مچھلی
چاہیے..... تو وہ مچھلی دریا میں موجود..... لیکن منڈی میں موجود
نہیں..... اللہ کا غیبی نظام حرکت میں آیا..... اس مچھلی کو پکڑوایا..... اس
کو بازار میں بھجوایا..... ادھر سے اس کے آدمی کو بھجوایا..... وہ مچھلی خریدی
گئی..... پکوائی گئی..... کھلائی گئی..... اس کے بعد وہ مر گیا.....
مسلمان مر رہا ہے..... اس کی صراحی کا پانی پاس پڑا تھا..... پیاس کی
شدت تھی..... اس نے جونہی پکڑنا چاہا..... صراحی کو انگلیاں
جاٹکرائیں..... صراحی الٹ کے گری..... پیاسا ہی مر گیا.....
تو فرشتہ کہنے لگا..... یا اللہ اس کافر کی جان نکالی..... تو مچھلی وہاں سے
لا کے کھلائی..... اپنے مسلمان بندے کی جان نکالی..... تو پانی بھی نہ
پینے دیا..... پیاسا ہی اٹھالیا.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال..... اور یہ سوال..... برابر ہو رہا ہے..... ایک سوال اور اکٹھا کر دوں..... تا کہ تینوں کا ایک ہی جواب ہو جائے.....

ایک واقعہ: ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال..... اور ایک حدیث..... ایک مسلمان ماہی گیر..... اور ایک کافر دونوں مچھلی کے شکار پہ آئے..... مسلمان نے جال ڈالا..... بسم اللہ الرحمان الرحیم پڑھا واپس کھینچا تو خالی..... کافر نے جال ڈالا..... بسم لات والعزی لات و عزی کے نام کی برکت سے..... وہ جو پتھر کے بت تھے..... جال مچھلیوں سے بھرا ہوا باہر آیا.....

پھر مسلمان نے کہا: بسم اللہ الرحمان الرحیم..... جال خالی.....

کافر نے کہا: بسم الات والعزی..... تو جال بھرا ہوا.....

شام تک شکار ہوتا رہا..... کافر کی مچھلیاں..... اور کشتی بھرتی رہی..... مسلمان ہر دفعہ خالی خالی..... آخری دفعہ جال ڈالا کافر نے..... اور آخری دفعہ مسلمان نے..... کافر کا جال دگنا بھر کے آیا..... اور مسلمان کے جال میں ایک مچھلی آئی..... اس نے کہا: یا اللہ تیرا شکر ہے..... ایک پر بھی تیرا شکر ہے..... اس کو جو نکالا جال کھولا..... اور پکڑا تو پھسل کے پانی میں..... اس نے کہا یا اللہ یہ بھی تیرا شکر ہے..... تو وہ فرشتہ جو مسلمان کا تھا..... وہ بیچارہ نہ رہ سکا.....

تو اب تین باتیں اکٹھی ہو گئیں..... تینوں کا ایک ہی سوال ہے..... یا اللہ اپنے کو یوں تڑپا کے دیا..... ترسا کے دیا..... دشمن کو یوں بھر دیا..... گھر دیا..... وہ فرشتہ یا اللہ اسے پیاسا مارا..... اسے دریا سے مچھلی نکال کے کھلائی..... تیسرا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال.....

مسلمانوں پر تنگی معاش کی وجہ:

یا اللہ آپ مسلمان کو بڑی تنگی دیتے ہیں.....

تینوں کا جواب اللہ نے ایک ہی دیا..... یہ تین مختلف واقعات ہیں..... مختلف زمانوں کے..... جواب چونکہ ایک ہے..... اس لئے میں نے سب کو اکٹھا کر کے..... ایک جواب بنا دیا.....

اللہ نے یوں جنت کا دروازہ کھول دیا..... موسیٰ دیکھو! ذرا مسلمان کا گھر..... تو دیکھو ٹھکانہ..... تو دیکھو جگہ..... تو دیکھو میرے فرشتو! ذرا میری جنت تو دیکھو..... دیکھو دیکھو.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

یا اللہ بعزتک وجلالک! یا اللہ! تیری عزت اور شہنشاہی کی قسم..... اگر مسلمان کے ہاتھ کٹے ہوں..... لو کان مقطوع الیدین والرجلین! اور پاؤں بھی کٹے ہوں..... صرف اتنا ہی نہ ہو..... کہ ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے ہوں..... مکبا علی وجھہ! ناک رگڑتا پھر رہا ہو.....

> حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں..... یا اللہ! ایسا ہو مسلمان..... لیکن اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہ ہو..... وہ ناک رگڑتا پھر رہا ہو..... ایسا تو ایک گھنٹہ بھی عذاب بن جاتا ہے.....
>
> حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یا اللہ! زندگی بھی قیامت تک کی گزارے..... اس کے لئے تو ہر پل قیامت ہے..... لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں..... قیامت تک زندہ رہے..... ہاتھ پاؤں کٹے ہوں..... ناک رگڑتا زمین پر چلے..... لیکن اگر مر کے یہاں پہنچ

جائے..... یا اللہ! تو اس نے کوئی دکھ نہیں دیکھا..... مزے ہی مزے ہیں.....

(از افادات حضرت مولانا طارق جمیل صاحب دامت برکاتہم)

سب سے زیادہ مصیبتوں میں رہنے والے کی جنت میں خوشی

233.....ایک اور حدیث بتاؤں..... اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے ایک بندے کو بلائے گا..... جس کو اس نے دنیا میں سب سے زیادہ دکھ میں رکھا ہو..... اب اس کا علم اللہ کو ہے ناں..... کیوں کہ پیمانہ اللہ کے ہاتھ میں ہے..... تو اللہ تعالیٰ اپنا ایک بندہ بلائے گا..... جس کو اللہ نے دنیا میں سب سے زیادہ دکھی رکھا ہوگا..... اللہ تعالیٰ فرمائے گا..... اس کو ذرا جنت کا ایک پھیرا لگوا کے لاؤ..... اور بس پھیرا پر اس کو فرشتے لے جائیں گے..... اور یوں پھیرا دلا کے واپس لائینگے..... جیسے وہ پنگھوڑا اوپر جاتا..... اور ایک دم نیچے..... بس ایسے ایک پھیرا لگوا کے آئے گا..... اور باہر.....

جب وہ اللہ کے سامنے آئے گا..... تو اللہ فرمائے گا..... کیوں میرے بندے! تو نے دنیا میں بڑے دکھ دیکھے..... بھائی ایک پل کا جھونکا ایک نظر کا اثر کہے گا.....

یا اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم..... میں نے تو دنیا میں کبھی کوئی دکھ دیکھا ہی نہیں تھا..... ابھی تو رہنا باقی ہے.....

ابھی تو جنت کی بادشاہی ہے.....

ابھی تو حوروں کے ساتھ شادیاں ہیں.....

اور ابھی تو ہمیشہ کی عزتوں کے تاج ہیں.....

پھر اللہ تعالیٰ ایک شخص کو بلائے گا..... جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں سب سے زیادہ

سکھی رکھا ہوگا..... سب سے زیادہ سکھی..... نافرمان کافر! اللہ تعالیٰ فرمائے گا.....
دوزخ کا ایک پھیرا دلوا کے لاؤ..... تو اس کے فرشتے یوں کر کے باہر نکال لیں
گے..... اللہ کے سامنے لائیں گے..... اللہ فرمائے گا..... کیوں میرا بندہ! دنیا میں
بڑی موج کئے..... بڑے مزے کیے..... تو وہ کہے گا..... یا اللہ! مجھے تیری عزت کی
قسم..... میں نے دنیا میں کوئی سکھ دیکھا ہی نہیں.....

اب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایک جملہ ساتھ جوڑ دیں..... ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اپنے خطبہ میں فرماتے ہیں: لا خیر فی خیر بعدہ النار
ولا شر فی شر بعدہ الجنۃ وہ مصیبت کوئی مصیبت نہیں..... جس
کے بعد جنت ہو..... اور وہ خیر اور سکھ کوئی سکھ نہیں..... جس کے بعد جہنم
ہو..... (حوالہ: ایضاً)

اللہ تعالیٰ موت کیوں دیتے ہیں؟

234.....ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت سے
پوچھا.....

اے اللہ! آپ لوگوں کو پیدا کر کے مارتے کیوں ہیں؟ اللہ رب العزت نے ارشاد فر
مایا..... زمین میں کھیتی کرو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین میں گندم کی فصل کاشت کر دی..... کچھ عرصہ
کے بعد فصل پک کر تیار ہوگئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا..... کہ فصل پک چکی ہے..... تو اس کے
کاٹنے کی فکر کی..... چنانچہ فصل کاٹ دی گئی..... دانے اور بھوسا..... الگ الگ کر دیا
گیا.....

اللہ تعالیٰ نے پوچھا..... اے میرے پیارے موسیٰ علیہ السلام! تو نے گندم کو کاٹ کر دانے اور بھوسا الگ الگ کیوں کر دیئے؟

عرض کیا..... اے میرے پروردگار! فصل پک چکی تھی..... اس لئے کاٹ دی ہے.....

پھر اللہ رب العزت نے فرمایا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! میں بھی تو یہی کرتا ہوں..... کہ جب لوگوں کی زندگی کی فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے..... تو میں اس کو کاٹ دیتا ہوں..... اور دانے کی مانند لوگوں کو جنت میں داخل کر دیتا ہوں..... اور بھوسے کی مانند لوگوں کو جہنم میں داخل کر دیتا ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوالات

اور اللہ تعالیٰ کے جوابات

235..... حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں سوال کیا:

"اے میرے پروردگار! جو شخص بیمار کی مزاج پرسی کو جائے..... اس کو کیا ثواب ملے گا؟".....

ارشاد ہوا..... کہ وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا..... کہ گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے.....

پھر سوال کیا..... کہ جنازے کے ساتھ جانے والے کے لئے کیا ثواب ہے؟.....

ارشاد ہوا..... کہ جو شخص مومن کے جنازے کے ساتھ چلے گا..... اس کے پاس

حالت نزع میں رحمت کے فرشتے علم ونشان کے ساتھ آئیں گے..... اور اس کے جنازے کے ساتھ اس کی قبر تک جائیں گے..... اور روز قیامت تک..... اس کے لئے دعائے مغفرت کریں گے..... اور اس کے لئے نیکیوں کا ثواب لکھتے رہیں گے.....

پھر سوال کیا اے پروردگار! جس عورت کا بچہ مرگیا ہو..... اس کی تشفی دینے والے کے لئے کیا ثواب ہے؟

ارشاد ہوا..... کہ میں اس شخص کو اپنے سائے میں جگہ دوں گا.....

اس ہولناک دن میں جبکہ میرے سائے کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا.....

یعنی قیامت کے دن وہ شخص عرش الٰہی کے سائے کے نیچے ہوگا.....

چالیس سال تک اللہ کی نافرمانی کرنیوالے سے اللہ کی محبت

236..... مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کے اندر قحط واقع ہوا..... لوگوں نے جمع ہوکر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا:

کہ یا نبی اللہ! اپنے پروردگار سے دعا کیجئے..... کہ ہم پر بارش برسادے.....

آپ ان کے ہمراہ جنگل کو چلے..... وہ ستر ہزار آدمی تھے..... بلکہ زیادہ..... آپ نے دعا فرمائی..... کہ یاالٰہی ہم پر بارش نازل فرما..... اور ہم پر اپنی رحمت پھیلادے..... اور دودھ پینے والے بچوں..... اور چرنے والے جانوروں..... اور نمازی بوڑھوں..... کے طفیل ہم پر رحم فرما..... مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف..... اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہوگیا..... آپ نے اس وقت عرض کیا:

کہ الٰہی! اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے..... تو حضرت نبی اُمی محمد

مصطفیٰ ﷺ کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں..... جنہیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرمائیں گے..... ہم پر بارش برسائی جائے.....

وحی آئی.....

کہ اے موسیٰ! تمہارا رتبہ میرے نزدیک گھٹا نہیں ہے..... اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے.....

لیکن تم میں ایک بندہ ہے..... جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے..... تم لوگوں میں منادی کر دو..... تاکہ وہ شخص تم میں سے نکل جائے..... میں نے اسی کے سبب بارش روک رکھی ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

الٰہی! میں کمزور بندہ..... اپنی کمزور آواز سے ان سب کو کیونکر مطلع کروں گا..... حالانکہ لوگ کم وبیش ستر ہزار ہیں..... حکم ہوا..... تو آواز دو..... ہم پہنچادیں گے.....

چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا کی.....

کہ اے وہ گناہ گار بندے..... جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے..... ہمارے درمیان سے نکل جا..... کیونکہ تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے.....

یہ سن کر وہ بندہ گناہ گار کھڑا ہوا..... اور چاروں طرف نظر دوڑا کر دیکھا..... تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ آیا..... اس وقت وہ سمجھ گیا..... کہ میں ہی مطلوب ہوں..... اور جی میں سوچنے لگا..... کہ اگر میں لوگوں میں سے نکلوں گا..... تو سب کے سامنے رسوائی ہوگی.....

لو خرجت ففتحت نفسی! اگر میں نکلوں گا..... تو ذلیل ہو جاؤں گا.....

اگر ان کے ساتھ ٹھہرا رہوں..... تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے محروم ہو جائیں گے..... اس خیال کے آتے ہی..... اس نے اسی وقت اپنے چہرے پر کپڑا ڈالا..... تا کہ کوئی دیکھ نہ لے..... اور دعا کی..... کہ

اعصیتک اربعین سنة فام هلتنی جنتک تائبا فقبلنی.....

اے اللہ! میں نے چالیس سال تیری نافرمانی کی..... میرا دن بھی تیری نافرمانی میں گذرا..... میری رات بھی تیری نافرمانی میں گزری..... تو نے مجھے مہلت دی..... اب میں فرماں بردار بن کر آیا ہوں..... مجھے قبول فرمالے.....

ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا..... کہ ایک سفید ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا..... اور اس تیزی سے برسا..... کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: کہ الٰہی! ابھی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا..... پھر کیسے آپ نے ہم پر بارش نازل فرمائی؟

ارشاد ہوا..... اے موسیٰ علیہ السلام جس کی وجہ سے پانی روکا گیا تھا..... اب اسی کی وجہ سے برسا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے الٰہی! اس بندے کو مجھے دکھا دے.....

فرمایا: اے موسیٰ! میں نے نافرمانی کے زمانہ میں اسے رُسوا نہ کیا..... اب فرماں برداری کے وقت اسے کیونکر رسوا کروں گا.....

(نزهته البساتين و كتاب التوابين لابن قدامه)

شب معراج میں حضور اکرم ﷺ کی

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات

237..... صحیح بخاری میں شب معراج کے واقعہ کے متعلق..... حضرت مالک بن صعصعہؓ کی جو طویل حدیث ہے..... اس میں ہے کہ چھٹے آسمان پر حضور انور ﷺ کی..... حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی..... اس مقام پر حدیث کے الفاظ یہ ہیں..... حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں.....

وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا..... جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں..... ان کو سلام کرو..... میں نے سلام کیا..... انہوں نے سلام کا جواب دے کر کہا.....

اچھے بھائی اور اچھے نبی خوش آمدید..... وہاں سے جب آگے بڑھا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے..... دریافت کیا گیا..... آپ کیوں روتے ہیں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اس لئے روتا ہوں..... ایک نوجوان لڑکا..... جو میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا..... اس کی اُمت کے آدمی میری اُمت سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے.....

اسی حدیث میں آگے چل کر مذکور ہے..... کہ جب رسول اللہ ﷺ خلوت خاص میں شرف باریابی کے بعد پچاس نمازوں کی فرضیت کا حکم لے کر واپس لوٹے..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پھر ملاقات ہوئی..... اس مقام پر حدیث کے الفاظ یہ ہیں..... حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں! کہ

جب میں وہاں سے لوٹا..... تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے گذر ہوا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا..... آپ کو کیا حکم ملا؟

میں نے جواب دیا..... کہ روزانہ پچاس نمازوں کا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے..... آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی..... خدا کی قسم میں لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں..... اور بنی اسرائیل کو اچھی طرح آزما چکا ہوں..... آپ اللہ تعالیٰ کے پاس پھر واپس جائیے..... اور اپنی امت کیلئے تخفیف کی درخواست کیجئے.....

میں لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس گیا..... تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں..... لیکن پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا.....

انہوں نے پھر وہی گفتگو کی میں دوبارہ واپس گیا..... اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں.....

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا..... انہوں نے پھر وہی گفتگو کی..... اور میں پھر واپس گیا..... اور روزانہ دس نمازوں کا حکم مجھے دے دیا گیا.....

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا..... انہوں نے وہی گفتگو کی..... میں واپس گیا..... اور بالآخر پانچ نمازوں کا حکم ہو گیا.....

میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا..... اب آپ کو کیا حکم ملا؟

میں نے کہا..... پانچ نمازوں کا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے..... آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی..... میں لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں..... اور بنی اسرائیل سے میرا اچھی طرح سابقہ پڑ چکا ہے.....

آپ اللہ تعالیٰ کے پاس واپس جائیے..... اور اس سے اپنی امت کے لئے تخفیف

کی درخواست کیجئے.....

میں نے جواب دیا..... کہ اللہ تعالیٰ سے میں بہت درخواستیں کر چکا..... اب مجھے شرم آتی ہے..... میں حکم خدا پر راضی ہوں..... اور اس کو مانتا ہوں..... جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے آگے بڑھا..... تو آواز آئی..... میں اپنا فرض جاری کر چکا..... اور اپنے بندوں کیلئے میں نے تخفیف کر دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیبی مدد کا واقعہ

238..... ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بکریاں چراتے ہوئے نکلے..... اور ایک ایسے میدان میں جا پہونچے..... جہاں بھیڑیے بکثرت تھے..... ان کو ماندگی نے ستایا..... اور ان پر خواب کا غلبہ ہوا..... اس وقت حیران تھے..... کہ اگر بکریوں کی نگہبانی میں مشغول ہوتے ہیں..... تو ماندگی اور نیند کا غلبہ بے بس کئے دیتا ہے..... اور اگر سوتے ہیں..... تو بھیڑیے بکریوں کو تہہ و بالا کر کے ہلاک کئے ڈالتے ہیں..... اسی خیال میں انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھی.....

احاطه علمک ونفذت ارادتک وسبق تقديرک !اس کے بعد سر رکھ کر سو رہے..... جب بیدار ہوئے..... تو دیکھتے کیا ہیں..... کہ ایک بھیڑیا اپنے کندھے پر ان کا عصا رکھے ہوئے بکریوں کی نگہبانی کر رہا ہے.....

اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا..... خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی..... کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام !تم میرے لئے ایسے ہو جاؤ..... جیسا کہ میں چاہتا ہوں..... تو میں تمہارے لئے ویسا ہی بن جاؤں گا..... جیسا کہ تم چاہتے ہو.....

(حوالہ حیات الحیوان)

چیونٹی کی صدا

239..... علامہ دمیریؒ نے حیوٰۃ الحیوان میں بیان کیا ہے..... کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے..... ان کو ایک چیونٹی نے کاٹ کھایا..... آپ نے تمام چیونٹیوں کو جلا دیا..... خدا تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی..... صرف ایک چیونٹی کو کیوں نہ جلایا..... اور اس کے پیشتر کہتے تھے.....

اے رب آپ قوم کی قوم کو ایک شخص کے گناہ کی وجہ سے کیسے عذاب دیتے ہیں..... خدائے تعالیٰ نے ان کو چیونٹیوں کے بارے میں انہیں دکھا دیا..... کہ سزا مطیع..... اور نافرمان دونوں کو شامل ہو جاتی ہے..... (حوالہ ایضاً)

صحیح بخاری میں ہے..... کہ حضرت زینبؓ نے کہا تھا..... کہ کیا ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے..... اور ہم میں نیکو کار بھی ہیں.....

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا..... ہاں..... ایسا ہی ہوتا ہے..... جب خباثت بڑھ جاتی ہے..... ایسے ہی..... علامہ دمیریؒ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا ہے..... ترغیب وترہیب میں ہے..... کہ وہ عزیر علیہ السلام ہیں.....

علماء کا قول ہے..... کہ نبی کی شریعت میں چیونٹی کا جلانا جائز تھا..... رافعیؒ کا قول ہے..... کہ جانور کا جلانا کبیرہ گناہ ہے..... اگر چیونٹی کے بل پر زیرہ پیس کر..... یا قطران..... یا زعتر..... یا زیتون کا تیل..... ڈال دے..... تو خدا کے حکم سے بھاگ جائیں..... اور پہلے گذر چکا ہے..... کہ چھوٹی چیونٹی کا جو سرخ رنگ ہوتی ہے..... مارنا جائز ہے..... اور ابن عباسؓ نے خدائے تعالیٰ کے قول..... ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ ! کے متعلق کہا ہے..... کہ مراد یہ ہے..... کہ خدا چھوٹی چیونٹی کے سر کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا..... (حوالہ حیات الحیوان)

روئے زمین کا محبوب بندہ

240..... حضرت امام حسن بصریؒ سے نقل کیا گیا ہے..... کہ خداوند تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی نازل فرمائی.....

کہ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب انسان..... جو کہ اہل زمین کا بھی محبوب ہے..... اس کی وفات ہو رہی ہے..... تم وہاں پہنچو..... اور اس کے کفن دفن کا نظم کرو.....

چنانچہ حسب الحکم حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس انسان کو تلاش کرنا چاہا..... لیکن اس کا پتہ نہیں چل سکا..... اس کو بستی سے باہر جنگل وغیرہ میں بھی کافی تلاش کیا..... لیکن اس کا پتہ نہیں چل سکا.....

کافی تلاش کے بعد..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چند لوگ ایسے ملے..... کہ جو مٹی لا د رہے تھے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مٹی اٹھانے والے مزدوروں سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا.....تو بعض لوگوں نے کہا..... کہ ہم لوگوں نے ایک مریض کو اس طرف جنگل میں دیکھا ہے..... ہو سکتا ہے کہ آپ اس شخص کی تلاش میں ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں..... چنانچہ اس طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر دیکھا..... کہ ایک بیمار شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے..... اور اس کے سر کے نیچے کچی اینٹ ہے..... اس نے کچھ حرکت کی..... تو اس شخص کا سر..... اس اینٹ سے بھی نیچے آ گیا.....

یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر رونے لگے..... اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

اے خدا! آپ کا یہ فرمان ہے..... کہ یہ شخص آپ کے مقبول بندوں میں سے ہے.....

اور یہ بے چارہ کسمپرسی کی حالت میں زندگی گزار رہا ہے.....

اس پر خداوند قدوس نے وحی نازل فرمائی..... اور ارشاد فرمایا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! میں جس وقت کسی بندہ سے محبت کرنے لگتا ہوں..... تو اس سے دنیاوی مال..... وجاہ لے لیتا ہوں

(حوالہ تنبیہ الغافلین)

حرام کھانے پہننے پر اللہ کی ناراضگی

241..... ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک شخص پر گزر ہوا..... جو سجدے میں پڑا ہوا مناجات وزاری کر رہا تھا..... اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے..... اس کی حالت زار دیکھ کر..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا:

یا الٰہ العالمین! اپنے اس بندے پر رحم کر.....

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! میں اس شخص پر کبھی رحم نہ کروں گا..... اگر چہ یہ اسی طرح روتے روتے مر جائے..... کیونکہ اس کا پیٹ حرام غذا سے بھرا ہے..... اور اس کا جسم حرام کمائی کے لباس سے آراستہ ہے.....

ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے..... جس کا پیٹ درندوں نے پھاڑ ڈالا تھا..... اور گوشت نوچ لیا تھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو

پہچان لیا..... اور اس کے پاس کھڑے ہو کر عرض کیا: اے پروردگار! یہ شخص تیرا مطیع تھا..... پھر اس کے ساتھ ایسا معاملہ کیوں ہے؟

حق سبحانہ وتعالیٰ نے وحی فرمائی: اے موسیٰ علیہ السلام! اس نے مجھ سے وہ درجہ طلب کیا تھا..... جس تک اپنے اعمال کی بدولت نہیں پہنچ سکتا تھا..... پس میں نے اس کو وہاں تک پہنچانے کے لئے اس مصیبت میں مبتلا کیا..... (حوالہ کتاب امام شعرانیؒ)

ایک مجذوب چرواہے کا عاشقانہ واقعہ

242..... مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں..... کہ بکریوں کے ایک چرواہے کو اللہ تعالیٰ نے جذب فرمایا..... وہ بکریاں چراتے چراتے اللہ سے باتیں کر رہا ہے.....

کہ اے خدا! تو اگر مجھے مل جاتا..... تو میں تیری خوب خدمت کرتا..... اس پہاڑ پر جہاں میں بکریاں چرا رہا ہوں..... اگر آپ تشریف لاتے تو..... جہاں آپ بیٹھتے..... میں وہاں جھاڑو لگاتا..... اور خوب آپ کے ہاتھ پیر دباتا..... اور آپ کو اپنی بکریوں کا دودھ پلاتا..... اور دودھ آٹے میں ملا کر روغنی روٹی کھلاتا..... اور آپ نے بالوں میں چوں کہ بہت دنوں سے کنگھی نہ کی ہوگی..... نظام کائنات چلانے کی مصروفیت کی وجہ سے..... تو میں آپ کے بالوں میں جوئیں بھی ڈھونڈ لیتا..... اور آپ کی گدڑی بھی سی دیتا..... (چرواہے کی ان بھولی بھالی باتوں کو حضرت والا نے اردو مثنوی میں نظم کیا ہے.....

حضرت والا نے یہ اشعار دوران وعظ نہیں پڑھے..... لیکن افادہ قارئین کے لیے یہاں درج کیے جاتے ہیں۔ جامع)

تجھ کو گر پاتا خداوندا مرے

دابتا ہر روز دست و پا ترے

جس جگہ تو بیٹھتا اے شاہ جاں

روز دیتا شوق سے جھاڑو وہاں

تیری گدڑی بھی سیتا اے خدا

ہر طرح خدمت کو میں لاتا بجا

روغنی روٹی کھلاتا میں تجھے

آب شیریں بھی پلاتا میں تجھے

اور پلاتا دودھ تجھ کو صبح و شام

بکریوں کا اپنی اے رب انام

اور کہہ رہا تھا..... کہ اے خدا! اگر آپ مجھے مل جاتے..... تو میں یہ اپنی ساری بکریاں آپ پر قربان کر دیتا

اے فدایت ایں ہمہ بزہائے من

اے بیادت ہیو ہیو ہائے من

اے اللہ! میری ساری بکریاں آپ پر قربان ہو جائیں..... اور بکریوں کو چراتے ہوئے جو میں ہیو ہیو کر رہا ہوں..... یہ بکریوں کے لیے نہیں ہے..... حقیقت میں آپ کی محبت میں..... اور آپ کی جدائی کے غم میں..... میری ہائے ہائے ہے.....

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس طرف گذر ہوا..... اور چرواہے کی یہ گفتگو سنی..... تو اس کو ایک ڈانٹ لگائی..... کہ اے ظالم! تو یہ کیا کہہ رہا ہے..... ایسی باتوں سے تو کافر ہو گیا..... کیوں کہ اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے..... اس کے سر میں جوئیں کہاں پڑتی ہیں..... جب سر ہی نہیں ہے..... تو جوئیں کہاں سے آئیں گی..... اور ان

کے ہاتھ پیر کہاں ہیں..... جو تو دبائے گا..... اور ان کے پیٹ نہیں ہے..... جو تو روغنی روٹی کھلائے گا.....

کیا خدا خدمت کا محتاج ہے؟ جو تو خدمت کرے گا..... اللہ تعالیٰ کو کھانے پینے کی بھی احتیاج نہیں ہے..... ان باتوں سے توبہ کر.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ارشادات کو سن کر وہ چرواہا ڈر کے مارے گریبان پھاڑ کر روتا ہوا..... جنگل کی طرف بھاگ گیا..... کہ آہ میں تو محبت کر رہا تھا..... لیکن میری نادانی سے محبت کے خلاف معاملہ ہو گیا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی..... کہ تم نے میرے بندے کو مجھ سے کیوں جدا کر دیا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! میرے اس دیوانہ کو تلاش کر کے لاؤ..... میری بارگاہ اس کے دیوانہ پن کو..... اور اس کی بھولی بھالی باتوں کو دوبارہ سننا چاہتی ہے..... اس مضمون پر میرا شعر سنئے.....

اپنے دیوانے کی باتیں موسیا
ڈھونڈتی ہے بارگاہ کبریا

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! اپنے اس پاگل اور دیوانہ کی باتوں کو بارگاہ کبریا دوبارہ سننا چاہتی ہے.....

موسیا آداب دانا دیگر اند

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! عقلمندوں کے لیے..... آداب دوسرے ہیں..... لیکن

سوختہ جانے روانا دیگر اند

جو میرے عشق میں پاگل ہیں..... ان کے لیے دوسرے..... آداب ہیں.....

جامہ چاکاں راچہ فرمائی رفو

جن کے لباس میرے عشق سے..... چاک چاک ہیں..... آپ ان کو رفو کا حکم نہ دیجئے.....

تو ز سرمستان قلاوزی مجو

سرمست اور پاگلوں کو آپ رہنمائی..... اور رہبری کی تعلیم نہ دیجئے..... وہ رہبر نہیں ہو سکتے.....

لیکن کوئی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو دین کا حکم سکھایا..... وہ نعوذ باللہ غلط تھا..... ہرگز غلط نہیں تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے..... بالکل حق پر تھے..... جو کچھ آپ نے فرمایا..... بالکل حق تھا..... اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے..... ایسی باتوں پر نکیر کرنا..... آپ کے ذمہ فرض تھا..... لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ادب سکھایا..... اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے پیغمبروں کی تربیت فرماتے ہیں..... (حوالہ معارف مثنوی)

نصرانی بادشاہ کے حضرت عمر فاروقؓ سے چند سوالات

243..... ایک نصرانی بادشاہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس چند سوالات لکھ کر بھیجے.....

اور لکھا کہ میرے ان سوالوں کا جواب آسمانی کتابوں کے حوالہ سے دیا جائے..... ان میں ایک سوال یہ تھا.....

بتلاؤ وہ کون سی زمین ہے..... جہاں ابتداء..... آفرینش سے..... قیامت تک..... صرف ایک دفعہ سورج نکلا..... نہ پہلے کبھی نکلا تھا..... اور نہ آئندہ کبھی نکلے گا.....

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب کے لئے یہ سوالات..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے کئے..... آپ نے قلم برداشتہ جوابات لکھ دئے..... اور وہ کونسی زمین ہے..... الخ کا یہ جواب دیا.....

وہ زمین دریائے قلزم کی یہی جگہ ہے..... جہاں فرعون غرق ہوا تھا..... اس کے غرق ہوتے ہی پانی مل گیا..... (الحسن: واعظ مولانا محمد ابراہیم دہلوی)

اللہ تعالیٰ کا نظامِ قدرت

244..... عجائب المخلوقات کے شروع میں مذکور ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک چشمہ پر ہوا..... جو ایک پہاڑ کے قریب بہہ رہا تھا..... آپ نے اس چشمہ پر وضو فرمایا..... اور نماز پڑھنے کے لئے پہاڑ پر چلے گئے..... کچھ دیر کے بعد ایک سوار آیا..... اور چشمہ سے پانی پی کر چلا گیا..... اور جاتے ہوئے ایک تھیلی دراہم کا بھول گیا..... اس کے بعد ایک بکریاں چرانے والا آیا..... اور دراہم کی تھیلی اٹھا کر لے گیا..... پھر ایک غریب بوڑھا شخص جس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھڑا تھا..... آیا..... اور لکڑیاں ایک طرف رکھ کر..... چشمہ کے نزدیک آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا..... کچھ دیر بعد وہ سوار اپنی تھیلی کے تلاش میں آیا اس بوڑھے کو وہاں سویا ہوا پایا..... تو اس بوڑھے سے تھیلی کا مطالبہ کیا..... بوڑھے نے کہا..... کہ میں نے نہ تھیلی دیکھی..... اور نہ لی.....

چنانچہ بات بڑھ گئی..... اور نوبت مار پیٹ کی آگئی..... اور سوار نے بوڑھے کو اس قدر مارا..... کہ وہ مر گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی..... اور ان کو اطلاع دی..... کہ اس بوڑھے نے اس سوار کے باپ کو مار ڈالا تھا..... اور اس سوار پر اس چرواہے کے باپ کا

قرضہ تھا..... اور اس قرضہ کی تعداد اتنی ہی تھی..... جتنے اس تھیلی میں دراہم تھے..... چنانچہ قرض خواہ کو قرض وصول ہوگیا..... اور قاتل سے قصاص لے لیا گیا..... اس طرح معاملہ برابر ہوگیا..... میں حاکم..... عادل ہوں..... میرے یہاں نا انصافی نہیں ہے..... (حوالہ عجائب المخلوقات)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں سے پُر اثر باتیں

245..... حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں..... کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان میں سب عبرتیں ہی..... عبرتیں تھیں..... ان میں سے چند کلمات یہ ہیں:

مجھے تعجب ہے اس شخص پر..... جسے مرنے کا یقین ہو..... پھر وہ کیسے خوش ہوتا ہے.....

مجھے تعجب ہے اس شخص پر..... جو جہنم کا یقین رکھتا ہو..... پھر وہ ہنستا ہے.....

مجھے تعجب ہے اس شخص پر..... جو دنیا..... اور اس کے انقلابات..... اور لوگوں کے عروج..... و زوال کو دیکھتا ہے..... پھر وہ دنیا پر مطمئن ہوا بیٹھا ہے.....

مجھے تعجب ہے اس شخص پر..... جو تقدیر کا یقین رکھتا ہے..... پھر وہ ناراض ہوتا ہے.....

مجھے تعجب ہے اس شخص پر..... جو حساب کا یقین رکھنے کے باوجود..... عمل نہیں کرتا..... (حوالہ تفسیر روح المعانی)

اللہ کے مخصوص بندوں کی علامات

246..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی..... کہ اے موسیٰ علیہ السلام! میرے مخصوص بندوں میں سے..... وہ بندے ہیں..... کہ اگر مجھ سے پوری جنت طلب کریں..... تو میں ان کو دے دوں..... اور اگر دنیا میں سے ایک کوڑے کا غلاف طلب کریں..... تو میں ان کو نہ دوں..... اس وجہ سے نہیں..... کہ میں ان کو ذلیل سمجھتا ہوں..... بلکہ میں چاہتا ہوں..... کہ آخرت کے واسطے..... اپنی کرامت..... اور بخشش کا ذخیرہ جمع کریں.....

میں دنیا سے ان کو اس طرح بچاتا ہوں..... جس طرح ایک چرواہا اپنی بکریوں کو خطرناک جنگل سے بچاتا ہے.....

اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے جو فقراء کو اغنیاء کا محتاج بنایا..... وہ اس لئے نہیں..... کہ میرے خزانے ان کے لئے تنگ ہے..... میری رحمت میں فقراء کی گنجائش نہیں ہے..... بلکہ میں نے اغنیاء کے مال میں سے فقراء کے لئے ایک حصہ مقرر کیا ہے..... اتنا حصہ..... کہ جس کی گنجائش اغنیاء کے مال میں ہے..... اس سے میرا مقصد یہ ہے..... کہ اغنیاء کا آزمائش کروں..... کہ وہ کس طرح اس فرض کو پورا کرتے ہیں..... جو میں نے فقراء کے لئے ان کے مال میں حصہ مقرر کیا ہے.....

اے موسیٰ علیہ السلام! اگر اغنیاء اپنے فرض کو پورا کریں گے..... تو میں اپنی نعمتیں ان پر پوری کروں گا..... اور دنیا میں ایک کے بدلے دس گنا دوں گا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! تم فقراء کے لئے خزانہ بن جاؤ..... اور کمزور کیلئے قلعہ بن جاؤ..... اور فریاد کرنے والوں کے لئے فریادرس بن جاؤ..... تو میں سختی میں تمہارا مددگار بن جاؤں گا..... اور تنہائی میں تمہارا رفیق بن جاؤں گا..... اور رات اور دن میں تمہاری

حفاظت کروں گا..... (حوالہ ابن حبان وحاکم وابونعیم)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ سے انمول ورد کی درخواست

247.....قال موسیٰ یارب! علمنی شیئا اذکرک به وادعوک به قال: یاموسیٰ: قل لااله الا الله قال: یارب کل عبادک یقول هذا قال: قل: لااله الا الله قال: لااله الاانت یارب انما ارید شیئا تخصنی به قال: یاموسیٰ لو ان السمٰوات السبع وعامر هن غیری والارضین السبع فی کفة ولا اله الا الله فی کفة مالت بهم لااله الا الله

(اخرجه ابو یعلیٰ والحکیم الترمذی وابن حبان والحاکم وابونعیم والبیهقی فی الاسماء والضیاء المقدسی عن سعیدؓ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا..... کہ اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی ورد بتلا دیجئے..... جس سے میں آپ کو یاد کیا کروں..... اور آپ کو پکارا کروں.....

اللہ رب العزت نے فرمایا: کہ اے موسیٰ علیہ السلام! لاالٰہ الا اللہ کہا کرو.....
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: کہ اے پروردگار! یہ تو آپ کے سارے بندے پڑھتے ہیں.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ لاالٰہ الااللہ پڑھا کرو..... پھر عرض کیا..... کہ میرے رب! میں تو کوئی ایسی مخصوص چیز مانگتا ہوں..... جو مجھ ہی کو عطا ہو.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰ علیہ السلام! اگر ساتوں آسمان اور میرے علاوہ..... ان میں جو رہنے والے ہیں..... اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھدیئے

جائیں..... اور دوسرے پلڑے میں لا الٰہ الا اللہ رکھ دیا جائے..... تو لا الٰہ الا اللہ والا پلڑا..... جھک جائے گا..... یعنی بھاری ہو جائے گا..... (حوالہ ترمذی وبیہقی)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ کے عاشق سے ملاقات

248..... ایک روایت میں ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن کوہ طور کی طرف جا رہے تھے..... راہ میں ایک شخص کھڑا ہوا تھا..... اس کے پاس سے گزرے..... اس شخص نے کہا:

اے خدا کے نبی! کہاں جاتے ہو..... فرمایا رب کی مناجات کے لئے..... اس شخص نے کہا: مجھے بھی آپ سے ایک کام ہے..... میری طرف سے اللہ سے کہئے..... کہ مجھے ذرے کے برابر محبت دے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مناجات کرنے لگے..... تو مناجات کی لذت کے سبب سے اس کا پیام بھول گئے.....

اللہ تعالیٰ نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

اے موسیٰ علیہ السلام! تو میرے بندے کا پیغام بھول گیا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے خدا! تو پیام کو خوب جانتا ہے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا.....

ہاں میں جانتا ہوں..... لیکن پیام امانت ہے..... جس نے نہیں پہنچایا..... اس نے خیانت کی..... اور میں خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! میں نے اسی وقت سے اسے محبت دے دی..... جس وقت اس نے پیام دے کے تجھے میرے پاس بھیجا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے ڈھونڈھتے ہوئے آئے..... کہیں نہ پایا..... سر اٹھا کے کہا:

اے خدا! وہ حاجتمند کہاں گیا؟

فرمایا: تیرے سبب سے بھاگ گیا..... کہا کیا سبب؟

فرمایا: جس کو ہم سے محبت ہوتی ہے..... وہ اور کسی کی طرف رجوع نہیں کرتا..... ہم سے ہی محبت رکھتا ہے..... اگر تو اسے دیکھنا چاہتا ہے..... تو اس جنگل میں چلا جا..... وہ اس جنگل میں ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک شیر کے پاس ہوا..... کہ اس نے اس شخص کو پھاڑ ڈالا تھا..... کہا یہ کیا بات ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ علیہ السلام! دنیا میں میں اپنے دوستوں کے ساتھ یہی کرتا ہوں..... تو اس شخص کا درجہ آخرت میں دیکھ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر اٹھایا..... تو سرخ یاقوت کا ایک قبہ دیکھا..... جو دنیا سے دگنا ہے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ قبہ اس شخص کے لئے ہے..... اور مجھے اس سے محبت ہے..... لیکن افسوس کسی نے کسی خدا کے دوست سے کہا..... آہ سرد بھر..... اس نے آہ سرد بھری..... (حوالہ نزہۃ المجالس)

فرعون کے لئے بچپن میں غیبی حفاظت

249..... بنی اسرائیل میں موسیٰ نام کے دو شخص گزرے ہیں:

موسیٰ بن عمران..... ان کی پرورش دشمن خدا..... فرعون کے گھر ہوئی..... مگر یہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر بنے..... انہیں اللہ تعالیٰ سے شرف ہمکلامی حاصل ہوا..... اور

ان کی بدولت بنی اسرائیل کو..... فرعون اور اس کی قوم کے ظلم وستم سے نجات ملی.....
علی نبینا وعلیه الصلوٰة والسلام

موسیٰ بن ظفر..... بقول شیخ احمد الصاویؒ یہ شخص ولد الزنا تھا..... جب یہ پیدا ہوا.....
تو اس کی ماں قوم کے خوف سے اسے کسی پہاڑ پر ڈال گئی..... اور حضرت عبداللہ بن
عباسؓ کی روایت کے مطابق..... یہ اس زمانے میں پیدا ہوا تھا..... جن دنوں فرعون نے
بچوں کے قتل کر دیئے جانے کا حکم دے رکھا تھا..... اس کی والدہ کو جب یہ اندیشہ ہوا.....
کہ فرعونی سپاہی اسے قتل کر دیں گے..... تو وہ اسے جنگل کے ایک غار میں رکھ کر.....
اوپر سے غار کا دہانہ بند کر آئی.....

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو اس کی حفاظت..... اور غذا دینے پر مامور فرمایا..... وہ
اپنی ایک انگلی پر شہد..... اور ایک پر مکھن..... اور ایک پر دودھ..... لاتے..... اور اس کو
چٹا دیتے..... یہاں تک کہ یہ اسی غار میں پل کر جوان ہو گیا..... لیکن اس کا انجام یہ
ہوا..... کہ خود کفر میں مبتلا ہوا..... اور بنی اسرائیلوں کو اپنے بنائے ہوئے بچھڑے کی
عبادت میں لگا کر ان کو بھی گمراہ کیا..... اسی کو کسی شاعر نے اپنے دو شعروں میں اس طرح
بیان کیا ہے.....

اذا المرء لم يخلق سعيداً تحيرت
عقول مربيه وخاب المؤمل
فموسى الذى رباه جبريل كافر
وموسى الذى رباه فرعون كافر

جب کوئی شخص اصل پیدائش میں نیک بخت نہ ہو..... تو اس کے پرورش کرنے
والوں کی عقلیں بھی حیران رہ جاتی ہیں..... اور اس سے جو امید باندھی گئی تھی..... وہ
بے کار چلی جاتی ہے..... دیکھو! جس موسیٰ کو جبریل نے پالا تھا..... وہ تو کافر ہو گیا.....

اور جس موسیٰ کو فرعون لعین نے پالا تھا..... وہ خدا کا رسول بن گیا.....

(حوالہ حاشیہ صاوی و روح المعانی ۱۶/۲۴۴۔ بحوالہ علمی جواہر پارے)

مختلف خواہشات اور مصلحت پروردگار

250..... ایک دن حضرت موسیٰ ابن عمران علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی..... کہ آج میں تمہیں اپنی ایک نشانی دکھاؤں گا.....

اس سلسلے میں حکم الٰہی یہ ہوا..... کہ فلاں گاؤں کے فلاں کوچے میں چلے جاؤ..... وہاں یہ چار آدمی رہتے ہیں..... تم ان سے بات چیت کرو..... اور ان کے کام کاج اور خواہشات کے بارے میں پوچھو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس گاؤں میں گئے ...... وہاں ان چار آدمیوں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات ہوئی......

ان میں سے ایک نے کہا:

تم کیا کرتے ہو؟

اس نے بتایا:

میں کسان ہوں..... پچھلے سال میری فصل کو نقصان پہنچا تھا..... اب اس سال میں نے قرض لے کر کافی مقدار میں بیج بوئے ہیں..... اب میری یہ خدا سے دعا ہے..... کہ اس سال خوب بارش ہو..... آپ علیہ السلام بھی دعا کیجئے..... کہ اب کی بار کھل کر بارش ہو جائے.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے شخص سے یہی سوال کیا..... تو اس نے بتایا:

میں کمہار ہوں..... میرا کام مٹی کے برتن بنانا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا:

تمہاری کیا خواہش ہے؟

اس نے کہا:

جب میں اپنے کام میں لگتا ہوں..... تو مجھے مٹی کا برتن بنانے کے بعد..... اسے بھٹی میں خوب پکانا پڑتا ہے..... کبھی کبھار اچانک آسمان پر بادل چھا جاتے ہیں..... اور بارش ہونے لگتی ہے..... اس طرح میرا کام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے..... اگر اس سال بالکل بارش نہ ہو..... تو میرا کام خوب پھولے پھلے گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیسرے آدمی سے پوچھا:

تم کیا کرتے ہو؟ اور تمہاری کیا خواہش ہے؟

اس نے جواب دیا:

میرا کام خرمن میں موجود غلے کی صفائی کرنا ہے..... یہ کام کرتے وقت اگر زوردار ہوا چلتی رہے..... تو میں اپنا کام تیزی سے انجام دے سکتا ہوں..... خدا کرے..... کہ خرمن میں موجود بالیوں اور بھٹوں کی صفائی کے موقع پر خوب اور تیز ہوا چلے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چوتھے آدمی سے پوچھا:

تمہارا پیشہ کیا ہے؟ اور تم کیا چاہتے ہو؟

اس نے کہا:

میں باغبان ہوں..... جب درختوں پر پھل نہیں ہوتے..... تو خیر کوئی بات نہیں..... لیکن جب پھل لگ جائیں..... تو تیز ہوائیں پھلوں کو گرا دیتی ہیں..... اگر اس سال تیز ہوائیں نہ چلیں..... تو میرے لیے بہت ہی بہتر ثابت ہوگا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام چار آدمیوں کی مختلف خواہشات سن کر حیرت میں پڑ گئے..... اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی:

پروردگار! تو بہتر جانتا ہے..... کہ ان بندوں کے کس کام میں مصلحت ہے..... اور تو ہی بہتر جانتا ہے..... کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا.....

''تورات'' ''زبور'' اور ''انجیل'' کے انمول موتی

251..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ''تورات'' سے یہ فقرہ لیا:

من قنع یعنی جس نے قناعت کی..... وہ آسودہ ہے.....

حضرت داؤد علیہ السلام نے ''زبور'' سے یہ فقرہ لیا:

من ترک اللذات صار مسلمامن الافات! یعنی جس شخص نے دنیاوی لذتیں ترک کر دیں..... وہ تمام آفتوں سے محفوظ رہا.....

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ''انجیل'' سے یہ فقرہ لیا:

من صمت نجا یعنی جس نے خاموشی اختیار کی..... اس نے نجات پائی.....

پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ کو اختیار فرمایا:

ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ! یعنی جس نے اللہ پر توکل کیا..... تو اس کے لئے وہی کافی ہے.....

عبادت کے وقت ڈاڑھی سے کھیلنے والے عابد کا واقعہ

252..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عابد تھا..... جو رات دن عبادت میں مشغول رہتا تھا..... لیکن وہ ذرہ بھی عبادت میں لذت محسوس نہیں کرتا تھا..... اور دل کے سورج سے اسے کچھ روشنی حاصل نہ ہوتی تھی..... اس عابد آدمی کی

بڑی لمبی داڑھی تھی..... اور وہ کبھی کبھی اس میں کنگھی دیا کرتا تھا.....

ایک دن اس عابد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھا..... تو بھاگ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا: اور کہنے لگا..... اے طور کے سپہ سالار! خدا کے لئے خدا سے پوچھو..... کہ مجھے عبادت میں کیوں ذوق وشوق حاصل نہیں ہوتا؟

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام..... جب کوہ طور پر گئے..... تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کیا.....

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا..... وہ درویش ہمارے وصل کے درد سے محروم ہے..... کیونکہ وہ ہر وقت اپنی داڑھی کی آرائش میں مصروف رہتا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور سے واپس آ کر اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے جواب سے آگاہ کیا..... اس درویش نے اپنی داڑھی کے بال نوچ ڈالے..... اور زار وقطار رونے لگا.....

پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جلدی جلدی آئے..... اور کہا:

کہ اب وہ شخص اپنی داڑھی کے بالوں کو نوچنے میں لگا ہوا ہے.....

جب وہ داڑھی میں کنگھی پھیرتا تھا..... تو اس وقت بھی وہ درویش تھا..... اور اب جو اس نے اپنی داڑھی کو نوچ ڈالا ہے..... تو پھر بھی وہ درویش ہے..... اصل بات تو یہ ہے..... کہ اللہ کے ذکر کے بغیر ایک سانس لینا بھی خطا ہے..... اس صورت میں کجی اور راستی دونوں برابر ہیں..... یعنی خواہ کوئی غلط کام کر کے تم اللہ کے ذکر سے محروم رہو..... یا کوئی صحیح کام کر کے اللہ کے ذکر سے محروم رہو..... دونوں صورتوں میں ذکر سے تو محرومی ہی ہوتی ہے.....

اے شخص! تم ہمیشہ اپنی داڑھی کی آرائش سے کبھی فارغ نہیں ہوتے..... دریائے

معرفت میں تیرا اترنا اس وقت درست ہوگا..... جب تم پہلے اپنی داڑھی کی آرائش سے فارغ ہو جاؤ گے..... اور اگر تم اس داڑھی کے ساتھ دریائے معرفت میں کودو گے..... تو پھر اپنی داڑھی کی پرواہ نہیں کرنی ہوگی..... (حوالہ نزہۃ المجالس)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخلوق پر شفقت

253..... نقل کرتے ہیں..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

اے میرے رب! مجھے وصیت کر.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ تم مخلوق پر شفقت کرو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کہ اچھا..... پس..... اللہ جل شانہ نے چاہا..... کہ فرشتوں کے واسطے ان کی شفقت ظاہر کرے..... چنانچہ اس نے میکائیل علیہ السلام کو کنجشک کو چک کی صورت میں..... اور جبرائیل علیہ السلام کو شاہین کی صورت میں بھیجا..... کہ یہ اس کو ہنکائے..... اور نکالے..... پس چڑیا موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا..... اور کہا: کہ مجھے شاہین سے پناہ دیجئے.....

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ اچھا..... اس کے بعد شاہین آیا: اور کہا:

کہ اے حضرت موسیٰ علیہ السلام مجھ سے یہ چڑیا بھاگی ہے..... اور میں بھوکا ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ میں اپنے گوشت سے تیری بھوک کو روکوں گا..... پس شاہین نے کہا: کہ میں سوائے آپ کی ران کے..... اور کچھ نہ کھاؤں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کہ اچھا..... پھر شاہین نے کہا: کہ میں تو صرف آپ کے بازو سے کھاؤں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اچھا..... پھر شاہین نے کہا: کہ میں تو صرف آپ کی آنکھیں کھاؤنگا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہاں..... ہاں..... اس کے بعد شاہین نے کہا: کہ یا کلیم اللہ..... اللہ ہی کے واسطے آپ کیلئے بھلائی ہے.....

میں جبرائیل علیہ السلام ہوں..... اور یہ چڑیا میکائیل علیہ السلام ہے..... بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس ہم کو بھیجا ہے..... تا کہ وہ آپ کی شفقت فرشتوں کے واسطے ظاہر کرے..... اور یہ فرشتوں کی قول کی تردید کے واسطے ہے.....

اور وہ قول یہ ہے..... کہ **اتجعل فیھا من یفسد فیھا** الآیہ یعنی اے اللہ! تو زمین میں ایسے شخص کو خلیفہ بنائے گا..... جو اس میں فساد کرے گا.....

(حوالہ نوادر قلیوبی)

تین کشتیاں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

254..... ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا حکم پہنچا..... کہ اے پیغمبر! تین کشتیاں ڈوبنے والی ہیں..... سمندر کی طرف جاؤ..... اور ہماری قدرت کا تماشہ دیکھو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم کی تعمیل میں سمندر کی طرف روانہ ہوئے..... ساحل پر سکون تھا..... اور سمندر خاموشی سے بہہ رہا تھا..... بہت دور سے ایک کشتی آتی ہوئی دکھائی دی..... جو آہستہ آہستہ ساحل کی طرف آرہی تھی..... ابھی وہ کنارے سے کچھ فاصلے پر ہی تھی..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں آواز دی.....

کہ اے کشتی والو! اللہ کا حکم آنے والا ہے..... ہوشیار رہنا..... کشتی والوں نے جب آپ کی بات سنی..... تو کہنے لگے..... کہ اے اللہ کے نبی! آپ اچھی طرح

جانتے ہیں..... کہ اللہ کے حکم کو کوئی نہیں ٹال سکتا..... ہم تو اس کے حکم کے پابند ہیں..... اسے جو منظور ہوتا ہے..... وہ ہوکر رہتا ہے..... کشتی کنارے کی طرف چلی آرہی تھی..... کہ اچانک ایک موج اٹھی..... اور کشتی سے ٹکرائی..... کشتی ڈوبنے لگی..... اور کشتی والے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنے لگے..... کہ اتنے میں ایک اور زبردست موج آئی..... اور کشتی کو سمندر کی تہہ میں لے گئی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموشی سے دیکھتے رہے..... تھوڑی دیر کے بعد انہیں دور سے ایک اور کشتی آتی ہوئی دکھائی دی..... ابھی وہ کنارے سے دور ہی تھی..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بھی خبردار کیا.....

کہ اے کشتی والو! اللہ کا حکم آنے والا ہے..... ذرا احتیاط ہوکر آنا..... انہوں نے بھی وہی جواب دیا..... جو پہلی کشتی والوں نے دیا تھا..... اور کشتی کو آگے کرتے رہے..... حتیٰ کہ وہ کشتی بھی اللہ کے حکم سے ڈوب گئی..... تھوڑا سا وقت گزرنے کے بعد..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تیسری کشتی آتی ہوئی دکھائی دی..... آپ نے کشتی والوں کو بتایا..... کہ تم پر اللہ کا حکم آنے والا ہے..... ذرا احتیاط ہوکر آنا..... انہوں نے جواب دیا.....

کہ اے اللہ کے نبی! جس طرح آپ سچے ہیں..... اسی طرح اللہ کا حکم بھی اٹل ہے..... اسے کوئی نہیں بدل سکتا..... لیکن اللہ کی رحمت بھی تو کوئی چیز ہے..... اس کی رحمت سے ناامید کیوں ہوں..... حکم بھی اسی کا ہے..... اور رحمت بھی اس کی..... اس کی رحمت ہر چیز پر غالب ہے..... وہ چاہے..... تو اپنے حکم کو اپنی رحمت کے پردے میں چھپالے.....

اے اللہ کے نبی! ہم اس کی رحمت پر بھروسہ کر کے آرہے ہیں..... اور وہ اپنی رحمت کے صدقے میں ہمیں ضرور امن وسلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچادے گا..... ہمیں اس

کی رحمت پر پورا بھروسہ ہے.....

کشتی والوں کا یہ جواب سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے..... کشتی آہستہ آہستہ آگے آتی رہی..... یہاں تک کہ سلامتی کے ساتھ کنارے آ لگی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سوچنے لگے..... کہ اللہ نے تو تین کشتیاں ڈوبنے کا فرمایا تھا..... دو تو ڈوب گئیں..... لیکن یہ تیسری سلامتی سے کنارے آ لگی ہے..... بارگاہ خداوندی میں عرض کیا..... کہ مولا: ارشاد ہوا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! تو نے سنا نہیں تھا..... کہ کشتی والوں نے کیا کہا تھا؟

انہوں نے میرے حکم کو بھی تسلیم کیا تھا..... لیکن میری رحمت کو بھی آواز دی تھی..... اور اس پر پورا پورا بھروسہ کیا تھا..... یہ کشتی میری رحمت کے طفیل بچ گئی..... جو بھی میری رحمت کے دروازے پر آ کر صدا دیتا ہے..... میں اسے ناامید نہیں کرتا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دوست کی فرمائش

255..... زہر الریاض میں ہے..... کہ موسیٰ علیہ السلام کا ایک عزیز دوست تھا..... ایک دن آپ سے کہنے لگا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! میرے لئے دعا کر لیجئے..... کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا فرمائے..... آپ نے دعا کی..... اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی..... اور وہ دوست آبادی سے کنارہ کش ہو کر..... پہاڑوں میں وحوش کے ساتھ رہنے لگا.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے نہ پایا..... تو رب تعالیٰ سے التجا کی.....

الٰہی! میرا وہ دوست کہاں گیا؟

رب تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! جو مجھے صحیح معنوں میں پہچان لیتا ہے..... وہ مخلوق کی دوستی کبھی پسند نہیں کرتا..... (اس لئے اس نے تمہاری اور مخلوق کی دوستی کو ترک کر دیا ہے)۔.....

(حوالہ مکاشفۃ القلوب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہودیوں کا سوال

256..... ابن مردویہ ابونعیم..... اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں..... حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے..... کہ ایک یہودی نے اپنے ایک دوست سے کہا..... چلو اس نبی کے پاس چلیں..... اس کے دوست نے کہا..... تم اپنی زبان سے اسے نبی نہ کہو..... اگر اس نے یہ بات سن لی..... تو بڑا خوش ہوگا..... پس وہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے..... تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو آیات بینات کے متعلق سوال کیا..... تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا.....

وہ نو آیتیں یہ ہیں

(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ.....

(۲) چوری نہ کرو.....

(۳) زنا نہ کرو.....

(۴) کسی کو بے گناہ قتل نہ کرو.....

(۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ..... تا کہ وہ اسے قتل کرے.....

(۶) جادو نہ کرو.....

(۷) سود نہ کھاؤ.....

(۸) کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ.....

(۹) میدان جنگ کے دن بھاگو نہیں..... اور اے یہودیو! تمہارے لئے خاص حکم یہ ہے..... کہ تم نافرمانی سے باز رہو.....

صفوان کہتے ہیں..... کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جامع جواب سن کر..... انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں..... اور قدموں کو بوسہ دیا..... اور کہا:

ہم گواہی دیتے ہیں..... کہ آپ نبی ہیں..... فرمایا: تم کو اسلام قبول کرنے میں کون سی چیز مانع ہے؟

انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی..... کہ ہمیشہ ان کی اولاد سے نبی ہو..... ہمیں یہ ڈر ہے..... کہ ہم نے اگر اسلام قبول کر لیا..... تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے (حوالہ تفسیر طبری جلد 15/199 بحوالہ در منثور)

افضل ترین کون؟

257..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک دن سوال کیا:

الٰہی مجھے اپنے اس بندے سے آگاہ فرما..... جو تیرے نزدیک افضل ترین ہو.....

- ارشاد ہوا!..... میرے کلیم جو ابتلاء و آزمائش میں صابر رہے..... اور لوگوں کی تکلیف پر عفو و درگزر اختیار کرے..... اور اپنی ضرورت سے جو کچھ اس کے پاس زائد آئے..... میری رضا کے لئے لوگوں پر صرف کر دے..... اور خرید و فروخت میں آسانی اور نرمی کو اپنائے.....

مزید بیان کرتے ہیں..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رفقاء سے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں افضل ترین عمل کے بارے دریافت کیا..... کہ وہ کونسا عمل ہے..... تو بتایا گیا..... ذکر اور شکر کرتے رہنا.....

مخلوق میں سب سے پیارا کون؟

258..... مروی ہے کہ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے درخواست کی.....

کہ اے اللہ! مخلوق میں سب سے زیادہ پیارا آپ کے نزدیک کون شخص ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے..... جو مومن کے کانٹا چبھنے کی خبر پا کر..... اس طرح غمگین ہو کہ..... گویا وہ کانٹا اس کے چبھا ہے.....

(حوالہ تنبیہ المغترین)

دنیا کی محبت سب سے بڑا گناہ ہے

259..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی.....

اے موسیٰ! دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا..... میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے.....

روایت ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک روتے ہوئے شخص کے پاس سے گزرے..... جب آپ واپس ہوئے..... تو وہ شخص ویسے ہی رو رہا تھا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے باری تعالیٰ سے عرض کیا: یا اللہ! تیرا بندہ تیرے خوف سے رو رہا ہے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موسیٰ! اگر آنسو کے راستے سے اس کا دماغ باہر نکل آئے..... اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ ٹوٹ جائیں..... تب بھی میں اسے نہیں بخشوں گا..... یہ دنیا سے محبت رکھتا ہے.....

(حوالہ مکاشفۃ القلوب)

مذمت دنیا میں ایک اور حدیث قدسی

260..... حدیث قدسی ہے.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا..... کہ جب تو دولت مند کو اپنی جانب آتا دیکھے..... تو سمجھ لینا..... کہ کسی گناہ کی سزا آرہی ہے..... اور جب فقر و فاقہ کو دیکھے..... تو کہہ..... خوش آمدید..... کیونکہ یہ نیکوں کی علامت ہے.....

اے لوگو! اگر چاہو..... تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر چلو..... جو فرمایا کرتے تھے..... کہ بھوک میری کھال..... خوف میری عادت..... صوف میرا لباس..... سرما میں سورج کی کرنیں میری آگ..... چاند میرا چراغ..... دو پاؤں میری سواری..... اور زمین کی سبزیاں میری غذا ہیں..... نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے..... اور نہ شام کو کچھ ہوتا ہے..... مگر دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں ہے.....

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں.....

کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام..... اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا..... تو فرمایا: اس کی دنیاوی شان و شوکت سے خوف زدہ نہ ہونا..... وہ میری اجازت کے بغیر نہ بول سکتا ہے..... نہ سانس لے سکتا ہے..... اور نہ ہی پلک جھپک سکتا ہے..... کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے..... اور دنیا سے اس کی نفع اندوزی..... تم کو تعجب میں نہ ڈالے..... یہ چیز دنیا کی رونق ہے..... اور بے وقوفوں کی زینت.....

اگر میں چاہوں..... تو تمہیں ایسی جاہ و حشمت..... اور دنیاوی قدر و منزلت دے کر بھیجوں..... کہ فرعون دیکھتے ہی اپنے عجز کا اقرار کرلے..... لیکن میں نے تم سے

دنیا کو پوشیدہ کرلیا ہے..... اور تمہاری توجہ اس سے ہٹادی ہے..... کیونکہ میں اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتوں سے دور کردیتا ہوں..... جیسے مہربان چرواہا..... اپنی بکریوں کو ہلاکت خیز چراگاہوں سے دور رکھتا ہے..... اور میں انہیں دنیا کے فریب سے بچاتا ہوں..... جیسے چرواہا اپنے اونٹوں کو خطرناک جگہوں سے بچاتا ہے.....

یہ ان کی حقارت کے لئے نہیں ہے..... بلکہ اس لئے ہے کہ وہ میری بخشی ہوئی عزت سے پورا حصہ پالیں..... میں اپنے دوستوں کو انکساری خوف..... دلوں کے خضوع وخشوع..... اور تقویٰ سے مزین کرتا ہوں..... جن کا اثر ان کے جسموں پر نمایاں ہوتا ہے..... یہی ان کا لباس ہے..... یہی ان کا ظاہر..... اور یہی ان کا باطن ہے..... یہی ان کی مطلوبہ نجات..... تمنائیں قابل فخر عزت..... اور پہچان ہے.....

جب تم ان سے ملو..... نرم برتاؤ کرو..... اور ان کے لئے دل..... اور زبان کو سراپا تواضع بناؤ..... اور یاد رکھو! جس نے میرے کسی دوست کو خوفزدہ کیا..... اس نے مجھے جنگ کی دعوت دی..... اور میں قیامت کے دن اس پر غضبناک ہوں گا.....

گناہوں کے سمندر میں غرق نوجوان کی واقعہ

261..... بنی اسرائیل میں ایک آوارہ آدمی تھا..... جو برائی سے باز نہ آتا.....

اہل شہر اس سے تنگ آگئے..... اس کو برائی سے ہٹانے میں ناکام ہوگئے.....

چنانچہ سب نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زاری کی.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی..... کہ بنی اسرائیل میں ایک آوارہ جوان ہے..... اسے شہر سے باہر نکال دو..... تاکہ اس کی وجہ سے شہر پر عذاب نہ آئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے..... اور انہوں نے اسے باہر نکال دیا..... یہ جوان ساتھ والی ایک بستی میں چلا گیا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی..... کہ اسے اس بستی سے بھی نکال دو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے یہاں سے بھی نکال دیا..... وہ ایک ویرانے میں چلا گیا..... جہاں نہ کوئی جاندار تھا..... نہ سبز پودا..... نہ جنگلی جانور..... اور نہ پرندے تھے..... اس ویرانے میں وہ بیمار ہو گیا..... اس کے پاس کوئی مددگار نہیں تھا..... وہ مٹی پر گر پڑا..... اور اپنا سر مٹی پر رکھ لیا..... اور کہا:

کاش! میری ماں میرے پاس ہوتی..... وہ مجھ پر رحم کھاتی..... میری اس ذلت پر روتی.....

کاش! میرا باپ یہاں ہوتا..... میری مدد کرتا..... تعاون کرتا.....

کاش! میری بیوی یہاں ہوتی..... تو میرے فراق پر روتی.....

کاش! میری اولاد میرے پاس یہاں ہوتی..... تو میرے جنازے پر روتی..... اور کہتی.....

اے اللہ! ہمارے مسافر باپ کو معاف فرما دے..... جو کمزور..... نافرمان..... اور آوارہ ہے..... اور شہر سے بستی میں نکال دیا گیا ہے..... پھر بستی میں سے ویرانے کو..... اور آج ویرانے سے..... (یعنی دنیا سے) نکل کر آخرت کی طرف..... ہر چیز سے مایوس ہو کر جا رہا ہے.....

اے اللہ! تو نے مجھے اپنے باپ..... اولاد..... اور بیوی سے دور کر دیا..... اب مجھے اپنی رحمت سے دور نہ کر..... ان کے فراق میں تو نے میرا دل جلایا..... اب مجھے میری نافرمانی کے باعث دوزخ میں نہ

جلا.....

اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کی شکل پر ایک حور بھیج دی..... ایک حور کو اس کی بیوی کی شکل پر بھیج دیا..... اور جنت کے بچے اس کی اولاد کی شکل میں بھیج دیئے..... اور ایک فرشتہ اس کے باپ کی شکل میں بھیج دیا..... وہ اس کے پاس بیٹھ گئے..... اور اس پر روئے..... اس نے کہا:

یہ میرا باپ..... اور ماں ہے..... اور یہ میری بیوی..... اور اولاد ہے..... میرے پاس آئے ہیں..... اس کا دل خوش ہو گیا..... اور اللہ تعالیٰ سے جا ملا..... اب وہ گناہوں سے پاک ہو چکا تھا..... اور اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی.....

کہ فلاں ویرانے میں..... فلاں جگہ جاؤ..... وہاں میرا ایک ولی (دوست) فوت ہو گیا ہے..... اس کے کفن دفن کا سلسلہ کرو.....

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس جگہ تشریف لائے..... تو اس جوان کو دیکھا..... جس کو پہلے شہر..... اور پھر بستی سے ویرانے کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نکالا تھا..... دیکھا تو اس کے گرد حوریں بیٹھی ہوئی ہیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

اے باری تعالیٰ! یہ تو وہی جوان ہے..... جس کو میں نے تیرے حکم سے شہر..... اور پھر بستی سے نکال باہر کیا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے موسیٰ! میں نے اس پر رحم کیا..... اور اس کے گناہ معاف کر دیے..... اس لیے کہ اس جگہ وہ اپنے وطن..... والدین..... اولاد..... اور بیوی سے فراق کی حالت میں رویا..... میں نے اس کی ماں کی شکل میں حور بھیج

دی.....

ایک فرشتہ اس کے باپ کی شکل میں بھیج دیا..... اور ایک حور اس کی بیوی کی شکل پر بھیج دی..... انہوں نے مسافرانہ حالت میں اس کی پریشان حالی پر رحم مانگا..... اس لیے کہ جب ایک غریب الدیار مسافر مرتا ہے..... تو آسمان..... اور زمین والے بھی اس پر رحم کرتے ہوئے روتے ہیں..... اب میں اس پر رحم کیوں نہ کروں..... اور میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں (حوالہ مکاشفۃ القلوب وکتاب التوابین)

ایک اور اسرائیلی بادشاہ کی توبہ کا ذکر

262..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے.....

(یہ سند ضعیف ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد..... ایک شخص کو اپنے لئے خلیفہ بنایا..... وہ چاندنی رات میں بیت المقدس کے اوپر نماز پڑھتا تھا..... (اور بھی بہت سے کام اور نیکیاں کرتا تھا.....) وہ وہاں سے کسی رسی کے ذریعہ نیچے آیا..... اور رسی کو مسجد میں لٹکتا چھوڑ کر نکل گیا..... اور مصر کے علاقوں میں..... سمندر کے کنارے پر کچھ لوگوں سے ملا..... جو اینٹیں بنا رہے تھے..... ان سے پوچھا..... کہ یہ اینٹیں کیسے بناتے ہو..... (یعنی کیا اجرت ہے.....)

انہوں نے اس کو بتایا..... اور وہ ان کے ساتھ اینٹیں بنانا شروع ہوا..... اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتا تھا..... اور جب نماز کا وقت آجاتا تھا..... تو وضو کر کے نماز پڑھتا تھا..... ان مزدوروں نے اس کی خبر..... اپنے رئیس کو دی..... کہ ہمارے ساتھ ایک شخص ہے..... جو اس طرح کا شغل رکھتا ہے.....

اس رئیس نے اس کو بلانے کے لئے بندہ بھیجا..... لیکن اس نے تین مرتبہ انکار

کیا..... وہ رئیس خود اپنی سواری پر سوار ہو کر اس کے پاس آیا..... جب اس نے رئیس کو دیکھا..... تو بھاگ گیا..... رئیس نے کہا..... اس کا پیچھا کیا جائے..... لیکن وہ اس سے نکل گیا..... رئیس نے اس کو آواز دیکر کہا..... کہ مجھے بات کرنے دو..... وہ شخص کھڑا ہو گیا..... اور اس سے باتیں کیں..... اور بتایا..... کہ میں ایک بادشاہ تھا..... لیکن اپنے رب کے خوف سے بادشاہت کو خیر باد کہا..... رئیس نے کہا..... کہ میرا خیال ہے..... کہ میں بھی تجھ سے ملوں گا.....

راوی کہتا ہے..... کہ پھر وہ دونوں مل گئے..... اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہے..... یہاں تک کہ مقام رمیلہ (مصر) میں وفات پا گئے.....

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں..... کہ اگر میں وہاں ہوتا..... تو پیغمبر ﷺ کی رہنمائی کی روشنی میں..... ان دونوں کی قبروں کو شناخت کر لیتا.....

(حوالہ کتاب التوابین)

جانوروں کی بولیاں سمجھنے والا نوجوان

263..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک نوجوان آیا..... اور درخواست کی..... کہ اے اللہ کے نبی! میں نے سنا ہے..... کہ آپ تمام وحوش وطیور کی بولیاں جانتے ہیں..... اور جب یہ جانور آپس میں باتیں کرتے ہیں..... تو آپ ان کی باتوں کا مطلب خوب سمجھتے ہیں..... آپ یہ فن مجھے بھی سکھا دیجئے..... تا کہ میں جانوروں کی بولیاں سن کر خدا کی معرفت حاصل کر سکوں..... کیونکہ بنی آدم کی زبانیں تو کھانے پینے..... اور فریب ودغا کے دھندے ہی میں لگی رہتی ہیں..... ممکن ہے حیوانات اپنے پیٹ بھرنے کے لئے کچھ اور تدبیروں پر عمل کرتے ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نور بصارت سے اس نوجوان کے ذہن میں چھپی

ہوئی اصل بات دیکھ لی..... اور اس سے کہا: اس خیال خام سے باز رہ..... اس میں بے شمار خطرے پنہاں ہیں..... جانوروں کی بولیاں سیکھ کر خدا کی معرفت حاصل نہیں ہوتی..... اس کے لئے خدا ہی سے رجوع کر.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس نوجوان کو بہت سمجھایا بجھایا..... لیکن جس قدر آپ اسے روکتے اور سمجھاتے..... اسی قدر وہ ضد کرتا جاتا..... انسان کی فطرت ہے کہ اسے جس بات سے منع کیا جائے..... وہ وہی بات کرتا ہے..... اس نے بے حد خوشامد سے کہا:

اے پیغمبر خدا! مجھے اس بات سے محروم کرنا آپ کے لطف و کرم اور مہر و محبت سے بعید ہے..... آپ کو حق تعالیٰ نے بڑی صفات سے نوازا..... اور نور بصیرت بخشا ہے..... کسی شے کی حقیقت آپ سے پوشیدہ نہیں..... اگر آپ نے مجھے جانوروں کی بولیوں کے فن سے آگاہ نہ کیا..... تو میرا دل ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے..... اور میری مایوسی کی کوئی انتہا نہ ہوگی.....

تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا:

یاالٰہی! تو بے نیاز ہے..... ایسا معلوم ہوتا ہے..... کہ اس جوان کی عقل و خرد کو شیطان مردود نے اپنا کھلونا بنالیا ہے..... تو ہی بتا میں کیا کروں؟ اگر اسے جانوروں کی بولیاں سکھادوں..... تو یہ بات اس کے حق میں نیک نہ ہوگی..... اور اگر نہ سکھاؤں..... تو اس کا دل صدمے سے چور ہوتا ہے.....

حق تعالیٰ نے حکم دیا:

اے موسیٰ! تم اس نوجوان کی خواہش پوری کرو..... کیونکہ ہماری سنت ہے..... کہ ہم کسی کی دعا رد نہیں کرتے.....

یہ حکم پانے کے باوجود..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوچا..... ایک بار پھر اس

نوجوان کو اس خیال سے باز رکھنے کی کوشش کروں..... چنانچہ آپ نے اسے نہایت شیریں اور نرم لہجے میں سمجھایا..... کہ خدا نے اجازت تو عطا فرمادی ہے..... اور اب تیری مراد خود بخود پوری ہو جائے گی..... لیکن تیرے حق میں بہتر یہی ہے..... کہ یہ خیال ذہن سے نکال دے..... اور خدا سے ڈر..... کیونکہ یہ پٹی شیطان نے تجھے پڑھائی ہے..... مجھے یقین ہے کہ تو سینکڑوں آفتوں میں پھنس جائے گا..... اور آخر میں سوائے ندامت..... و پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا.....

اس بات نے اس نوجوان پر صرف اتنا اثر کیا..... کہ وہ کہنے لگا: بہت بہتر میں تمام جانوروں کی بولی سیکھنے کے خیال سے درگزر کرتا ہوں..... لیکن کم از کم دو جانوروں کی بولیاں تو ضرور ہی سکھا دیجئے..... ایک اس کتے کی بولی..... جو میرے مکان کے دروازے پر پہرا دیتا ہے..... اور دوسرا اس مرغ کی بولی..... جو میرے گھر میں پلا ہوا ہے..... بس میرے لئے ان دو جانوروں کی بولی سمجھ لینا ہی بہت ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا جا..... آج سے ان دونوں حیوانوں کی بولی کا فن میں نے خدا کے حکم سے تجھے عطا کیا.....

وہ نوجوان خوش خوش گھر واپس گیا..... اور اگلے روز اپنے پالتو جانوروں کی باتیں سننے کے لئے دروازے کے قریب کھڑا ہو گیا..... تھوڑی دیر بعد گھر میں کام کرنے والی خادمہ ہاتھ میں ایک کپڑا لئے دروازے پر آئی..... اس میں رات کا بچا کھچا روٹی کا ایک ٹکڑا تھا..... وہ خادمہ نے باہر پھینک دیا..... اسی وقت مرغ پھڑ پھڑاتا ہوا آیا..... اور وہ ٹکڑا اٹھا کر اپنی چونچ میں دبا لیا..... پہرا دینے والے کتے نے یہ دیکھ کر مرغ سے کہا..... یار تو بڑا لالچی ہے..... دانہ دنکا بھی چن کر اپنا پیٹ بھر سکتا ہے..... باسی روٹی کا یہ ٹکڑا..... ہمارے حصے کا تھا..... وہ بھی تو نے اچک لیا.....

مرغ نے کتے کا شکوہ سنا..... تو جواب میں کہا..... بھائی اسی باسی روٹی کا رنج نہ

کر..... ذرا صبر سے کام لے..... خدا نے تیرے لئے بہترین نعمت مقرر کی ہے.....
کل ہمارے مالک کا چہیتا گھوڑا مرنے والا ہے..... اس کا گوشت خوب پیٹ بھر کر کھائیو
یو..... خدا تجھے بے کوشش اور بے مشقت رزق عطا کرے گا.....

اس نوجوان نے مرغ کی یہ بات سنتے ہی تھان پر سے گھوڑا کھولا..... بازار میں
لے جا کر اس کے دام کھرے کئے..... اور خوشی خوشی گھر واپس آیا.....

اگلے روز صبح پھر خادمہ نے دستر خوان جھاڑا..... تو روٹی کا ٹکڑا زمین پر گرا..... مرغ
پھرا چک کر لے گیا..... اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا..... آخر اس نے مرغ سے کہا..... ابے تو
بڑا چالاک اور فریبی ہے..... تو نے کل کہا تھا..... کہ آقا کا گھوڑا مر جائے گا..... اور
مجھے خوب پیٹ بھر کر گوشت کھانے کو ملے گا..... اب بتا گھوڑا کہاں مرا؟

آقا نے تو اسے لے جا کر بازار میں بیچ ڈالا..... معلوم ہوتا ہے تو ازلی جھوٹا
ہے..... سچائی تیرے مقدر میں نہیں.....

مرغ جھوٹا نہیں..... بڑا باخبر تھا..... اس نے جواب دیا..... تو خواہ مخواہ تاؤ کھاتا
ہے..... گھوڑا تو مرنے ہی والا تھا..... یہاں نہ مرا..... دوسری جگہ جا کر مر گیا..... ہمارا
آقا گھوڑا بیچ کر ہی نقصان سے بچ گیا..... اور بظاہر اپنا نقصان دوسرے کی گردن پر ڈال
دیا..... لیکن فکر نہ کر کل انشاء اللہ اس کا اونٹ مر جائے گا..... پھر تیری پانچوں
انگلیاں گھی میں ہوں گی.....

نوجوان لپکا..... اور اونٹ کو بھی بازار لے جا کر دام وصول کر لئے..... جانور کے
مرنے کے صدمے..... اور رقم کے نقصان سے چھٹکارا پایا..... دل میں خوش تھا..... کہ
ان جانوروں کی بولیاں سیکھ کر فائدے ہی میں رہا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خواہ مخواہ ڈرا دیا تھا..... کہ ہزاروں آفتوں میں پھنس
جائے گا..... ابھی تک تو کوئی آفت نہیں آئی.....

تیسرے دن کتے نے غرا کر مرغ سے کہا: ابے او..... زمانے بھر کے کذاب.....
کب تک کاٹھ کی ہانڈی آگ پر چڑھائے جائے گا..... تو تو بڑا ہی فریبی نکلا..... آخر
تجھے جھوٹ بولنے میں مزا کیا آتا ہے.....

مرغ نے کتے کی یہ جھاڑ سن کر کہا: یار جانی! میں جھوٹ نہیں بولتا..... مالک نے،
اونٹ کو بھی لے جا کر بیچ ڈالا..... اور پیسے جیب میں رکھے..... اب وہ اونٹ جس
بدنصیب نے خریدا تھا..... اس کے گھر جا کر مر گیا ہے.....

بہر حال تو غم نہ کر..... کل ہمارے آقا کا غلام مرے گا..... موت نے اسے تاکا
ہے..... غلام کے مرنے کے بعد آقا فقیروں کو روٹیاں..... اور گوشت بانٹنے کا اہتمام
کریگا..... پھر تیرے مزے ہی مزے ہیں..... لے اب خوش ہو جا.....

مرغ کی بات سنتے ہی نوجوان نے غلام کو بھی ایک شخص کے ہاتھ اچھی قیمت پر بیچ
دیا..... اور اس نقصان سے بچ کر جی میں بہت خوش ہوا..... اس نے دل میں کہا: خدا کا
لاکھ شکر ہے..... کہ اس نے مجھے تین حادثوں سے بال بال بچا لیا..... اگر کتے اور مرغ
کی بولیاں مجھے نہ آتیں..... تو بڑا بھاری نقصان اٹھانا پڑتا.....

چوتھے دن کتے نے لال پیلی آنکھیں نکال کر مرغ سے کہا: ابے او! جھوٹوں کے
بادشاہ..... تو نے یہ بھی سوچا ہے..... کہ تیری یہ دروغ گوئی کب تک چلے گی؟ تو تو کہتا
تھا..... کہ غلام مرے گا..... اور اس کے مرنے پر ہمارا آقا فقیروں میں گوشت..... اور
روٹیاں بانٹے گا..... غلام کہاں مرا؟.....

مرغ نے جواب دیا..... بخدا میں نے سچ کہا تھا..... آقا اگر اس غلام کو نہ بیچتا.....
تو وہ اس مکان میں مرتا..... بہر حال جس نے اسے خریدا..... وہ اب اپنے نصیبے کو رو رہا
ہوگا..... کیونکہ غلام اس کے گھر جاتے ہی اگلے روز صبح مر گیا..... اور بے چارے خریدار
کی رقم برباد ہوئی..... لیکن اب تو خوش ہو جا..... کہ خود ہمارے آقا کی باری آ گئی

ہے..... کل یہ یقیناً مر جائے گا..... اب دیکھتا ہوں..... کہ وہ اپنے آپ کو موت کے فرشتے سے کیوں کر بچائے گا.....

کاش! وہ بے وقوف اتنا سمجھتا..... کہ ایک نقصان سینکڑوں نقصانوں کا صدقہ ہوتا ہے..... یاد رکھ کہ جسم و مال کا زیاں جان کا صدقہ ہے..... دنیاوی معاملات میں انسان بعض اوقات..... زر و مال خرچ کر کے اپنی جان بچالیتا ہے..... لیکن افسوس کہ قدرت الٰہی کے رازوں سے جاہل ہے..... کہ یہاں اپنا مال بچانے کی کوشش کرتا ہے..... اور نہیں جانتا..... کہ وہی مال..... اگر اپنی ذات پر سے صدقہ کرے..... تو نقصان فائدہ بن جائے.....

خیر اب تو قصہ ہی تمام ہوا چاہتا ہے..... آج ہمارا آقا سوئے عدم روانہ ہو جائے گا..... پھر اس کے والی وارث گائے ذبح کریں گے..... اور دیگیں چڑھیں گی..... فقیروں اور محتاجوں کا ہجوم ہوگا..... روٹیوں کے ٹکڑے اور ہڈیاں..... بوٹیاں..... اس کثرت سے تجھے کھانے کو ملیں گی..... کہ جی بھر جائے گا..... ہاں! گھوڑا..... اونٹ..... اور غلام کی موت ہمارے بے وقوف اور مغرور آقا کی جان کا بدلہ تھا..... مال کے نقصان اور اس کے رنج و الم سے تو محفوظ رہا..... لیکن اپنی جان گنوائی.....

آقا نے مرغ کی زبانی اپنے مرنے کی خبر سنی..... تو پیروں تلے زمین نکل گئی..... ہاتھ پیروں میں دم نہ رہا..... گرتا پڑتا بدحواس بدحال..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا..... اور ساری داستان سنا کر فریاد کی..... کہ:

اے خدا کے سچے نبی! مجھے ملک الموت کے پنجے سے بچائیے..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

> ارے احمق! اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے..... فوراً بازار میں جا..... اور اپنے آپ کو بھی بیچ ڈال..... تو تو اس کام میں بڑا ہوشیار

ہے.....اس مرتبہ بھی اپنا نقصان کسی اور کے سر منڈھ دے.....اور خود کو
بیچ کر جو مال ملے.....وہ اپنے خزانے میں بھر لے.....سچ ہے آنے والی
مصیبت کو عقل مند پہلے دیکھ لیتا ہے.....اور بے وقوف آخر میں.....

اس نوجوان نے پھر منت سماجت شروع کی.....اور اس قدر رویا..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس پر رحم آیا.....

ارشاد ہوا.....

اے نوجوان! اب تو تیر کمان سے نکل چکا.....اور چھوٹا ہوا تیر کبھی واپس
نہیں آتا.....قضا نے تیرا گھر تاک لیا ہے.....اور اسے ٹالنا میرے بس
میں نہیں.....ہاں! بارگاہ الٰہی میں تیرے لئے یہ درخواست پیش کرتا
ہوں..... کہ جب تیری روح بدن کا ساتھ چھوڑے.....تو ایمان کی
دولت تجھے نصیب ہو.....وہی زندہ ہے.....جو ایمان سلامت لے
جائے.....

ابھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی..... کہ نوجوان کا دل گھبرایا.....ہاتھ پاؤں سنسنانے لگے.....یکا یک خون کی ایک قے ہوئی.....وہ قے ہیضے کی نہ تھی.....موت کی تھی.....اسی وقت چار آدمی اسے کندھوں پر لاد کر گھر لے گئے.....مکان پر پہنچتے پہنچتے اس پر تشنج طاری ہو گیا.....زبان بند ہوئی.....آنکھوں کی پتلیاں پھر گئیں.....کانوں کی لویں مڑ گئیں.....آخر کار اس نے ایک ہچکی لی.....اور اپنی جان.....جان آفرین کو سونپ دی.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خبر سنی.....تو درگاہ الٰہی میں دعا کی:

کہ اے باری تعالیٰ! اسے ایمان کی دولت نصیب فرما.....اپنی شان
الوہیت کے صدقے میں اسے بخش دے.....ہر چند اس نے گستاخی اور

ضد کی..... لیکن وہ نادان تھا..... اس پر رحم فرما.....

خدائے بزرگ و برتر نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی..... اور اس نوجوان کو بخش دیا..... (حوالہ مثنوی شریف ونزہۃ المجالس)

اللہ کے رضا کی علامات

264..... علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن قریب الاصمعی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے..... کہ مالک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے..... انہوں نے اپنے باپ سے..... اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے.....

انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام..... یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا:

اے میرے پروردگار! تیری اپنی مخلوق سے راضی ہونے کی علامت کیا ہے؟

تو رب کریم نے فرمایا:

کہ میں ان کی کھیتیاں اگتے وقت ان پر بارش برساؤں..... اور ان کی کٹائی کے وقت ان سے بارش کو روک لوں..... اور میں ان کے معاملات ان میں سے شریف..... اور حلیم الطبع لوگوں کے سپرد کردوں..... اور ان کے غنائم..... اور غنا کو ان کے سخی لوگوں کے ہاتھوں میں دے دوں.....

پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیری ناراضگی کی علامت کیا ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہ میں ان پر کھیتیاں کاٹنے کے اوقات میں بارش نازل کروں..... اور کھیتیاں اگنے کے وقت بارش کو روک لوں..... اور ان کے امور ان کے

بیوقوف..... اوراحمق لوگوں کے حوالے کردوں..... اوران کے غنائم اور دیگر مالی امور..... ان میں سے بخیل لوگوں کے سپرد کردوں.....

(واللہ اعلم) (حوالہ شعب الایمان جلد 23/6)

کیا اللہ سوتا ہے؟

265..... امام ابویعلی ابن جریر ابن ابی حاتم دارقطنی نے افراد میں ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں..... اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے..... کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ خیال آیا: کہ کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف فرشتہ بھیجا..... جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین دن تک جگائے رکھا..... اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو شیشی دیں..... ہر ہاتھ میں ایک شیشی تھی..... اور اسے حکم دیا..... کہ ان دونوں کی حفاظت کرے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام سونے لگے..... اور آپ کے ہاتھ آپس میں ملنے لگے..... وہ پھر جاگتے..... اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے دور کرتے..... یہاں تک کہ انہیں مکمل نیند آگئی..... آپ کے ہاتھ آپس میں ٹکرائے..... اور دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں.....

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے!..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک مثال بیان فرمائی..... کہ اگر اللہ تعالیٰ سوجاتا..... تو نہ آسمان باقی بچتے..... اور نہ زمین.....

(تفسیر طبری 13/3)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس شیطان کی حاضری

266..... حضرت عبدالرحمن بن زیاد یہ روایت نقل فرماتے ہیں..... کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مجلس میں تشریف فرما تھے..... کہ شیطان ادھر آیا..... اس وقت وہ ایک لمبا قسم کا ایک چوغہ پہنے ہوئے تھا..... اور اس کے سر پر مختلف اقسام کے رنگوں کی ایک ٹوپی تھی..... جس وقت شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک آیا.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا:

تو کون شخص ہے؟

شیطان نے جواب دیا..... کہ میں ابلیس ہوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر دریافت فرمایا: یہاں کس وجہ سے آیا ہے؟

شیطان نے جواب دیا..... کہ میں یہاں پر آپ کی خدمت اقدس میں سلام کرنے کے واسطے حاضر ہوا ہوں..... اس لیے کہ آپ کا مقام خداوند تعالیٰ کے یہاں نہایت بلند ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم کیا..... کہ تو نے یہ چوغہ کس وجہ سے پہن رکھا ہے؟

شیطان نے جواب دیا..... کہ انسانوں کو دھوکہ میں ڈالنے کے لیے..... میں نے یہ چوغہ پہن لیا ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معلوم فرمایا..... کہ اے شیطان! یہ بتلا..... کہ وہ

کون سا گناہ ہے..... جس کے ارتکاب کے بعد تو انسان پر بہت جلدی غالب ہو جاتا ہے؟

شیطان نے جواب دیا..... کہ جس وقت بندہ کا نفس اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنے لگے..... اور بندہ علم اور کتابوں کو طاق نسیان میں رکھ دے..... اور علم بالکل فراموش کر دے..... تو اس وقت میں بندہ پر غالب آجاتا ہوں..... (حوالہ تنبیہ الغافلین)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے خاص راز کی بات پوچھنا

267..... اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑے رازدارانہ انداز میں کہا: کہ ذرا ابلیس سے کوئی خاص راز کی بات پوچھو.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستہ پر جاتے ہوئے ابلیس کو دیکھا..... تو اسے کہا: کہ مجھے کوئی خاص راز کی بات بتاؤ..... ابلیس نے کہا..... ہمیشہ میری یہ ایک بات یاد رکھنا..... کبھی میں..... میں نہ کرنا..... ورنہ تم میری طرح ہی ہو جاؤ گے.....

اگر ایک بال کے برابر بھی اپنی زندگی پر غرور کرو گے..... تو یہ کافری متصور ہوگی..... اسے بندگی نہیں کہا جائے گا..... غرور کے راستے کا انجام ناکامی ہے..... اور غرور کرنے سے مرد کی نیک نامی..... بدنامی میں تبدیل ہو جاتی ہے..... اگر وہ اس راستہ میں کامیاب ہوگا..... تو وہ ایک دم ہر قسم کے غرور سے پاک ہو جائے گا.....

شیطان کے تجربات کا نچوڑ

268.....ایک دفعہ شیطان کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی.....

انہوں نے پوچھا..... تو کون ہے؟

وہ کہنے لگا: میں شیطان ہوں.....

انہوں نے فرمایا: تم لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بڑے ڈورے ڈالتے پھرتے ہو..... تمہارے تجربے میں کونسی بات آئی ہے؟

وہ کہنے لگا: آپ نے تو بڑی عجیب بات پوچھی ہے..... یہ کیسے ہوسکتا ہے..... کہ میں آپ کو اپنی ساری زندگی کا تجربہ بتادوں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: پھر بھی کیا ہے بتادیں..... وہ کہنے لگا..... تین باتیں میرے تجربات کا نچوڑ ہیں.....

پہلی بات تو یہ ہے..... کہ اگر آپ صدقہ کرنے کی نیت کرلیں..... تو فوراً دے دینا..... کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے..... کہ نیت کرنے کے بعد..... بندے کو بھلادوں.....

جب میں کسی کو بھلادیتا ہوں..... تو پھر اسے یاد ہی نہیں ہوتا..... کہ میں نے صدقہ کی نیت کی تھی یا نہیں.....

دوسری بات یہ ہے..... کہ جب آپ اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ کریں..... تو اسے فوراً پورا کردینا..... کیونکہ میری کوشش یہ ہوتی ہے..... کہ میں اس وعدے کو توڑ دوں..... مثلاً کوئی وعدہ کرے..... کہ اے اللہ! میں یہ گناہ نہیں کروں گا..... تو میں خاص محنت کرتا ہوں..... کہ وہ اس گناہ میں ضرور مبتلا ہو.....

تیسری بات یہ ہے..... کہ کسی غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا..... کیونکہ میں مرد کی کشش عورت کے دل میں پیدا کر دیتا ہوں..... اور عورت کی کشش مرد کے دل میں پیدا کر دیتا ہوں..... میں یہ کام اپنے چیلوں سے نہیں لیتا..... بلکہ میں بذات خود کرتا ہوں..... (حوالہ خطبات فقیر)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شیطان سے ملاقات

269..... میں نے اپنے شیخ سے ایک قصہ سنا..... اگر چہ بظاہر اسرائیلی واقعہ ہے..... لیکن بڑا سبق آموز واقعہ ہے.....

وہ یہ کہ..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کے لئے کوہ طور پر تشریف لے جانے لگے..... توراستے میں یہ شیطان مل گیا.....

اس نے کہا: کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے تشریف لے جارہے ہیں..... تو ہمارا ایک چھوٹا سا کام کر دیں.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: کیا کام ہے؟

شیطان نے کہا: کہ ہم تو اب راندہ درگاہ..... اور مردود..... اور ملعون ہو چکے ہیں..... کہ اب تو ہماری نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا ہے..... آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے سفارش فرمادیں..... کہ ہمارے لئے بھی توبہ کا کوئی راستہ مل جائے..... اور نجات کی کوئی صورت نکل آئے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ بہت اچھا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر پہنچے..... وہاں پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی ہوئی..... لیکن اس دوران شیطان کی بات پہنچانا بھول گئے..... جب واپس چلنے لگے..... تو خود اللہ تعالیٰ نے یاد دلاتے ہوئے فرمایا: کہ تمہیں کسی نے کوئی پیغام دیا تھا؟

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ ہاں.....

یا اللہ! میں بھول گیا..... راستے میں مجھے ابلیس ملا تھا..... اور بڑی پریشانی

کا اظہار کر رہا تھا.....

اور یہ التجا کر رہا تھا..... کہ ہمارے لئے بھی نجات کا کوئی راستہ نکل آئے.....

اے اللہ! آپ تو رحیم وکریم ہیں..... ہر ایک کو معاف فرما دیتے ہیں..... وہ توبہ کر رہا ہے..... تو اس کو بھی معاف فرما دیں.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کہ ہم نے کب کہا..... کہ توبہ کا دروازہ بند ہے..... ہم تو معاف کرنے

کو تیار ہیں..... اس کو کہہ دو..... کہ تیری توبہ قبول ہو جائے گی.....

اس کا طریقہ یہ ہے..... کہ اس وقت ہم نے تجھ سے کہا تھا..... کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر لے..... اس وقت تو نے ہماری بات نہیں مانی..... اب بھی معاملہ بہت آسان ہے..... کہ اس کے قبر پر جا کر سجدہ کر لے..... ہم تمہیں معاف کر دیں گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کہ یہ معاملہ تو بہت آسان ہو گیا..... چنانچہ یہ پیغام لے کر واپس تشریف لائے..... راستے میں پھر شیطان سے ملاقات ہوئی..... پوچھا..... کہ میری معافی کا کیا ہوا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کہ تیرے معاملے میں تو اللہ تعالیٰ نے بڑا آسان راستہ بتا دیا..... اس قت تجھ سے یہ غلطی ہوئی تھی..... کہ تو نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا..... کہ اب تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر لے..... تو تیرا گناہ معاف ہو جائے گا.....

جواب میں شیطان نے فوراً کہا..... کہ واہ بھائی! میں نے زندہ کو سجدہ کیا
نہیں..... اب مردے کو کیسے سجدہ کرلوں؟ اور اس کی قبر کو کیسے سجدہ کرلوں؟
یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا..... یہ جواب اس لئے دیا..... کہ عقل الٹی ہوگئی
تھی..... بہر حال گناہ کی خاصیت یہ ہے..... کہ وہ انسان کی عقل کو
اوندھا کردیتا ہے..... اور انسان کی عقل ماری جاتی ہے..... اور پھر صحیح
بات انسان کی سمجھ میں نہیں آتی.....

پھر کہنے لگا: اے موسیٰ علیہ السلام!

چونکہ آپ نے اپنے رب کے ہاں میری سفارش کی ہے..... اس کی حق
ادائیگی کے لیے میں نے آپ کو تین باتوں کی تاکید کرتا ہوں..... مجھے تین
موقعوں پر یاد کرلیا کریں.....

(۱) جب کبھی غصہ آئے تو مجھے یاد کریں..... میں آدمی کے قلب میں یوں گردش کرتا
ہوں..... جیسے خون گردش کرتا ہے.....

(۲) کبھی دشمن کی اکثریت سے سامنا ہوجائے..... تو مجھے یاد کریں..... میں ایسے
وقت میں انسان کے پاس ہوتا ہوں اس کو بیوی..... بچے..... اور مال و دولت کی یاد دلاتا
ہوں..... حتیٰ کہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ جاتا ہے.....

(۳) ایسی عورت کے ساتھ علیحدگی کرنے سے بچو..... جو تمہاری محرم نہیں.....
کیونکہ اس وقت میں دونوں کے درمیان قاصد بن جاتا ہوں..... (حوالہ مکاشفۃ القلوب)

شیطان پر جہنم کا عذاب

270..... منقول ہے..... کہ جب دوزخ میں ابلیس پر
شدید عذاب ہوگا..... تو اس سے پوچھا جائے گا..... اللہ کا عذاب کیسا

ہو رہا ہے؟

وہ کہے گا شدید ترین ہے..... اسے بتایا جائے گا..... کہ حضرت آدم علیہ السلام تو جنت میں ہیں..... ان کو سجدہ کر کے معافی مانگ لو..... تاکہ تجھے معافی مل جائے..... وہ انکار کر دے گا..... اس پر اسے دوسرے جہنمیوں کے مقابلہ میں ستر ہزار گنا شدید عذاب ہوگا.....

ایک روایت میں ہے کہ..... اللہ تعالیٰ ابلیس کو ہر لاکھ سال کے بعد دوزخ سے نکالے گا..... اور آدم علیہ السلام بھی باہر آئیں گے..... اور اسے سجدے کا حکم ہوگا..... مگر وہ انکار کر دے گا..... پھر دوبارہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا.....

میرے بھائیو! اگر تم ابلیس سے نجات چاہتے ہو..... تو مولا کریم کے ساتھ لگ جاؤ..... اور اسی کی ہی پناہ مانگو.....

قیامت کے دن آگ کی کرسی بچھائی جائے گی..... ابلیس علیہ اللعنۃ کو اس پر بٹھایا جائے گا..... شیاطین اور کفار اس کی ہولناک گدھے کی سی آواز سن کر جمع ہوں گے..... اور وہ یہ کہہ رہا ہوگا.....

اے جہنمیو! آج تم نے کیسا پایا..... جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا..... پالیا؟
وہ کہیں گے..... (رب کا) کہا حق ہے.....
پھر وہ کہے گا..... آج میں رحمت سے مایوس ہو گیا.....

پس اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا..... کہ اسے..... اور اس کے تابعین کو لوہے کے گرزوں سے مارو..... چنانچہ چالیس سال تک وہ جہنم میں گرتا رہے گا..... اور کبھی بھی اس سے باہر نکلنے کا حکم نہیں ملے گا..... اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم سے بچائے.....

بتاتے ہیں..... کہ قیامت کے دن ابلیس کو لایا جائے گا..... اور اسے آگ کی کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا جائے گا..... اس کے گلے میں لعنت کا طوق ہوگا.....

اللہ تعالیٰ زبانیہ (سزا دینے والے) فرشتوں کو حکم دیگا..... اسے گھسیٹ کر کرسی سے اتار دو..... اور جہنم میں ڈال دو..... وہ اس کو پکڑ کر نیچے پھینکنے کی کوشش کریں گے..... مگر یہ نہیں کرسکیں گے.....

پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اسی ہزار فرشتوں کے ساتھ مل کر اس کا حکم کریں گے..... وہ بھی قادر نہیں ہوسکیں گے.....

پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام..... اس کے بعد حضرت عزرائیل علیہ السلام کو..... اس کا حکم ہوگا..... اور ہر ایک کے ساتھ اسی اسی ہزار فرشتے ہوں گے..... مگر یہ نہیں کرسکیں گے..... اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا..... میں نے جس قدر فرشتے پیدا کر رکھے ہیں..... اس سے دگنے بھی اس کا پر لگ جائیں..... تو بھی اسے یہاں سے ہلا نہیں سکیں گے..... جبکہ لعنت کا طوق اس کے گلے میں ہے.....

مروی ہے..... کہ آسمان دنیا میں ابلیس کا پہلا نام عابد تھا..... اور دوسرے آسمان میں زاہد تھا..... تیسرے میں عارف..... چوتھے میں ولی..... پانچویں میں تقی..... چھٹے میں خازن..... اور ساتویں میں عزازیل تھا..... مگر لوح محفوظ پر اس کا نام ابلیس تھا..... یہ اپنے انجام سے غافل و بے خبر تھا.....

اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا..... کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو.....

اس نے کہا: کیا تو اسے مجھ پر فضیلت بخشتا ہے..... میں اس سے بہتر ہوں..... تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا..... اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ہے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں جو چاہتا ہوں..... کرتا ہوں..... ابلیس نے اپنے آپ کو بڑا..... اور بزرگ سمجھا..... اور نفرت و تکبر کے ساتھ آدم علیہ السلام کی جانب پشت کرلی..... اور سیدھا اکڑ کر کھڑا ہوگیا..... آخر کار فرشتوں نے ایک مدت تک سجدہ کیے رکھا..... جب انہوں نے سر اٹھایا..... اور دیکھا..... کہ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا..... اور

انہیں سجدہ کی توفیق مل گئی..... تو انہوں نے دوبارہ سجدۂ شکر ادا کیا..... یہ بدبخت اکڑا..... ان سے منہ پھیرے کھڑا تھا..... نہ ہی اطاعت کی طرف دھیان دیا..... اور نہ ہی نافرمانی پر نادم ہوا.....

اللہ تعالیٰ نے اسے چوپائے کی شکل میں بدل دیا..... اور خنزیر کی طرح کر دیا..... اس کا سر اونٹ جیسا..... سینہ بڑے اونٹ کی طرح..... اس کے درمیان..... اس کا چہرہ بندر کی طرح..... اس کی دونوں آنکھیں لمبوترے..... چہرے پر پھٹی پھٹی نظر آتی تھیں..... اس کے نتھنے کھلے بنا دیے..... جیسا کہ پچھنے لگانے والے کا لوٹا ہو..... اس کے ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح..... اس کی ڈاڑھی خنزیر کے دانتوں کی طرح باہر نکلی ہوئی کر دی..... اس کی ڈاڑھی میں سات بال رکھ دیے.....

اور اسے جنت میں سے باہر دھکیل دیا..... بلکہ آسمان سے آباد زمین سے دور کر کے ویرانوں کی طرف بھگا دیا..... اب آبادیوں میں چھپ چھپ کر آتا ہے..... اس پر قیامت تک لعنت کر دی..... کیونکہ وہ کافر ہو چکا ہے..... اب تم دیکھو..... کہ جو شخص نہایت خوبصورت پروں والا عالم و فاضل عبادت گزار..... فرشتوں کی طرح نیک..... ان میں بزرگ ترین..... بلکہ ان سب کا بیان کا سردار تھا..... مگر تکبر کے باعث کوئی چیز اس کے کام نہ آئی..... اس میں دوسروں کے لیے عبرت ہے..... کہ عمل و شکل نہ دیکھیں..... صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ہی نظر رکھیں.....

روایت ہے..... جب ابلیس پر بدبختی غالب آ گئی..... تو حضرت جبرائیل..... اور حضرت میکائیل علیہم السلام رو پڑے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟

کہنے لگے..... ہم تیری طرف سے بدبختی آ جانے پر اپنے تئیں محفوظ محسوس نہیں کرتے.....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسے ہی رہو..... اور میری طرف سے بے فکری اختیار نہ کرو.....
(حوالہ مکاشفۃ القلوب)

ابلیس کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت

271..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور کی راہ میں ابلیس ملا..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچان لیا..... اور اس کو مارنے کے لئے عصا اٹھایا..... ابلیس نے کہا:

اے موسیٰ علیہ السلام! میں عصا سے نہیں ڈرتا..... البتہ دل باصفا سے ڈرتا ہوں..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا..... دل باصفا کی کیا پہچان ہے..... کہا..... حسد کا چھوڑنا..... اور صراط کا منتظر رہنا.....

اے موسیٰ علیہ السلام! تجھے چار وصیتیں کرتا ہوں..... جس سے اپنے تئیں بچانا..... قابیل نے ہابیل سے حسد کیا..... تو کافر ہوگیا..... اور تکبر سے اپنے تئیں بچانا..... میں تکبر کی وجہ سے ملعون ہوا..... جب تک کہ تیسرا آدمی نہ ہو..... (نامحرم) عورت کے ساتھ خلوت نہ کرنا..... کیونکہ جس جگہ صرف ایک مرد..... اور ایک عورت ہو..... تو تیسرا وہاں..... میں ہوتا ہوں..... شیطان نے جس وقت چوتھی وصیت کرنے کا ارادہ کیا..... اسی وقت آسمان سے فرشتہ اترا..... اور اس نے کہا: کہ چوتھی وصیت مت سن..... یہ بات حق ہے..... کہ شیطان انسان کا صریح دشمن ہے.....

قولہٗ تعالیٰ وکذٰلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث یعنی تیرا رب تجھے مقبول کرے گا..... اور تجھے خواب کی تعبیر سکھائے گا.....

شیطان کی تین باتیں:

ایک روز شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا..... آپ نے اس سے دریافت فرمایا: بھلا یہ تو بتلا..... وہ کونسا کام ہے..... جس کے کرنے سے..... تو انسان پر غالب آجاتا ہے..... اس نے جواب دیا..... کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے..... اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے..... اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے.....

اے موسیٰ علیہ السلام! میں آپ کو تین ایسی باتیں بتاتا ہوں..... جن سے آپ کو ڈرتے رہنا چاہیئے.....

1- ایک تو غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا..... کیونکہ جب کوئی شخص تنہائی میں غیر محرم عورت کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے..... تو ان کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں..... یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ اس کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں.....

2- دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو..... اس کو پورا کرو..... کیونکہ جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے..... تو اس کا ہمراہی میں ہوتا ہوں..... یہاں تک کہ اس شخص..... اور وفاء عہد کے درمیان میں حائل ہو جاتا ہوں.....

3- تیسرے جو صدقہ نکالا کرو..... اسے جاری کر دیا کرو..... کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے..... اور اسے جاری نہیں کرتا..... تو میں اس صدقہ..... اور اس کے پورا کرنے کے بیچ میں حائل ہو جاتا ہوں..... یہ کہہ کر شیطان چل دیا..... اور تین بار کہا:

ہائے افسوس! میں نے اپنے راز کی باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہہ دیں..... اب وہ بنی آدم کو ڈرائے گا..... (حوالہ تلبیس ابلیس ص ۳۹)

شیطان کا غصہ

272..... ایک مرتبہ شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا: اور کہنے لگا..... آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنایا..... اور آپ سے کلام فرماتا ہے.....

آپ نے فرمایا: ہاں! مگر تم کون ہو..... اور کیا کہنا چاہتے ہو؟

کہنے لگا..... میں شیطان ہوں.....

اللہ تعالیٰ سے سوال کیجئے..... کہ تیری مخلوق تجھ سے توبہ کی طالب ہے.....

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی.....

فرمایا: اس سے کہو..... کہ ہم نے تیری درخواست کو قبول کیا..... مگر ایک شرط کے ساتھ..... کہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر پر جا کر سجدہ کرلو..... جب تو سجدہ کر لے گا..... میں تیری توبہ قبول کرلوں گا..... اور تیرے گناہوں کو معاف کردوں گا.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب شیطان کو یہ بتلایا..... تو وہ غصہ سے سرخ ہو گیا..... اور ازراہ کبرو غرور کہنے لگا:

اے حضرت موسیٰ علیہ السلام! میں نے تو حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں سجدہ نہیں کیا..... تو اب ان کی قبر کو کیسے سجدہ کرلوں؟

وہ کلمات جن کو پڑھ کر بینائی لوٹ آئی

273..... اللہ تعالیٰ جل وعلا نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ:

اے کلیم اللہ! میں نے امت محمدیہ علیہ التحیۃ الثناء کو تین ناموں سے ممتاز فرمایا.....

عرض کیا الٰہی وہ! کیا ہیں!...... فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اتفاقاً ان کے پاس ایک نابینا بھی بیٹھا ہوا تھا......

وہ سنتے ہی کہنے لگا!...... الٰہی! اپنے ان ناموں کی برکت سے مجھے بینائی عطا فرمادے...... یہ کہنا ہی تھا...... کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے آنکھیں عطا فرمادیں......

بسم اللہ کی برکت

274..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا...... تو اس کی سرکشی وبغاوت میں مزید اضافہ ہوگیا...... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی...... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... میرے کلیم آپ تو اس کے کفر کو دیکھتے ہیں...... مگر میں اس کے محل کے دروازے کی تحریر دیکھ رہا ہوں ......جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں نے لکھوایا ہے......

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

اسی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے اس محل کی "مقام کریم" کے ساتھ صفت فرمائی!......

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... فرعون نے خدائی دعویٰ اگلنے سے قبل از خود اپنے محل کے دروازہ پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو کندہ کروایا تھا......

(حوالہ نزہۃ المجالس)

عرض کیا الٰہی وہ! کیا ہیں!...... فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اتفاقاً ان کے پاس ایک نابینا بھی بیٹھا ہوا تھا......

وہ سنتے ہی کہنے لگا!...... الٰہی! اپنے ان ناموں کی برکت سے مجھے بینائی عطا فرمادے...... یہ کہنا ہی تھا...... کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے آنکھیں عطا فرمادیں......

بسم اللہ کی برکت

274..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا...... تو اس کی سرکشی وبغاوت میں مزید اضافہ ہوگیا...... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی...... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... میرے کلیم آپ تو اس کے کفر کو دیکھتے ہیں...... مگر میں اس کے محل کے دروازے کی تحریر دیکھ رہا ہوں...... جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں نے لکھوایا ہے......

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

اسی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے اس محل کی "مقام کریم" کے ساتھ صفت فرمائی!......

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... فرعون نے خدائی دعویٰ اگلنے سے قبل از خود اپنے محل کے دروازہ پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو کندہ کروایا تھا......

(حوالہ نزھۃ المجالس)

عرض کیا الٰہی وہ! کیا ہیں!......فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اتفاقاً ان کے پاس ایک نابینا بھی بیٹھا ہوا تھا......

وہ سنتے ہی کہنے لگا!......الٰہی! اپنے ان ناموں کی برکت سے مجھے بینائی عطا فرمادے......یہ کہنا ہی تھا......کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے آنکھیں عطا فرمادیں......

بسم اللہ کی برکت

274..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا......تو اس کی سرکشی و بغاوت میں مزید اضافہ ہوگیا......اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی......تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا......میرے کلیم آپ تو اس کے کفر کو دیکھتے ہیں......مگر میں اس کے محل کے دروازے کی تحریر دیکھ رہا ہوں ......جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں نے لکھوایا ہے......

"بسم اللہ الرحمن الرحیم"

اسی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے اس محل کی "مقام کریم" کے ساتھ صفت فرمائی!......

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں......فرعون نے خدائی دعویٰ اگلنے سے قبل از خود اپنے محل کے دروازہ پر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کو کندہ کروایا تھا......

(حوالہ نزہۃ المجالس)

عرض کیا الٰہی وہ! کیا ہیں!...... فرمایا ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اتفاقاً ان کے پاس ایک نابینا بھی بیٹھا ہوا تھا......

وہ سنتے ہی کہنے لگا!...... الٰہی! اپنے ان ناموں کی برکت سے مجھے بینائی عطا فرمادے...... یہ کہنا ہی تھا...... کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے آنکھیں عطا فرمادیں......

بسم اللہ کی برکت

274..... جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا...... تو اس کی سرکشی و بغاوت میں مزید اضافہ ہوگیا...... اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ہلاکت کی دعا فرمائی...... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... میرے کلیم آپ تو اس کے کفر کو دیکھتے ہیں...... مگر میں اس کے محل کے دروازے کی تحریر دیکھ رہا ہوں ...... جس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھوں میں نے لکھوایا ہے......

”بسم اللہ الرحمن الرحیم“

اسی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ نے اس محل کی ’’مقام کریم‘‘ کے ساتھ صفت فرمائی!......

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں...... فرعون نے خدائی دعویٰ اگلنے سے قبل از خود اپنے محل کے دروازہ پر ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کو کندہ کروایا تھا......

(حوالہ نزہۃ المجالس)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امتیوں کے واقعات

گناہ سے بچنے پر بخشش مل گئی

279.....بنی اسرائیل (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم) میں ایک کفل نامی شخص تھا.....وہ کسی بھی گناہ سے اجتناب نہیں کرتا تھا.....اس کے پاس ایک عورت آئی.....اس (کفل) نے اس عورت کو ہمبستری کے لئے ساٹھ دینار دیئے..... جب وہ اس عورت کے قریب اس جگہ ہوا..... جہاں آدمی اپنی بیوی کے ہوتا ہے.....تو وہ عورت کانپنے اور رونے لگی..... کفل نے پوچھا: کیوں روتی ہو؟.....کیا میں نے تمہیں اس کام کے لئے مجبور کیا ہے؟.....اس نے کہا: نہیں.....لیکن بات یہ ہے.....کہ یہ ایسا کام ہے.....جو میں نے پہلے کبھی نہیں کیا:.....اور اس کام پر مجھے میری حاجتمندی نے ہی اکسایا ہے..... کفل نے کہا: کیا تم اس مجبوری کی خاطر یہ فعل بد کرو گی..... جب کہ تم نے کبھی یہ کام نہیں کیا؟ جاؤ!..... یہ دینا بھی تمہارے ہوئے..... پھر کفل توبہ کرتے ہوئے کہنے لگے:..... خدا کی قسم! میں اس کے بعد کبھی بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا..... پس وہ اسی رات فوت ہوئے .....تو صبح کو ان کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:..... ”غفر اللہ الکفل“ بے شک اللہ نے کفل کی مغفرت کردی ہے.....

(حوالہ کتاب التوابین)

جنتی عورت کا خاص عمل

280.....بنی اسرائیل کے ایک عابد نے مدت تک محنت، مجاہدہ، ریاضت وعبادت میں مصروف رہنے کے بعد ایک رات خواب میں دیکھا.....

کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے...... ''فلاں عورت بہشت میں رفیق ہے''......

عابد نے بڑی جستجو کے بعد اس کو ڈھونڈا...... تاکہ معلوم ہو کہ اس کی عبادت وریاضت کس درجہ کی ہے...... لیکن اس نے دیکھا...... کہ وہ نہ تورات کو نماز تہجد پڑھتی ہے...... اور نہ ہی کوئی نفلی روزہ رکھتی ہے...... مگر صرف فرائض بجالاتی ہے...... عابد نے اس سے کہا...... کہ مجھے بتا تیرا کیا کردار ہے...... اور کون سا خاص عمل ہے؟...... اس نے کہا بس یہی جو تم نے دیکھ لیا...... عابد نے جب بہت اصرار کے ساتھ منت سماجت کی...... تو اس نے کہا کہ:

عمل کا تو مجھے علم نہیں البتہ ایک خصلت میری یہ ہے...... کہ جب بیماری میں مبتلا ہوتی ہوں...... تو یہ نہیں چاہتی...... کہ آرام وصحت میں رہوں...... اگر دھوپ میں رہتی ہوں...... تو یہ نہیں چاہتی کہ سایہ میں رہوں...... اور اگر سایہ میں رہتی ہوں...... تو دھوپ کی خواہش نہیں کرتی...... حق تعالیٰ جس امر کا حکم دیتا ہے اسی میں راضی رہتی ہوں...... عابد نے اپنا ہاتھ سر پر رکھتے ہوئے کہا...... یہ کوئی معمولی خصلت نہیں...... یقیناً یہ بہت بڑی خصلت ہے جو تمہیں حاصل ہے...... (حوالہ کیمیائے سعادت)

تین قاضیوں کا امتحان

281...... بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے تین قاضی تھے...... اللہ تعالیٰ نے ان سے امتحان لینا چاہا...... تو دو فرشتوں کو بھیجا ایک فرشتہ گھوڑی پر سوار تھا...... اور اس کا بچہ اس کے پیچھے پیچھے چلا...... دوسرا فرشتہ گھوڑی پر سوار ہوا...... اور اس نے ایک گائے کے بچھڑے کو بچکارا...... وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا...... اب اس گائے کے بچھڑے کے سلسلہ میں دونوں فرشتے جھگڑ پڑے...... ایک کہتا تھا میرا ہے...... دوسرا کہتا ہے

میرا ہے...... دونوں قاضی کے پاس گئے...... اور قاضی نے رشوت لے کر گائے والے کو بچھڑا دیدیا...... پھر دونوں فرشتے دوسرے قاضی صاحب کے پاس گئے اس نے بھی رشوت لی...... اور بچھڑا گائے والے کو دیدیا...... پھر تیسرے قاضی کے پاس گئے...... وہ بولا......

میں ابھی فیصلہ نہیں کرسکتا...... کیونکہ میں حیض سے ہوں! کہنے لگے...... کیا مرد کو بھی حیض آتا ہے! وہ بولا اگر ایسا نہیں ...... تو کیا گھوڑی سے گائے کا بچھڑا پیدا ہوا کرتا ہے؟

اسی بناء پر مثال مشہور ہوئی دو قاضی جہنم میں تیسرا جنت میں...... (حوالہ نزھۃ المجالس)

توبہ کا انعام تکبر کا انجام

282...... روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی تھے...... ان میں سے ایک اپنی فسادی طبیعت، اور مفسدانہ اعمال کی بنا پر فسادی مشہور ہوگیا تھا...... اور دوسرا کثرت عبادت کی وجہ سے عابد کہلاتا تھا...... اس نے اس حد تک عبادت کی تھی...... اور وہ اللہ کے یہاں درجہ مقبول تھا کہ ابر کا ایک ٹکڑا اس پر ہمیشہ سایہ فگن رہتا...... فسادی نے اپنے دل میں سوچا کہ میں بہت بدنام ہوں...... اور یہ ہماری قوم کے انتہائی متقی اور عبادت گذار انسان ہیں...... اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو ہوسکتا ہے...... اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں...... عابد نے سوچا کہ میں عابد ہوں...... بھلا یہ خراب آدمی میرے قریب کس طرح بیٹھ سکتا ہے...... چنانچہ جب فسادی نے بیٹھنا چاہا...... اس نے نفرت کا اظہار کیا...... اور اسے بیٹھنے نہ دیا...... اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی پر وحی نازل فرمائی...... کہ ان دونوں سے کہو کہ وہ اپنے عمل کی اَز سرِ نو ابتدا کریں...... میں نے فسادی کی تمام خطائیں معاف کردی ہیں...... اور عابد کے اعمال باطل کردیے ہیں......

ایک روایت میں ہے...... کہ اس واقعہ کے بعد اَبر کا ٹکڑا فسادی کے سر پر سایہ فگن رہنے لگا......

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ان کے دلوں کا طالب ہے...... اگر کوئی جاہل گنہگار اللہ کے خوف سے متواضع اور اس کی ہیبت سے سرنگوں رہے...... تو یہ اس بات کی علامت ہے...... کہ اس نے دل سے اللہ کی اطاعت کی ہے...... بلکہ وہ متکبر عالم اور مغرور عابد سے زیادہ عبادت گذار ہے......

اسی طرح کی ایک روایت یہ ہے...... کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص اپنی قوم کے ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا...... اور سجدہ میں پڑ گیا...... بزرگ نے اس کی گردن پر اپنے پاؤں رکھے...... اور کہا او پر اُٹھ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہیں کرے گا...... غیب سے ندا آئی...... کہ اے میری قسم کھانے والے! وہ تو بخشا جائے گا...... پر تیری بخشش نہیں ہوگی......

اسی لئے حضرت حسنؒ فرماتے ہیں...... کہ کمبل پوش ریشم وکم خواب کے کپڑے پہننے والے سے زیادہ متکبر ہوتا ہے...... اس لئے کہ ریشمی لباس پہننے والا کمبل پوش کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے...... اور اس کے لئے فضیلت کا اعتقاد رکھتا ہے...... اور کمبل پوش یہ سمجھتا ہے...... کہ افضل صرف میں ہوں...... (حوالہ احیاء العلوم)

جریج عابد کا مثالی واقعہ

283...... جریج راہب کا واقعہ ہے اور اس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں...... حدیث یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا جس کا نام جریج تھا...... یہ شخص بہت عبادت گزار اور محنتی تھا...... اس کی ماں ایک پردہ نشین عورت تھی...... وہ ایک دن اپنے فرزند جریج کو

دیکھنے آئی ......اس وقت وہ نماز میں مصروف تھا...... ماں کی آواز پر اس نے اپنے حجرے کا دروازہ نہ کھولا......اور بغیر ملے ہوئے واپس لوٹ گئی...... دوسرے اور تیسرے دن بھی وہ آئی ......تو یہی صورت حال پیش آئی ...... آخر کار نے تنگ دل ہو کر کہا!......الٰہی میرے بیٹے کو رسوا کر...... اور میرے حق کے ادا نہ کرنے پر اس کی گرفت فرما......اسی زمانے میں ایک بدخواہ فاحشہ عورت تھی......اس نے کہا کہ!

جریج عابد کو گمراہ کرنا چاہئے...... چنانچہ وہ جریج کے حجرے میں گئی ...... اور اپنی طرف مائل کرنا چاہا......لیکن جریج نے اس کی طرف توجہ نہیں کی...... پھر وہاں سے نکل کر راستے میں اس نے چرواہے کے ساتھ مباشرت کی ......اور اس سے وہ حاملہ ہوگئی...... جب حمل نمودار ہوا......وہ شہر میں آئی اور اس نے مشہور کیا...... جریج عابد کا حمل ہے کچھ عرصہ کے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا......لوگ غصے میں جریج عابد کے عبادت خانے پر پہنچے......اور ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لائے......(اور سارا واقعہ سنایا)

جریج نے بچے کی طرف اشارہ کر کے کہا!...... ''اے بچے تیرا باپ کون ہے''......پھر بچے نے فوراً'' جواب دیا ہے......کہ میری ماں نے تم پر بہتان لگایا ہے''......میرا باپ تو فلاں چرواہا ہے......(حوالہ کیمیائے سعادت)

باتیں کرنے والی اینٹ

284......بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی کا انتقال ہوگیا......اس کے دو بیٹے تھے......ان دونوں کے مابین ایک دیوار کی تقسیم کے سلسلے میں جھگڑا ہوگیا......

جب دونوں آپس میں جھگڑ رہے تھے...... انہوں نے دیوار سے غیبی آواز سنی تم دونوں جھگڑا مت کرو......کیونکہ میری حقیقت یہ ہے کہ!

میں ایک مدت تک اس دنیا میں بادشاہ اور صاحب مملکت رہا پھر میرا انتقال

ہو گیا......اور میرے بدن کے اجزاء مٹی کے ساتھ گھل مل گئے ...... پھر اس
مٹی سے کمہار نے مجھے گھڑے کی ٹھیکری بنا دیا...... ایک طویل مدت تک
ٹھیکری کی صورت میں رہنے کے بعد مجھے توڑ دیا گیا...... پھر ایک لمبی مدت
تک ٹھیکری کے ٹکڑوں کی صورت میں رہنے کے بعد میں مٹی اور ریت کی
صورت میں تبدیل ہو گیا...... پھر کچھ مدت کے بعد لوگوں نے میرے
اجزائے بدن کی اس مٹی سے اینٹیں بنا ڈالی......اور آج تم مجھے اینٹوں کی
شکل میں دیکھ رہے ہو...... لہٰذا تم اس مذموم وقبیح دنیا پر کیوں جھگڑتے
ہو...... والسلام......

بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی توبہ

285...... میں نے ''ملتقط'' میں پڑھا...... کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد
شخص تھا......اس کے پاس ایک ادنیٰ جبہ تھا......اور ایک مشکیزہ تھا...... جس میں وہ لوگوں
کو پانی پلاتا تھا...... جب اس کی موت قریب آئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا...... کہ میں
نے اس دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی...... سوائے اس جبے اور مشکیزے کے...... جن کو میں
قیامت کے روز اُٹھانے سے قاصر ہوں...... جب میں مر جاؤں تو ان دونوں چیزوں کو
فلاں بادشاہ کے حوالہ کر دو...... تاکہ وہ (قیامت کے دن) ان کو بھی اس بوجھ کے ساتھ
اُٹھالے...... جو اس نے اس کو اٹھا رکھا ہے......

جب وہ مر گیا تو لوگوں نے بادشاہ کو خبر دی...... بادشاہ نے کہا: یہ عابد تو ایک جبہ اور
ایک مشکیزے کے اُٹھانے سے عاجز آ گیا...... میں نے تو اس دنیا کے سارے بوجھ
اٹھا رکھے ہیں ......پس اس نے جبہ کو پہن لیا ......اور مشکیزہ کو اُٹھا کر بادشاہت
چھوڑ دی......اور لوگوں کو پانی پلانے میں لگ گیا......

زمین میں دھنسنے والوں کا واقعہ

286..... بنی اسرائیل میں ایک بزرگ داموس رحمۃ اللہ علیہ تھے......ایک دفعہ وہ اپنی بستی سے باہر نکلے سامنے پہاڑ پر نظر پڑی......تو سارے پہاڑ خشک نظر آئے ......اس پر سبزہ نہیں تھا......یہ دیکھ کر ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کتنا اچھا ہوتا......کہ ان پر سبزہ ہوتا......آبشاریں ہوتیں، مرغزاریں ہوتیں...... اور خوب صورت منظر ہوتا......

اللہ تعالیٰ نے دل میں الہام فرمایا کہ

اے میرے پیارے! تو نے بندگی چھوڑ دی......اور اب تو میرا مشیر بن گیا ہے......اب تجھے میری تخلیق میں کمی کوتاہی نظر آتی ہے......

جب یہ الہام ہوا تو وہ گھبرا گئے......

اور انہوں نے اپنے دل میں ایک نیت کرلی......کہ جب تک اللہ رب العزت کی طرف سے میرے دل میں واضح طور پر یہ بات نہیں آئیگی ......کہ میری کوتاہی کو معاف کردیا گیا ہے......میں اس وقت تک اپنے آپ کو سزا دوں گا......

یہ اللہ والوں کا طریقہ رہا ہے کہ اگر کبھی کوئی کوتاہی ہوجاتی......تو وہ اپنے آپ کو سزا دیا کرتے تھے......

چنانچہ داموسؒ نے سزا کے طور پر دل میں تہیا کرلیا......کہ جب تک میری غلطی معاف نہیں ہوجاتی......نہ تو کھانا کھاؤں گا اور نہ تو پانی پیؤنگا...... بس روزے کی حالت میں رہوں گا......یہ بندے اور اللہ کا اپنا معاملہ ہوتا ہے۔

حضرت تھانویؒ نے بھی لکھا ہے کہ بندے سے اگر کوئی گناہ ہو جائے ...... تو وہ اپنے اوپر کوئی سزا مقرر کر سکتا ہے ...... مثلاً میں اتنا پیسہ صدقہ دیا کروں گا ...... یا اتنے نفل پڑھا کروں گا ...... یا کوئی ایسا کام کہ جس سے انسان کے نفس پر بوجھ پڑے ...... اور وہ گھبرائے ......

انہوں نے بھی یہی کیا کہ دل میں سزا کے طور پر فیصلہ کر لیا ...... داموسؒ دو چار دن کے بعد ایک قریبی بستی میں گئے وہاں کوئی تقریب منعقد ہو رہی تھی ......

بستی والوں نے کھانا وغیرہ پکایا ہوا تھا ...... جو دستر خوان لگا تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ بھی کھانا کھائیں انہوں نے معذرت چاہی کچھ لوگ پیچھے ہی پڑ گئے جی آپ ضرور کھائیں انہوں نے کہا نہیں مجھے کھانا نہیں کھانا ...... ان میں سے ایک نے پوچھا کہ آخر کیا وجہ ہے؟ ...... انہوں نے وجہ بتا دی کہ مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی ہے ......

وہ کہنے لگا جناب! یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ...... ہم سب بستی والے مل کر اس گناہ کا عذاب بھگت لیں گے ...... آپ کھانا کھا لیجئے ...... کہنے والے نے جیسے ہی یہ کہا ...... تو اللہ تعالیٰ نے فوراً داموسؒ کے دل میں یہ الہام فرمایا کہ

میرے پیارے! آپ اس بستی سے فوراً نکل جائیں ...... چنانچہ جیسے ہی وہ نکلے ...... اللہ رب العزت نے اس بستی والوں کو زمین کے اندر دھنسا دیا ......

بدنظری پر گردن ٹوٹ گئی

287...... مالک ابن احبارؒ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عالم کے پاس مردوں عورتوں کا ہجوم رہا کرتا تھا ...... یہ وعظ اور نصیحت کرتا ...... اور پچھلی قوموں کے

عبرت انگیز واقعات سناتا......

ایک دن اس نے اپنے بیٹے کو کسی عورت کی ملتفت ہوتے ......اور آنکھ سے اشارہ کرتے ہوئے دیکھا......

''یہ حرکت بری تھی'' مگر باپ نے بیٹے سے صرف اتنا کہا: بیٹے بس کر ٹھر...... ابھی وہ اپنے بیٹے سے یہ کہہ رہا تھا...... کہ اپنے تخت سے نیچے گر پڑا...... ''گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی''...... ''اس کی بیوی کا حمل ساقط ہوگیا''......اور اس کے بیٹے جنگ میں مارے گئے......اللہ تعالیٰ نے زمانے کے پیغمبر پر وحی بھیجی...... کہ فلاں عالم سے کہہ دو کہ میں تیرے آنے والی نسلوں میں کبھی صدیق پیدا نہیں کروں گا...... اگر تیرا ہر فعل میری رضا کے لئے ہوتا......تو اپنے بیٹے کو یہ نہ کہتا......بس کر بیٹا بلکہ اس کی اس گندی حرکت پر سخت سزا دیتا...... (حوالہ احیاء العلوم)

فاسق آدمی اور اندھے کتے کا واقعہ

288......بنی اسرائیل کے ایک فاسق شخص کی حکایت کرتے ہیں...... کہ جب وہ فوت ہوا......تو لوگوں نے اسے بے گور و کفن گڑھے میں پھینک دیا......

اس دور کے نبی کی طرف وحی نازل ہوئی...... کہ اسے گڑھے سے نکال کر غسل دیں...... اور کفن پہنائیں نماز جنازہ ادا فرما کر اسے قبرستان میں دفن کریں...... چنانچہ اللہ کے نبی علیہ السلام حکم بجالائے اور اسے نکال کر سب امور سرانجام دیئے......

پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے الٰہی کیا ماجرا ہے! یہ اس مرتبے کا کیسے اہل ہوا......ارشاد ہوا اس شخص نے ایک مرتبہ ایک اندھے کتے کو پانی پلا کر اس کی پیاس

بجھائی تھی...... جس کے باعث مجھے اس کا یہ فعل اچھا لگا...... تو اسے مغفرت و بخشش سے نوازا!......

اخلاص سے صدقہ کا انعام

289..... حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ احیاء العلوم میں نقل فرماتے ہیں...... کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کا ریت کے پہاڑ کے پاس سے گزر ہوا...... تو وہ دل ہی دل میں کہنے لگا...... کیا ہی اچھا ہو کہ یہ ریت آٹا بن جائے...... اور میں بنی اسرائیل کے فقراء میں تقسیم کروں!......

اللہ تعالیٰ نے اس دور کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے...... تجھے تیری نیت کے مطابق اس پہاڑ کی ریت کے مطابق اتنی نیکیاں عطا کیں...... جتنا اس کی مقدار کے برابر آٹا بنتا ہے...... جو کہ تو خیرات کرتا...... (حوالہ احیاء العلوم)

۲۴ سال تک نافرمانی کرنے والا نوجوان

290..... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک امتی چوبیس سال تک بدکاری میں مبتلا رہا...... ایک دن اس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی...... تو داڑھی سفیدی کی طرف مائل تھی...... شرمندگی کے باعث کہنے لگا!......

الٰہی! بیس سال تک میں نے تیرے احکام پس پشت ڈالے...... اگر اب میں تیری بارگاہ کی حاضری دوں...... تو کیا منظوری حاصل کر سکوں گا!......

آواز آئی...... جب تک تو نے ہم سے محبت کی...... ہم بھی تجھ سے محبت کرتے رہے...... جب تو نے اعراض کیا...... تو ہم نے تجھے مہلت دی...... اگر اب بھی تو ہماری

طرف رجوع کرے گا...... ہم محبوب بنالیں گے!...... (حوالہ نزھۃ المجالس)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی عاشقانہ موت

291..... جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد کو آخری نصیحتیں اور وصیتیں کرنے میں مصروف ہوئے..... تو ایک روز ملک الموت آپ کے پاس آئے..... اور پیغام موت آپ کو سنایا..... جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناپسند کیا.....

ملک الموت نے حضور رب العزت میں جا کر عرض کیا: کہ آپ کے پیارے حضرت موسیٰ موت کو ناپسند کرتے ہیں.....

وہاں سے ارشاد ہوا.....

کہ اے جبرائیل! ہمارے بندے حضرت موسیٰ کے پاس تم جاؤ.....

اور ان سے کہو..... کہ تمہارا معبود یہ فرماتا ہے.....

کہ اے موسیٰ علیہ السلام!

اگر تم کو زندگی ابھی اور مطلوب ہے..... تو تم ایک بھیڑ کی کمر پر ہاتھ رکھو..... مجھے قسم ہے..... اپنے عزت وجلال کی..... جتنے بال تمہارے ہاتھ کے نیچے آجائیں گے..... اتنے ہی سال کی زندگی تمہاری اور عطا فرماؤں گا.....

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے یہ پیام ایزدی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سنایا..... آپ بہت مسرور ہوئے.....

فرمایا: کہ اے جبرائیل علیہ السلام! میں نے بھیڑ کی کمر پر ہاتھ رکھا..... اور اس کے بالوں کی گنتی کی برابر میری عمر بھی دراز ہوگئی..... پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: پھر آخر موت..... اس پر اللہ کے لاڈلے اور پیارے حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے.....

اے جبرائیل علیہ السلام! آخر موت ہے..... اول موت ہے..... پھر ابھی میں کیوں نہ اس پر رضامند ہو جاؤں..... ملک الموت کو میرے پاس بھیجدو..... تاکہ میں نہایت خوشی سے اپنی روح ان کے حوالے کردوں.....

چنانچہ جبرائیل علیہ السلام آخری سلام کر کے رخصت ہو گئے.....

اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل گھبرایا..... اور وہ اٹھ کر سیدھے بیابان میں پہنچے..... وہاں دیکھا کہ سات آدمی ایک نہایت شاداب..... اور پُرفضا مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت نفیس قبر تیار کر رہے ہیں.....

آپ نے ان سے دریافت کیا..... کہ یہ قبر کس کے لئے تیار کی جارہی ہے؟

انہوں نے جواب دیا..... کہ خدا کے دوستوں میں سے ایک پیارے دوست کے لئے یہ قبر تیار کی جارہی ہے..... جس کا قد تمہارے ہی قد کی برابر ہے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر کے تیار ہونے تک وہیں کھڑے دیکھتے رہے..... جب وہ قبر بن کر تیار ہو گئی..... تو فرمایا: کیا میں تمہاری اجازت سے ذرا اس قبر میں لیٹ کر اس کی بہار دیکھ سکتا ہوں..... ان لوگوں نے بخوشی اجازت دی..... یہاں یہ بھی معلوم کرلینا چاہئے..... کہ وہ سات آدمی جو قبر کھود رہے ہے..... وہ کون تھے؟

جبرائیل علیہ السلام..... میکائیل علیہ السلام..... اسرافیل علیہ السلام..... عزرائیل علیہ السلام..... تین اور مقرب فرشتے..... بہرحال ان کی اجازت لے کر ذرا کی ذرا پیارے موسیٰ اس قبر میں لیٹے..... اور لیٹ کر فرمایا: کیا اچھی قبر ہے..... سبحان اللہ ملک الموت نے اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک پھول سونگایا..... جس سے آپ جاں بحق تسلیم ہو گئے..... اور وفات پا گئے..... انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت موسیٰ کی موت کا منظر

ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا..... موت کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ:

موت جھر بیری کے درخت کی طرح ہے..... جس کی شاخیں ہر ہر رگ سے اُگی ہوں..... اور پھر انہیں کوئی کھینچے..... یہ موت کی آسان سے آسان تکلیف ہے.....

اسی قسم کی احادیث..... ابن ابی الدنیا..... احمد وغیرہ سے بھی روایت ہیں.....

(حوالہ شرح الصدور)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طمانچہ

292..... میرے دوستو! بیل کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا جائے..... ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آئیں..... ہر بال کے مقابلے میں زندگی کا ایک سال بڑھا دیا جائے..... اس کے بعد بالآخر پھر موت سے ملاقات ہو کر رہے گی.....

عن ابی ھریرۃؓ قال اُرسل ملک الموت فلما جاء ہٗ صکہٗ فرجع الیٰ ربہ فقال ارسلتنی الیٰ عبد لا یرید الموت فرد اللہ عزوجل علیہ عینہٗ وقال ارجع فقل لہٗ یضع علیٰ متن تور فلہٗ بکل ما عطت بن یدہٗ بکل شرۃ قال ای رب ثم ماذا؟ قال ثم الموت قال فلآن فمال اللہ ان یدنیہٗ من الارض المقدسۃ رھیۃ بحجر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلو کنت ثم لاریتکم قبرہٗ الیٰ جانب الطریق عند الکثیب لاحمر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے..... کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو

بھیجا گیا..... وہ جب انسانی شکل میں آئے..... تو آپ نے ان کے چہرے پر تھپڑ مارا..... تو ان کی آنکھ پھوٹ گئی..... وہ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ گئے.....

اور عرض کیا: کہ الٰہی! تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا ہے..... کہ وہ موت نہیں چاہتا.....

اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام سے کہا: کہ واپس جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو میرا پیغام دو..... کہ وہ بیل کی پشت پر ہاتھ رکھیں..... ہاتھ کے نیچے جس قدر بال آئیں گے..... ہم ہر بال کے عوض ایک سال زندگی بڑھا دیں گے..... یعنی بالوں کی گنتی کے برابر عمر کے سال بڑھا دیے جائیں گے.....

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! پھر کیا ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت آئے گی.....

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اگر ایسا ہی ہے..... تو ابھی میری روح قبض کر لی جائے..... اور مجھے ایسے موقع پر ارض مقدس کے اس قدر قریب کر دیا جائے..... جس قدر کسی کے پتھر پھینکنے سے زمین کا فاصلہ طے ہوتا ہے.....

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: کہ اگر میں وہاں ہوتا..... تو تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دکھاتا..... جو کہ سرخ ٹیلے کے قریب راہگذر پر ہے.....

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء و رسل علیہم السلام جام اجل نوش فرما چکے ہیں.....

حضرت الیاس..... حضرت ادریس..... اور خضر علیہم السلام بھی اہل تحقیق کے نزدیک وفات پا چکے ہیں.....

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں رب العزت ارشاد فرما رہا ہے.....

ام کنتم شهدآء اذحضرت یعقوب الموت (البقرہ ۱۳۳)

کیا تم اس وقت موجود تھے..... جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا وقت آیا.....

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

حتیٰ اذا ھلک قلتم لن یبعث من بعدہ رسولا (مومن۳۴)

یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے..... تم کہنے لگے..... کہ اب تو اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا.....

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہو رہا ہے.....

"فلمّا قضینا علیہ الموت مادلّھم علیٰ موتہ الّا دابّۃ الارض تاکل منسائتہ"

پس جب ہم نے (حضرت سلیمان علیہ السلام) کو موت کا حکم جاری کر دیا..... تو ان (جنوں) کو ان کی موت کا پتہ کسی نے نہ دیا..... بجز ایک زمین کے کیڑے کے جس نے..... ان کے عصا (سوٹی) کو کھایا تھا.....

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ بھی.....ان کے ابدان طاہرہ سے نکال لی جاتی ہیں.....

چنانچہ خود اشرف الانبیاء والمرسلین آنحضرت ﷺ کی روح مبارک بھی جسد اطہر سے اللہ تعالیٰ کی عادت مستمرہ..... اور دستور متعارفہ کے مطابق نکالی گئی..... جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان جمیع الانبیاء قبض ارواحھم ملک الموت وھو الذی یقبض روحی (القرطبی ج۴ص۲۷۶)

تمام انبیاء علیہم السلام کی روحیں ملک الموت نے قبض کیں..... اور وہی میری روح بھی قبض کرے گا.....

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں.....

قبضہ اللہ وان راسہ بین سحری ونحری (بخاری الجزء الثالث ص۶۴ مطبوعہ مصر)

یعنی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض فرمائی..... اس وقت آپ کا سر مبارک میرے سینے..... اور حلق کے درمیان تھا.....

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں..... اس روایت کو امام احمدؒ نے بھی اسناد کے ساتھ ہشام سے بواسطہ ھمام روایت کیا ہے..... اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں فلما خرجت نفسهٔ لم.

تمّت

مولانا ارسلان بن اختر کی دیگر تالیفات